مسائل الشریعه
ترجمه
وسائل الشیعه
تالیف
محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

(جلد ہفتم)

مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ وتحشیہ

فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	ہفتم
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل: 03335169622)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	ربیع الاول ۱۴۲۶ھ ۔ اپریل ۲۰۰۵ء
طبع دوم	:	جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ ۔ مئی ۲۰۰۸ء
قیمت	:	Rs 250-00
تعداد	:	۵۰۰

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر C-362، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔ فون: 2870105

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

ملتھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان

موبائل: 0346-5927378

ای میل: maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین

۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد ہفتم)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	❖ ان چیزوں کے ابواب جن سے روزہ دار کو باز رہنا چاہیئے ❖ (اس سلسلہ میں کل اٹھاون باب ہیں)	

◈ احکام ماہِ رمضان کے ابواب ◈

(اس سلسلہ میں کل سینتیس (۳۷) باب ہیں)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر

مستحبی روزوں کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تیس (۳۰) باب ہیں)

كتاب الصوم

کتاب الصوم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مختلف النوع ابواب کی اجمالی فہرست:

(۱) وجوب روزہ اوراس کی نیت کے ابواب۔
(۲) ان چیزوں کے ابواب جن سے روزہ دار کو باز رہنا واجب ہے اور باز رہنے کا وقت۔
(۳) روزہ دار کے آداب کے ابواب۔
(۴) جس کا روزہ صحیح ہے اس کے ابواب۔
(۵) ماہِ رمضان کے احکام کے ابواب۔
(۶) باقی ماندہ واجبی روزوں کے احکام۔
(۷) مستحبی روزوں کے ابواب۔
(۸) حرام اور مکروہ روزوں کے ابواب۔

مقدمہ منجانب مترجم عفی عنہ

﴿يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ﴾

روزہ، اس کے اسرار و اغراض، اس کی حقیقت اور اس کے مسائل واحکام کا بیان

جس طرح عالم آب وگل میں ادویہ کے افعال وخواص متعدد ہوتے ہیں اور ایک ایک دوا کئی کئی امراض واسقام کے ازالہ ودفعیہ کے لئے مفید ہوتی ہے بعینہ اسی طرح احکام الٰہیہ کے متعدد اغراض ومقاصد ہوتے ہیں اور اس کے ایک

ایک حکم میں کئی اسرار و رموز پوشیدہ ہوتے ہیں۔

این ہمہ صنعش کتاب کارِ اوست

بے نہایت اندریں اسرار اوست

الغرض شریعت اسلامیہ کی ربانی تعلیم محض حکم کے طور پر نہیں بلکہ وہ سراسر حکم و مصالح پر مبنی ہے اور اس کے فرائض کی عمارت، اخلاقی، اجتماعی، اور مادی فوائد و منافع کے ارکان پر قائم ہے ذیل میں روزہ کے ان چہارگانہ اغراض و مقاصد کا ایک ایک شمہ بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ روزہ کے روحانی فوائد

۱۔ فطرت و شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ عقل نفس پر ہمیشہ غالب رہے مگر بشری تقاضوں کی وجہ سے اکثر نفس عقل پر غالب آجاتا ہے اس لئے شرع اقدس میں ماہ رمضان کا روزہ واجب قرار دیا گیا ہے تاکہ نفس کا تزکیہ کیا جاسکے اور عقل کو نفس پر پورا پورا غلبہ اور تسلط حاصل ہو جائے۔

۲۔ روزہ سے تقویٰ الٰہی کی بلند صفات حاصل ہوتی ہیں چنانچہ خداوند کریم نے روزہ کا سب سے بڑا روحانی مقصد اسی تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾۔ (البقرہ: آیت ۱۸۳) اے ایمان والو! تم پر روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ۔ تقویٰ خدا کے خوف اور اس کی محبت سے دل کے اندر پیدا ہونے والی کیفیت کا نام ہے جس کے پیدا ہونے کے بعد گناہ کرنے سے نفرت اور جھجک محسوس ہونے لگتی ہے اور نیکی بجالانے کی طرف بے پناہ رغبت پیدا ہو جاتی ہے روزہ کا مقصد اقصیٰ دل کے اندر اس کیفیت کا پیدا کرنا ہے ظاہر ہے کہ انسان کے دل و دماغ میں گناہ کے اکثر جذبات بہیمی قوت کی افراط سے پیدا ہوتے ہیں روزہ انہی انسانی جذبات کی شدت کو کمزور کرتا ہے چنانچہ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے روزہ شہوت کو توڑنے اور کمزور کرنے کے لئے بہترین شئ ہے۔

یہ خوف و خشیت الٰہی ہی ہے جو انسان کو تنہائی میں یا چوری چھپے کچھ کھانے پینے سے باز رکھتا ہے کیسا خوف خدا ہے کہ اس کا دل بھوک و پیاس کی بڑی بڑی تکلیف اٹھاتا ہے مگر جلوت تو کیا خود خلوت میں بھی کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اس کے روزہ کو توڑ دے اور کیا مضبوط اعتقاد ہے اس کو آخرت کی جزا و سزا پر کہ مہینہ بھر روزہ رکھتا ہے مگر ایک لحہ کے لئے بھی اس کے دل و دماغ میں آخرت سے متعلق شک و شبہ کا شائبہ تک نہیں آتا ورنہ اگر اسے شک ہو جاتا تو کبھی روزہ پورا نہ کرتا کیونکہ شک کی خاصیت یہی ہے کہ وہ انسان کے عزم و ارادہ کو متزلزل کر دیتا ہے

اور اسے وہ کام انجام نہیں کرنے دیتا۔

۳۔ روزہ رکھنے سے انسان کو اپنے عجز و انکسار اور خدائے قہار کی طاقت اور اس کے جلال کا احساس ہوتا ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ ہر لحہ نفس کی چلنے والی مشین خود کار و خود اختیار نہیں ہے بلکہ کسی عظیم طاقت کے ماتحت ہے اور انسان نفس کا نہیں بلکہ خدا کا بندہ ہے۔

۴۔ روزہ رکھنے سے چشم بصیرت وا ہوتی ہے اور حقائق اشیاء کا کشف ہوتا ہے کیونکہ جب انسان کا معدہ فتورِ ہضم سے خالی اور دل و دماغ تبخیر معدی سے محفوظ ہوں تو انسان کو دماغی اور روحانی یکسوئی و صفائی حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں اکابرین نے بڑے بڑے تجربے کئے ہیں۔

روزہ کے اخلاقی فوائد

۱۔ روزہ رکھنے سے انسان کی درندگی اور بہیمگی دور ہوتی ہے اور ملائکہ سے قرب و تشبہ پیدا ہوتی ہے اور اس طرح رفتہ رفتہ اس میں ملکوتی اخلاق فاضلہ پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

۲۔ روزہ رکھنے میں منعم حقیقی کے اس عظیم الشان انعام و احسان کا شکریہ ہے جو اس نے اپنے پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ بنی نوع انسان پر کیا ان ایام میں وہ کتاب ربانی و ہدایت روحانی نازل فرمائی جس نے ظلمانی کو نورانی، وحشی کو مہذب و با اخلاق، جاہل کو عالم اور نادان کو دانا بنا کر انسانیت کو معراج کمال تک پہنچا دیا۔ قرآن مجید میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے روزہ کے اغراض میں فرمایا: ﴿لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾۔ (البقرہ) ''روزہ اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ تم خدا کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو ہدایت عطا فرمائی اور تا کہ تم اس کا شکر ادا کرو'' ظاہر ہے کہ محسن کے احسان کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا اور اس کا شکریہ ادا کرنا اخلاق حسنہ میں شامل ہے۔

۳۔ روزہ رکھنے سے انسان میں مشکلات و مصائب برداشت کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کو میدان جہاد میں بھوک و پیاس اور دیگر شدائد کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ یہ روزہ ایک جبری فوجی ورزش ہے جو ہر بالغ و عاقل مسلمان کو سال میں ایک مہینہ اس لئے کرائی جاتی ہے تا کہ وہ جسمانی تکالیف اور بدنی مشکلات برداشت کرنے کے لئے آمادہ رہے اور دنیا کے مصائب و شدائد کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔

روزہ کے اجتماعی و معاشرتی فوائد

۱۔ روزہ رکھنے سے امیروں اور مالداروں کو بھوک پیاس اور فقر و فاقہ کا احساس ہوتا ہے کیونکہ جو خود بھوکا نہ ہو اس کو بھوک کی اور جو خود پیاسا نہ ہو اس کو پیاس کی اذیت کا کس طرح احساس ہو سکتا ہے؟ بقول بعضے ''سوز جگر سمجھنے کے

لئے پہلے سوختہ جگر ہونا ضروری ہے'' اس سے ان کے اندر غریب پروری، رحمدلی، ہمدردی، ایثار وقربانی کے صالح جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ فراخدلی سے غرباء اور مساکین کی امداد واعانت کرتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے۔

۲۔ روزہ کے فدیہ اور کفارہ کے احکام پر نظر غائر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے مواقع پر روزہ کا بدل غریبوں کو کھانا کھلانا قرار دیا گیا ہے دائم المرض، بہت بوڑھے، اور جو بمشکل تمام روزہ رکھ سکتے ہیں ان تمام کا فدیہ فی روزہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے جو شخص کسی عذر کی بناء پر احرام کھولنے سے پہلے سر منڈائے۔ ﴿فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ اس کا فدیہ روزہ یا خیرات یا قربانی ہے جو شخص حج میں عمداً شکار کرے وہ منی میں جانور ذبح کرے یا ﴿أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا﴾۔ (المائدہ) چند مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اس کے برابر روزے رکھے'' اگر کوئی کسی قسم کی مخالفت کرے تو دس یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا غلام آزاد کرے یا تین روزے رکھے جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے یا روزہ توڑنے کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کرنا یا دو ماہ روزے رکھنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے ان احکام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اور خیرات کرنے اور غریبوں کو کھانا کھلانے اور غلام آزاد کرنے میں کتنا گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کے قائم مقام ہیں۔

۳۔ روزہ بہت سے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے جیسے غیبت، بدزبانی، مکروفریب رشوت وقمار بازی اور بہتان تراشی، غلط بیانی، یاوہ گوئی وغیرہ کیونکہ روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں بلکہ تمام منکرات ومناہی سے مکمل اجتناب کا نام ہے۔ ظاہر ہے اس سے معاشرہ کی اصلاح اور اجتماع کی فلاح ہو جاتی ہے۔

روزہ کے مادی اور طبی فوائد

۱۔ اکثر بیماریاں کھانے پینے میں بے اعتدالی کرنے سے پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ﴿البطنة رأس كل داء﴾ شکم پری تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ نیز فرمایا: ﴿كلوا في بعض بطنكم تصحوا﴾۔ پیٹ کے بعض حصہ میں کھاؤ یعنی اس کا کچھ حصہ خالی چھوڑ دو اسی میں تمہاری صحت کا راز پوشیدہ ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ پورا پیٹ بھر کر بھی بس نہیں کرتے جس کی وجہ سے معدہ پر ناقابل برداشت بوجھ پڑتا ہے اور انسان مختلف عوارض وامراض کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ روزہ ان عوارض کا مکمل علاج بن جاتا ہے پورا ایک ماہ ہر روز ۱۲ یا ۱۴ گھنٹے اسے مکمل آرام ملتا ہے جس کی وجہ سے انسان کی صحت پر بڑا خوشگوار اثر پڑتا ہے رطوبت فاسدہ تحلیل ہو جاتی ہے اور بدن کا تنقیہ ہو جاتا ہے اسی لئے بعض اطباء تو یہاں تک ہدایت کرتے ہیں کہ ہفتہ میں ایک بار فاقہ کیا جائے تاکہ جسمانی فضلہ خارج ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ جسم کی صحت وصفائی کا روح کی صحت وصفائی پر بڑا خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

بعض جدت پسند مسلمان جو مذہبی قیود کا جوا گردن سے اتارنے کی فکر میں غلطان و پیچان نظر آتے ہیں ان کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ روزہ منافی صحت ہے اس سے جسم پژمردہ ہو جاتا ہے۔ چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور شدت بھوک و پیاس سے آنتوں میں درد اور دل میں جلن اور زبان میں خشکی پیدا ہوتی ہے جس سے انسان کو ازحد تکلیف ہوتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک بیمار کے لئے ماہر ڈاکٹر عمل جراحی تجویز کرتا ہے جس سے بیمار کو جز وقتی طور پر تکلیف ہوتی ہے مگر کوئی عقلمند نہ اس تجویز کو غلط کہے گا اور نہ ہی اسے ڈاکٹر کی مریض دشمنی پر محمول کرے گا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ اس وقتی و عارضی تکلیف کا نتیجہ اور ثمرہ بڑا خوشگوار اور پائیدار ہے کیونکہ اگر ڈاکٹر یہ عمل نہ کرے تو اس کا نتیجہ مریض کی ہلاکت ہوگا بعینہ یہی کیفیت روزہ اور دیگر اسلامی عبادات کی عارضی وقتی تکلیف کی ہے چونکہ ان کا انجام دینی و دنیوی نقطہ نظر سے بڑا اچھا اور خوشگوار ہوتا ہے جس کے مقابلے میں اس کے عارضی دکھ اور تکلیف کی کوئی وقعت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ عظیم الشان امور کی انجام دہی کے لئے جب تک جسم و جان کی محنت مشقت کی کوٹھالی میں نہ ڈالا جائے اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی کہ ؎

بے رنج گنج ہرگز میسر نمی شود

تحدید روزہ کا راز

مذکورہ بالا بیان سے ایک اور سوال کا جواب بھی معلوم ہوگیا جو بعض حلقوں کی طرف سے کیا جاتا ہے کہ روزہ صرف ایک ماہ کا کیوں واجب کیا گیا ہے اس سے کم و بیش کیوں واجب نہیں کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ "روزہ ایک قسم کی دوا ہے اور دوا کو بقدر دوا ہی استعمال کرنا چاہئے اگر پورا سال اس دوا کے استعمال میں صرف کر دیا جاتا تو یہ غیر طبعی علاج ہوتا جس سے جسمانی جدوجہد اور شگفتی مزاج کا خاتمہ ہو جاتا اور اگر صرف ایک دو روز کا محدود وقت مقرر کیا جاتا تو اس میں دوا کا فائدہ ظاہر نہ ہوتا اس لئے اسلام نے سال کے بارہ مہینوں میں سے صرف ایک ماہ کا روزہ مقرر کیا اور وہ مہینہ بھی معین کر دیا گیا تاکہ امت مسلمہ اسلامی نظام وحدت کا مظاہرہ کر سکے اور یہ وہی مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ﴾۔

روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا

قرآن و حدیث اور تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ نماز کی طرح روزہ بھی گذشتہ تمام شریعتوں اور امتوں میں فرض رہا ہے البتہ روزے کے احکام، اوقات اور ان کی تعداد بدلتی رہی ہے آج بھی اکثر مذاہب

میں کسی نہ کسی شکل میں (اگرچہ مسخ شدہ ہی کیوں نہ ہو) روزہ موجود ضرور ہے ارشاد قدرت ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ میں وہ خصوصیت ہے کہ نماز و زکوٰۃ کی طرح ہر شریعت میں ہمیشہ فرض رہا ہے اسلام نے جو کہ دین فطرت ہے اس کے احکام اوقات اور اسکی تعداد میں بڑی مفید اصلاحات کر کے موجودہ شکل میں صرف ایک ماہ کے روزے واجب کئے ہیں اس سے زیادہ تفصیلات میں جانے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

روزہ کی بعض خصوصیات

روزہ کو دیگر اسلامی عبادات سے بعض خصوصی امتیازات حاصل ہیں۔

(۱) مثلاً اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ایک خالص اور بے ریا عبادت ہے جس میں ریاء وسمعہ کا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ دوسری جتنی عبادتیں ہیں وہ کسی نہ کسی ظاہری ہیئت و حرکت سے بجالائی جاتی ہیں مثلاً نماز میں آدمی کو اٹھنا بیٹھنا پڑتا ہے رکوع و سجود کرنا پڑتا ہے حج میں طویل سفر کر کے لاکھوں افراد کی موجودگی میں ارکان حج بجالانا پڑتے ہیں زکوٰۃ میں اور نہیں تو کم از کم ایک شخص دیتا ہے اور دوسرا لیتا ہے الغرض ان عبادتوں کا حال چھپ نہیں سکتا اس کے برعکس روزہ ایسی عبادت ہے جس کا حال خدا اور بندے کے سوا کسی اور پر ظاہر نہیں ہوسکتا ایک شخص سب کے روبرو سحری کھائے اور پھر افطار کے وقت تک بظاہر کچھ نہ کھائے پیئے مگر چھپ کر کھا پی لے تو خدا کے سوا کسی کو اس کی خبر ہوسکتی ہے؟

لوگ تو یہی سمجھتے رہیں گے کہ وہ روزہ سے ہے حالانکہ وہ حقیقت میں روزہ سے نہیں ہے لہٰذا جو حقیقت میں روزہ رکھتا ہے سخت بھوک کی وجہ سے آنکھوں میں دم آ رہا ہے مگر کوئی چیز نہیں کھاتا، شدت پیاس سے دل جل رہا ہے زبان کانٹے کی طرح سوکھ گئی ہے مگر پانی کا ایک قطرہ حلق سے نیچے نہیں اتارتا۔ اسے خدا کے عالم الغیب ہونے پر کس قدر پختہ یقین ہے وہ جانتا ہے کہ اس کی کوئی حرکت خواہ ساری دنیا سے چھپ جائے مگر خدائے علیم وخبیر سے نہیں چھپ سکتی۔ روزہ کے اسی اخلاص اور بے ریائی کا یہ اثر ہے کہ خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: ﴿اَلصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ﴾ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ حالانکہ ہر کار خیر کی جزا خدا ہی دیتا ہے مگر روزہ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اسکی جزا کو خاص طور پر اپنی طرف نسبت دی ہے پھر مسلسل ایک ماہ تک انسان کو اس آزمائش میں ڈالا جاتا ہے یا اس کو یہ ٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ خدا کو عالم الغیب جان کر اور حشر ونشر پر یقین رکھ کر گناہوں سے بچنے اور چھپ کر بھی اس کی قانون شکنی سے اجتناب کرنے کا اس میں ملکہ کاملہ پیدا ہو جائے۔

(۲) روزہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ طویل مدت تک بندے سے احکام شریعت کی اطاعت کراتا ہے نماز کی مدت ایک وقت میں چند منٹ سے زیادہ نہیں ہوتی زکوٰۃ کی ادائیگی کا وقت سال میں صرف ایک بار آتا ہے اور وہ بھی

چند منٹ اور وہ بھی سب کے لئے نہیں ان کے برخلاف روزہ سال میں پورے ایک مہینہ تک شب و روز اتباع شریعت کی مشق کراتا ہے جس طرح فوج کو جفاکش بنانے کے لئے ایک دو ماہ کے لئے ہر سال جنگلوں اور پہاڑوں میں رکھا جاتا ہے جہاں سپاہی ہر روز میلوں پیدل چلتے ہیں اور پہروں بھوکے پیاسے رہتے ہیں اور اسے "کیمپ لائف" کہا جاتا ہے اس طرح امت مسلمہ کے لئے ماہ رمضان "کیمپ لائف" ہے خود ہی اندازہ لگائیے کہ جو لوگ دنیا بھر کی نعمتوں کو ٹھکرا کر ہر روز کم از کم بارہ گھنٹے پیاسے رہتے ہیں نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد بھی ادا کرتے ہیں سحری کے بعد تلاوت قرآن کرتے ہیں پورا مہینہ خدا کے تصور میں ڈوبے رہتے ہیں۔

غرباء اور مساکین کی نگہداشت کرتے ہیں اپنی کمائی راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں وہ تقدس و توازن کی کس منزل پر پہنچ جاتے ہوں گے؟ اس قسم کے جلیل و جمیل لوگ صرف مذہب کے سانچے ہی میں ڈھل سکتے ہیں اس کے بعد ان کو گیارہ مہینہ کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ اس یک ماہہ تربیت کے آثار ظاہر ہوں اور اگر پھر بھی کچھ کمی رہ جائے تو آئندہ سال پوری ہو جائے۔ (جل الخالق)

روزہ رکھنے کی فضیلت

روزہ کی فضیلت میں احادیث مستفیضہ وارد ہیں۔

۱۔ جناب زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: ﴿بنی الاسلام علی خمسة اشياء على الصلوٰة و الزكوٰة و الحج و الصوم و الولاية﴾۔ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہے اور وہ پانچ ستون یہ ہیں: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ولایت اہل بیتؑ۔ (اصول کافی)

۲۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے فرمایا: ﴿اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجَازِیْ عَلَیْهِ﴾۔ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔ (فقیہ و کافی)

۳۔ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿نوم الصائم عبادة و صمت، تسبيح و عمله متقبل و دعائه مستجاب﴾۔ روزہ دار کی نیند عبادت، اس کی خاموشی تسبیح، اس کا عمل مقبول اور اس کی دعا مستجاب ہے۔ (فقیہ)

۴۔ فرمایا: ﴿الصوم جنته من النار﴾۔ روزہ جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔ (مستدرک الوسائل)

روزہ کے آداب

یہ بات صاحبان عقل و فکر پر پوشیدہ نہیں ہے کہ ہر چیز کے کچھ شرائط و آداب ہوتے ہیں جب تک ان کو ملحوظ نہ رکھا جائے اس وقت تک اس چیز کے مطلوبہ نتائج و ثمرات حاصل نہیں ہوتے اسی طرح روزہ کے بھی کچھ آداب ہیں جن کا

مذکورہ بالا مادی و روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے اگر ان آداب کا خیال نہ رکھا گیا تو پھر روزہ دار کا حصہ روزہ سے بھوک و پیاس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا جیسا کہ بعض اخبار و آثار میں وارد ہے کہ ﴿**کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظماء**﴾۔ ''بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے سے سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ نہیں ملتا۔''

بہر حال آداب کا جامع خلاصہ یہ ہے کہ جو دو حدیثوں میں مذکور ہے۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا: ﴿**یا جابر ھذا رمضان من صام نہارا و قام وردا من لیلہ وعف بطنہ و فرجہ و کف لسانہ خرج من ذنوبہ کخروجہ من الشہر فقال جابر یا رسول اللہ ما احسن ھذا الحدیث فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یا جابر ما اشد ھذہ الشروط**﴾۔ اے جابر یہ رمضان کا مہینہ ہے جو شخص اس کے دن میں روزہ رکھے اور رات کا کچھ حصہ نماز کیلئے قیام کرے اور اپنے شکم و شرمگاہ کی حرام سے حفاظت کرے اور زبان کو (ناجائز باتوں سے) روکے تو وہ گناہوں سے اس طرح خارج ہو جائے گا جس طرح اس مہینہ سے خارج ہوگا جابر نے کہا یا رسول اللہ یہ حدیث کتنی عمدہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور یہ شرطیں کس قدر سخت ہیں؟ (فروع کافی)

۲۔ جناب محمد بن قاسم امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿**اذا صمت فلیصم سمعک و بصرک و شعرک و جلدک و عدد اشیاء غیر ھذا و قال لا یکون یوم صومک کیوم فطرک**﴾۔ جب تم روزہ رکھو تو چاہیے کہ تمہارے کان، آنکھیں، بال اور چمڑا بھی روزہ رکھے اسی طرح بعض اور اعضاء شمار کرنے کے بعد بطور خلاصہ فرمایا تمہارے روزہ والا دن تمہارے افطار کے دن کی مانند نہ ہو۔

(فروع کافی)

۳۔ ایک اور حدیث میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے تو یہ جواب میں کہے بھائی میں روزہ سے ہوں (اس لئے گالی کا جواب گالی سے نہیں دے سکتا) اس کے اس جواب پر خداوند عالم فرماتا ہے: میرے بندے نے میرے بندے کے شر سے بچنے کے لئے روزہ سے پناہ مانگی ہے میں اسے آتش جہنم سے پناہ دیتا ہوں۔

(حدائق ناظرہ)

کن لوگوں پر روزہ واجب ہے

روزہ کے وجوب کے پانچ شرائط ہیں۔ (۱) بلوغ (۲) عقل (۳) صحت یا عدم مرض (۴) حضر یا عدم سفر (۵) حیض و نفاس سے خالی ہونا ان شرائط کے بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ بلوغ، بالاتفاق نابالغ پر (لڑکا ہو یا لڑکی) دیگر

عبادات کی طرح روزہ واجب نہیں ہے۔

بلوغ کے علامات

لڑکے اور لڑکی کے بلوغ علائم و آثار مختلف ہیں مثلاً بنا بر مشہور لڑکے کا بلوغ چند علامتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ (۱) زیر ناف بالوں کا سخت ہونا۔ (۲) سونے یا جاگنے میں مادۂ منویہ کا خارج ہونا جسے احتلام کہا جاتا ہے۔ (۳) کامل پندرہ سال کا ہو جانا۔ بعض اقوال اور بعض اخبار و اثار سے چودہ سال بھی ظاہر ہوتے ہیں اور لڑکی کا بلوغ بھی چند علامتوں کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے اول اور دوم تو وہی علامتیں ہیں جو لڑکے کے بلوغ کے سلسلے میں مذکور ہیں۔ سوم حیض کا آنا چہارم حاملہ ہو جانا پنجم بنا بر مشہور نو سال کا مکمل ہو جانا جناب شیخ طوسی نے مبسوط کے باب الصوم میں اور جناب ابن حمزہ نے دس سال کا قول اختیار کیا ہے اگر دوسری علامتیں پندرہ یا نو سال سے قبل بھی ظاہر ہو جائیں تو بلوغ ثابت ہو جائے گا۔

اظہار حقیقت

لڑکے کے بلوغ کی علامات اور اس کے سن و سال تو سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں مگر لڑکی کے بلوغ کا مسئلہ کہ جب وہ کامل نو سال کی ہو جائے تو شرعاً بالغ متصور ہوگی اور اس پر شریعت کے تمام اوامر و نواہی کی پابندی لازم ہوگی اور اس پر شرع اقدس کے تمام حدود و تعزیرات لاگو ہوں گے جب سے شعور کی حدود میں قدم رکھا ہے۔ یہ مسئلہ سوہان روح بنا رہا ہے کیونکہ سخت گرم علاقوں۔ (جیسے عرب کے اکثر و بیشتر حصے) میں تو یہ ممکن ہے کہ نو سال کی بالغہ و راشدہ ہو جائے لیکن معتدل اور بالخصوص سرد علاقوں میں تو نو سال کی لڑکی بالکل کم سن بچی سمجھی جاتی ہے نہ تو اسے یمین و یسار اور اپنے نفع و نقصان کا کوئی علم ہوتا ہے نہ روزہ رکھنے کی طاقت اور نہ دیگر قوائد شریعت کی پابندی کی عادت بلکہ گڑیوں اور سہیلیوں سے کھیلنا اس کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ شریعت اسلامیہ صرف عربوں یا گرم علاقوں کے باشندوں کے لئے تو نہیں ہے بلکہ عالمی شریعت ہے اور ہر ملک اور ہر علاقہ کے باشندوں کے لئے واجب الاتباع ہے تو پھر اس کے احکام میں بھی ایسی لچک اور موزونیت ہونی چاہیئے کہ وہ باآسانی تمام ممالک کے لوگوں پر منطبق ہو سکیں۔ چنانچہ نجف اشرف کے دوران قیام میں ایک بار کاظمین کی زیارات پر جانے اور فیلسوف الفقہاء علامہ سید ہبۃ الدین شہرستانی سے نیاز ملاقات حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تو اپنے انہی دیرینہ قلبی تاثرات کا ان سے اظہار کیا اس وقت آنجناب بہت معمر اور مکفوف البصر ہو چکے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میرے دل و دماغ میں بھی اس قسم کے خیالات پیدا ہوئے تھے اور جب بعض کتب حدیث جیسے اس کتاب (وسائل الشیعہ) کی طرف رجوع کیا تو اس قسم کی بعض حدیثیں نظر سے گزری تھیں کہ لڑکی پر اس وقت روزہ واجب ہوتا ہے جب اسے حیض آئے یا اسے روزہ رکھنے کی طاقت ہو اور یہ شبہ زائل ہو گیا تھا پھر فرمایا کہ تم بھی ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا چنانچہ حسب الحکم جب وسائل، مستدرک الرسائل، وافی، قوائد الدین اور حدائق وغیرہ

کتابوں کی طرف رجوع کیا تو اس قسم کی متعدد حدیثیں نظر سے گزریں ﴿و علی الجارية اذا حاضيت الصيام﴾ جب لڑکی کو حیض آئے تو اس پر روزہ واجب ہے (وسائل الشیعہ)

اسی طرح وسائل اور مستدرک میں کئی حدیثوں میں وارد ہے کہ لڑکے پر روزہ اس وقت واجب ہے کہ "اذا اطاق" جب اسے رکھنے کی طاقت ہو۔ ظاہر ہے کہ لڑکی کا حکم بھی یہی ہے کہ کیونکہ تکلیف مالایطاق تو عقلاً وشرعاً محال اور قبیح ہے۔ تہذیب الاحکام میں بروایت عمار ساباطی صادق آل محمد علیہ السلام سے مروی ہے فرماتے ہیں: ﴿و الجارية مثل ذالك اذاتى بها ثلث عشرة حاضت قبل ذلك فقدو جبت عليها الصلوة وجرى عليها القلم﴾۔ اسی طرح جب لڑکی تیرہ سال کی ہو جائے یا اس سے پہلے حیض آ جائے (جیسا کہ گرم علاقوں میں ایسا ہوتا ہے) تو اس پر نماز واجب ہوگی اور اس پر قلم شریعت جاری ہوگا۔ اس حدیث میں لڑکی کے بلوغ کی عمر تیرہ سال وارد ہے یہ حدیث پہلی حدیثوں کے عین مطابق ہے کیونکہ معتدل علاقوں میں بالعموم حیض تیرہ چودہ سال کی عمر میں شروع ہوتا ہے اور اس وقت لڑکی کی سمجھ بوجھ اور طاقت وقدرت اس قدر ہو جاتی ہے کہ احکام شریعت کا بوجھ اٹھا سکے اور اپنے نفع ونقصان کو سمجھ سکے۔ لہٰذا اس طرح مذکورہ بالا شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور بات بالکل واضح وآشکار ہو جاتی ہے اس لئے ہمارا رجحان طبع اسی قول کی طرف ہے مگر شہرت عظیمہ اور احتیاط کی مخالفت بھی مشکل ہے۔ لیکن ان حالات میں مشہور کی موافقت کا اعلان کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے بایں ہمہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ تا بامکان قول مشہور کی متابعت کی جائے۔

واللہ العالم

نابالغ

نابالغ بچوں کو (علی اختلاف الاقوال و آلاثار) جب سات یا نو (۹) سال کے ہوں تو نماز روزہ کی مشق کرانی چاہیے اگر تمام دن کا روزہ نہ رکھ سکیں تو جتنی مقدار کا رکھ سکتے ہیں رکھیں اور جب بھوک پیاس کا غلبہ ہو تو افطار کر دیں تا کہ جب بلوغت کی حدود پر قدم رکھیں تو نماز روزہ کے عادی ہو چکے ہوں نیز مخفی نہ رہے کہ نابالغ بچے بچی کی عبادت (علی الاظهر) شرعی ہے صرف تمرینی نہیں ہے یعنی انہیں ثواب بھی ملے گا اور ان کا عمل صحت و بطلان سے متصف بھی ہوگا۔

دیوانہ

۲۔ عقل ۔۔۔۔۔ بالاتفاق دیوانہ پر روزہ واجب نہیں ہے خواہ اس کا جنون مطبق ہو (ہمیشہ والا) یا دوری بشرطیکہ اس صورت میں دن کو بھی دورہ پڑتا ہو اور اگر دن کو صحیح رہتا ہو اور صرف رات کے وقت دورہ پڑتا ہو تو پھر روزہ واجب ہوگا حتیٰ کہ اگر کوئی آدمی روزہ سے ہو اور کسی وقت جنون کا دورہ پڑ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

فائدہ

مشہور بین المتاخرین یہ ہے کہ بے ہوشی کا حکم بھی جنون والا ہے یعنی بے ہوشی سے روزہ باطل ہوجاتا ہے لیکن چونکہ یہ مسئلہ نص سے خالی ہے نیز بعض اکابر متقدمین جیسے جناب شیخ مفید (درمقنعہ) اور جناب شیخ طوسی (درخلاف) بیہوشی سے روزہ کو باطل نہیں سمجھتے نیز اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ بیہوشی کے دوران والے فوت شدہ روزہ یا روزوں کی قضا واجب نہیں ہے تو پھر یہ نزاع بلا فائدہ ہے۔

ہاں بات رہ جاتی ہے صرف ثواب کی یعنی یہ کہا جائے کہ اس کا روزہ صحیح ہے تو خداوند عالم اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اگر باطل ہے تو ثواب سے محروم رہے گا تو چونکہ یہ عبد و معبود کا باہمی معاملہ ہے۔ خدا اپنے علم بلکہ اپنے فضل و کرم کے مطابق اس سے برتاؤ کرے گا۔ کسی کو اس میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟

مریض

۳۔ صوت بالاتفاق اس مریض پر روزہ واجب نہیں ہے جسے روزہ ضرر پہنچاتا ہو عام اس سے کہ روزہ رکھنے سے موجودہ مرض میں اضافہ ہو یا تندرستی حاصل ہونے میں دیر ہو یا نئے مرض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو یا اتنی مشقت لازم آئے جو عادۃً ناقابل برداشت ہوتی ہے اور عام اس سے کہ ان امور کا یقین ہو یا ظن غالب پھر یہ یقین یا ظن خواہ ذاتی تجربہ کی بناء پر ہو یا کسی علامت کی وجہ سے یا ماہر ڈاکٹر یا حکیم کے قول کی بناء پر ﴿**بل الانسان علی نفسہ بصیرہ ولو القی**﴾ قبل ٹھیک ہوجائے مگر کوئی مفطر استعمال کر چکا ہو تو پھر امساک مستحب ہے چونکہ یہ مسئلہ نص سے خالی نہیں ہے اس لئے پہلی صورت میں احوط یہ ہے کہ اس روزہ کے ساتھ ساتھ اس کی قضا بھی کی جائے۔ واللہ العالم۔

مسافر

۴۔ حاضر ہونا۔ بالاتفاق اس مسافر پر جس پر نماز روزہ قصر ہے سفر میں روزہ رکھنا حرام ہے سفر کے شرائط وغیرہ کی جملہ تفصیلات نماز قصر کے ضمن میں گزر چکی ہیں وہاں رجوع کیا جائے ہاں وہ مسافر جو مقیم کے حکم میں ہے جیسے کثیر السفر، یا ناجائز سفر یا دس روز قیام کی نیت سے کسی جگہ قیام کرنے والا یا جس شخص کو کسی جگہ تردد کی حالت میں (کہ آج جاتا ہوں کل جاؤں گا) پورے تیس دن گزر جائیں ایسے تمام لوگوں پر روزہ رکھنا واجب اور پوری نماز پڑھنا لازم ہے۔

حائض و نفساء

(۵) حیض و نفاس سے پاک ہونا، بالاتفاق حیض و نفاس والی عورت پر روزہ واجب نہیں ہے حتی کہ اگر صبح صادق کے طلوع کی چند منٹ بعد پاک ہوجائے یا غروب آفتاب سے چند منٹ پہلے اس پر یہ کیفیت طاری ہوجائے تو پہلی صورت میں روزہ واجب نہ ہوگا اور دوسری صورت میں روزہ باطل ہوجائے گا۔

کن لوگوں کیلئے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہے؟

اسلام چونکہ دین فطرت ہے۔ اس کے احکام سہل و آسان ہیں اور اس میں ہرگز کسی قسم کا کوئی عسر و حرج نہیں ہے ﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾ اس لئے اس نے روزہ کے حکم سے مجبور و معذور لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

(۱) جیسے بوڑھا مرد اور (۲) بہت بوڑھی عورت کو، جن کو روزہ رکھنے سے نا قابل برداشت تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ (۳) جیسے پیاس کا مرض ہو اور روزہ رکھنے سے مشقت شدید کا سامنا کرنا پڑے۔ (۴) وہ حاملہ عورت جس کے وضع حمل کے ایام قریب ہوں اور روزہ رکھنے سے اسے یا اس کے حمل کو ضرر کا اندیشہ ہو۔ (۵) دودھ پلانے والی عورت جس کا دودھ پہلے ہی کم ہے اور روزہ رکھنے سے اس کی اور بھی شدید قلت کا خطرہ ہے جس سے بچہ کی نقاہت بلکہ ہلاکت کا خطرہ لاحق ہے مذکورہ بالا اشخاص پر بطور کفارہ فی یوم ایک مد طعام واجب ہے اور ازالہ عذر کے بعد قضا مگر پہلے تین افراد پر علی الاحوط ہے اور آخری دو قسموں پر علی الاشھر الاظھر واجب ہے۔ و اللہ العالم۔

اور اسی مذکورہ بالا اغراض و غایت کے ماتحت مسافر، مریض وغیرہ سے روزہ ساقط کیا گیا ہے کیونکہ سفر سواری ہو یا پیادہ سواری، اچھی ہو یا بری بہرحال سفر میں حضر والی سہولت میسر نہیں ہوسکتی اور بموجب ﴿السفر سقر و لو کان میلا﴾ کی صداقت مسلم ہے اس واسطے شریعت سہلہ نے اس حالت میں روزہ ساقط کر کے حالت سفر، مرض اور عذر کے زائل ہوجانے کے بعد اتنے دنوں کے قضا کو واجب قرار دیا ہے اور جو دائمی طور پر معذور ہوں ان پر مسکین کو کھانا کھلانا فدیہ قرار دیا۔ ﴿فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ﴾۔ (البقرہ)

روزہ کی اقسام

روزہ کی چار قسمیں ہیں: واجب، مستحب، مکروہ اور حرام۔

واجبی روزے

واجب کل چھ روزے ہیں: (۱) ماہ رمضان۔ (۲) کفارہ۔ (۳) حج تمتع میں قربانی کے عوض۔ (۴) نذر، عہد اور یمین۔ (۵) اعتکاف کا تیسرا روزہ۔ (۶) قضاء واجب۔

مستحبی روزے

اور پھر مستحب کی کئی قسمیں ہیں بعض وہ ہیں جن کا کسی خاص سبب یا خاص زمان سے تعلق نہیں ہے بلکہ سوائے بعض مخصوص ایام کے جیسے عیدین وغیرہ سال بھر میں رکھے جاسکتے ہیں کیونکہ ایک بہترین عبادت ہے روزہ جہنم کی ڈھال ہے۔ ﴿الصوم جنة من النار﴾ روزہ بدن کی زکوٰۃ ہے۔ ﴿الصوم زکوٰة الابدان﴾ روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی

ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری قیامت کے روز اور بعض وہ ہیں جن کا وقت معین کے ساتھ تعلق ہے اور یہ بناء بر مشہور پندرہ ہیں: (۱) ہر ماہ میں تین دن پہلا اور آخری خمیس اور دوسرے عشرہ کا پہلا بدھ۔ (۲) ہر ماہ کے ایام بیض (۱۳۔۱۴۔۱۵) کے تین روزے۔ (۳) عید غدیر۔ (۴) یوم مبعث یعنی ۲۷ رجب۔ (۵) پندرہ رجب المرجب۔ (۶) مولد النبیؐ یعنی ۱۷ ربیع الاول۔ (۷) یوم دحوا الارض یعنی ۲۵ ذی القعدہ۔ (۸) پہلی ذوالحجہ اور آٹھویں بلکہ ذوالحجہ کے پہلے تمام نو دنوں کے روزے۔ (۹) عرفہ (۹ ذی الحجہ) کا روزہ بشرطیکہ روزہ دار کو دعا اور استغفار سے کمزور نہ کرے۔ (۱۰) یکم محرم الحرام اس کی تیسری ساتویں کا روزہ (بنا بر مشہور)۔ (۱۱) عید مباہلہ کا روزہ (۲۴ ذی الحجہ) کا دن اگرچہ اس کے متعلق کوئی خصوصی نص وارد نہیں ہے۔ (۱۲) بنا بر مشہور نوروز کا روزہ، (و فیہ ما فیہ فتدبر)۔ (۱۳) تمام ماہ رجب کے روزے یا جس قدر رکھے جاسکیں۔ (۱۴) تمام ماہ شعبان کے روزے یا جس قدر ممکن ہوں۔ (۱۵) ہر ماہ ہر خمیس اور جمعہ یا صرف جمعہ کا روزہ۔

مکروہ روزے

مکروہ روزہ یعنی جن کا ثواب کم ہے بنا بر مشہور سات ہیں: (۱) عاشورہ کا روزہ وہاں اس روز قریباً پونے تین گھنٹہ قبل غروب تک فاقہ کرنا اور اس کے بعد آب وغذائے سادہ کے ساتھ فاقہ شکنی کرنا مستحب ہے۔ (۲) عرفہ کا روزہ اس شخص کے لئے جسے روزہ دعا سے کمزور کرے۔ (۳) مہمان کا مستحبی روزہ میزبان کی اجازت کے بغیر اور بعض علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ (۴) اولاد کا روزہ رکھنا بھی علی المشہور مکروہ ہے۔ (۶) غلام کا روزہ مالک کی اجازت کے بغیر اور بعض علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں، واللہ العالم۔ (۷) زوجہ کا مستحبی روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر۔

حرام روزے

باقی رہے حرام روزے تو وہ کل بنا بر مشہور دس ہیں: (۱) عیدین (عیدالفطر وعیدالاضحیٰ) کے دن۔ (۲) ایام تشریق (۱۱،۱۲،۱۳) ذی الحجہ کا روزہ اس شخص کے لئے جو منیٰ میں ہو۔ (۳) تیس شعبان کا روزہ بہ نیت وجوب جبکہ ماہ رمضان المبارک کی پہلی میں شک ہو۔ (۴) صوم صمت یعنی چپ کا روزہ جس میں نہ بولنے کی نیت کی جائے۔ (۵) یوم الوصالؑ جس میں سحری سے سحری تک شب و روز کے روزے کا قصد کیا جائے۔ (۶) نذرِ معصیت (کہ اگر فلاں فعل حرام کی بجا آوری میں کامیاب ہوگیا) تو روزہ رکھے گا۔ (۷) سفر میں واجبی روزہ رکھنا (سوائے تین صورتوں کے جن کا تذکرہ قبل ازیں کیا جاچکا ہے)۔ (۸) حالت مرض میں روزہ رکھنا جبکہ روزہ مضر صحت ہو۔ (۹) صوم الدھر (جس میں عیدین بھی شامل ہیں۔ (۱۰) علی الاحوط زوجہ، اولاد اور غلام کا مستحبی روزہ رکھنا جبکہ شوہر، والدین اور مالک روزہ رکھنے کی ممانعت کریں اور ان کی حق تلفی ہوتی ہو۔ واللہ العالم۔

(احقر مترجم محمد حسین النجفی عفی عنہ بقلمہ)

﴿ روزہ کے تفصیلی ابواب وجوب اور اس کی نیت کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل چھ (۶) باب ہیں)

باب ۱

روزہ واجب ہے اور اس کو جائز سمجھ کر ترک کرنے سے آدمی کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ (کے وجوب کی) علت اور سبب کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: خدائے حکیم نے روزہ اس لیے فرض کیا ہے تا کہ مالدار اور غریب و نادار کو برابر کرے! کیونکہ (اگر روزہ نہ ہوتا) تو مالدار کو غریب کی بھوک و پیاس کا کس طرح احساس ہوتا؟ کیونکہ وہ تو جو چیز چاہتا ہے (اپنی تونگری کی وجہ سے) حاصل کر لیتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر نے چاہا کہ اپنی مخلوق کے درمیان برابری کرے اور سرمایہ دار کو بھوک کا رنج و الم دکھائے تا کہ اس کے دل میں کمزور کے لیے نرم گوشہ پیدا ہو اور وہ بھوکے پر ترس کرے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، فضائل شہر رمضان)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدنوں کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ان کے مسائل کے جواب میں روزوں کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے لکھا: روزہ کی علت یہ ہے کہ (مالدار کو) بھوک و پیاس کی تکلیف کا احساس ہو۔ تا کہ بندہ ذلت اور عاجزی کا اظہار کرے۔ اور ماجور و مثاب ہو۔ اور صبر و ضبط کا مظاہرہ کرے اور یہ اسے قیامت (کی تپش اور اس کی بھوک و پیاس) کے شدائد و مصائب پر راہنمائی کرے۔

علاوہ بریں اس سے شہوت رانی کا قلع قمع ہوتا ہے۔ دنیا میں اس کے لیے ناصح اور آخرت میں راہنما ہوتا ہے۔ تا کہ (امیر کو) دنیا و آخرت میں غریب کی تکلیف کی شدت کا احساس ہو۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

۴۔ حمزہ بن محمد نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں یہ سوال لکھ بھیجا کہ خدا نے روزہ کیوں فرض کیا ہے؟ امامؑ کی طرف سے یہ جواب موصول ہوا تا کہ سرمایہ دار بھوک کی تکلیف محسوس کرے اور غریب و مسکین کی

طرف جھکاؤ کر کے اس پر احسان کرے۔ (الفقیہ، الفروع، امالی صدوقؒ)

۵۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے روزہ کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو روزہ کا اس لیے حکم دیا گیا ہے تا کہ ان کو بھوک و پیاس کا احساس ہو۔ تا کہ وہ اس سے قیامت کے فقر و فاقہ پر استدلال کر سکیں، اور تا کہ روزہ دار ذلت و عاجزی اور بھوک و پیاس پر صبر و ضبط کا اظہار کر کے اجر و ثواب کا مستحق قرار پائے! علاوہ بریں اس کی وجہ سے آدمی کئی خواہشات نفسانی سے بچ جاتا ہے اور یہ چیز لوگوں کے لیے دنیا میں ناصح اور تکلیف شرعی کی ادائیگی پر آمادہ کرتی ہے اور آخرت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ (اور) تا کہ ان (بڑے لوگوں) کو غریبوں اور مسکینوں کی غربت کی تکلیف کا احساس ہو۔ اور اس کی وجہ سے وہ ان کے وہ مالی حقوق ادا کریں جو خداوند عالم نے ان کے مالوں میں ان پر فرض کئے ہیں۔

(علل الشرائع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (باب ۱و۲) میں اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد ماہِ رمضان کے احکام کے ابواب (باب ۱و۲) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

واجبی روزہ کی نیت رات کو کرنا واجب ہے اور جو اسے ترک کرے وہ زوال تک نیت کی تجدید کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی مفطر و مبطل چیز استعمال نہ کی ہو۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اس وقت روزہ رکھنے کا ارادہ کیا جب سورج بلند ہو چکا تھا۔ آیا اس وقت روزہ رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۲۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے نہ صرف صبح کے بعد بلکہ سورج بلند ہو جانے کے بعد روزہ رکھنا چاہا۔ تا کہ ماہِ رمضان کے روزہ کی قضا کرے مگر رات سے اس کی نیت نہیں کی تھی؟ فرمایا: ہاں اس وقت رکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس نے (اس سے پہلے) کوئی مبطل چیز استعمال نہ کی ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر دن بلند ہونے کے بعد روزہ رکھنے کا پروگرام ہے۔تو اسی وقت سے وہ روزہ شمار ہوگا جس وقت ارادہ کرے گا۔ (التہذیب)

۴۔ صالح بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک مہینہ کے روزہ رکھنے کی منت مانی لہٰذا جب صبح ہوئی تو روزہ رکھنے کی نیت تھی! پھر روزہ کھولنے کا ارادہ کیا۔ اب صبح کے بعد روزہ کی نیت نہیں تھی۔ بعد ازاں (کوئی مفطر استعمال کئے بغیر) پھر روزہ رکھنے کا عزم کرلیا۔تو؟ فرمایا: یہ سب کچھ جائز ہے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی شخص روزہ رکھنے کی (بروقت) نیت نہ کرے مگر کچھ کھائے پئے بغیر روزہ رکھنا چاہے تو نیت کر کے روزہ رکھے اور چاہے تو افطار کرے۔ (ایضاً)

۶۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا مگر روزہ کی نیت نہ کی! مگر اس کے ذمہ سابقہ ماہِ رمضان کے ایک روزہ کی قضا ہے! آیا اس کے لیے جائز ہے کہ اس دن کا روزہ رکھے جبکہ دن کا اکثر حصہ گزر چکا ہو! فرمایا: ہاں وہ روزہ رکھ سکتا ہے اور اسے (سابقہ) ماہِ رمضان کا روزہ شمار کرسکتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ طلوع فجر اور زوال کے درمیان نیت کرے کیونکہ اس طرح زوال تک دن کا اکثر حصہ گزر جاتا ہے۔

۷۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام گھر تشریف لاتے۔ اور گھر والوں سے فرماتے آیا کھانے کے لیے کچھ ہے یا پھر میں روزہ رکھ لوں؟ پس اگر ان کے پاس کچھ ہوتا تو فبہا۔ ورنہ آپ روزہ رکھ لیتے تھے۔ (ایضاً)

۸۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص صبح کرتا ہے مگر اس کا ارادہ روزہ رکھنے کا نہیں ہوتا۔ جب سورج کچھ چڑھ آتا ہے۔ تو اس کا ارادہ رکھنے کا ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر زوال آفتاب سے پہلے نیت کرلے تو اس کا پورا روزہ شمار ہو جائے گا اور اگر زوال کے بعد نیت کرے تو اس وقت سے شمار ہوگا۔ جب نیت کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ یہ مستحبی روزہ پر محمول ہے۔

۹۔ محمد بن ابونصر ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا

کہ ایک شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کی قضا کا روزہ تھا۔ اب وہ صبح کرتا ہے اور عصر تک نہ کچھ کھاتا ہے۔ اور نہ کچھ پیتا ہے۔ آیا اس کے لیے جائز ہے کہ اسے ماہِ رمضان کی قضا قرار دے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے جواز پر اور پہلے (زوال سے پہلے نیت کرنے) کو استحباب پر محمول کیا ہے! یا ممکن ہے کہ یہاں عصر سے مراد اس کا اول وقت ہو یعنی زوال۔۔۔ اور بعض اصحاب نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ روزہ کی نیت تو پہلے کی تھی مگر اسے عصر کے بعد قضا قرار دیا۔

۱۰۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کے کئی روزے تھے۔ اور اب وہ ان کی قضا کرنا چاہتا ہے تو کب تک نیت کر سکتا ہے؟ فرمایا: اسے زوال آفتاب تک اختیار ہے! پس اگر سورج ڈھل جائے تو اگر اس نے (اس سے پہلے) نیت کر لی تھی تو روزہ رکھے۔ اور اگر افطار کی نیت کی تھی تو پھر افطار کرے۔ پھر پوچھا گیا کہ اگر پہلے افطار کی نیت کرے اور پھر زوال کے بعد روزہ کی نیت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً، الاستبصار)

۱۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ﴾ ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہ کچھ ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: کوئی قول نہیں۔ مگر عمل کے ساتھ! اور کوئی عمل نہیں۔ مگر نیت کے ساتھ۔ اور کوئی نیت نہیں مگر سنت نبویہؐ کی مطابقت کے ساتھ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (باب ۵) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ از مما یمسک عند الصائم) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

مستحبی روزہ میں قریب بغروب آفتاب تک نیت کی تجدید جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مستحبی روزہ دار کے بارے میں سوال کیا کہ اسے کوئی حاجت درپیش آتی ہے (جس کی وجہ سے نیت نہیں کر سکا) تو فرمایا: اس کو عصر تک (نیت کرنے کا) اختیار ہے! اور اگر عصر تک نیت نہ کرے اور بعد ازاں روزہ رکھنے کا ارادہ ہو جائے تو اگرچہ پہلے نیت نہ کی ہو تو اب بھی اس کے لیے جائز ہے کہ اگر چاہے تو اس دن کا روزہ رکھے۔ (الفروع، الفقیہ، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد یوم دحوالارض اور ایام بیض کے روزوں کے بیان میں (باب ۱۲ و ۱۶ از صوم مندوب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جو شخص ماہِ رمضان کے قضا روزہ کی نیت سے روزہ رکھے اس کے لیے زوال تک روزہ افطار کرنا جائز ہے جبکہ وقت وسیع ہو۔ اس کے بعد نہ! اور جو شخص مستحبی روزہ رکھے وہ جب چاہے روزہ افطار کرسکتا ہے ہاں البتہ زوال کے بعد مکروہ ہے۔ اور منت والے روزہ کا حکم؟

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلیؒ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ماہِ رمضان کے قضا روزے رکھ رہا تھا کہ اپنی بیوی سے مباشرت کی؟ فرمایا: اگر اس نے زوال سے پہلے ایسا کیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ سوائے اسی ایک روزہ کی ایک قضا کے۔ اور اگر زوال آفتاب کے بعد ایسا کیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ (اس روزہ کی قضا کے علاوہ) دس مسکینوں کو صدقہ دے (ہر مسکین کو ایک مد)۔ اور اگر ایسا نہ کرسکے تو ایک روزہ کی قضا ایک روزہ اور تین روزے اپنے اس کرتوت کے کفارہ کے رکھے۔ (الفروع، الفقیہ، المقنع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کر رہی تھی کہ اس کے شوہر نے اسے روزہ افطار کرنے پر مجبور کیا تو؟ فرمایا: زوال کے بعد اسے مجبور نہیں کرنا چاہیئے! (کتب اربعہ)

۳۔ صالح بن عبداللہ خثعمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص روزہ کی نیت کرتا ہے اور اس کا ہم مسلک دینی بھائی آکر اس سے روزہ کھولنے کی استدعا کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر مستحبی روزہ ہے تو کھول دے۔ وہ مجزی ہے۔ اور اگر کسی فرض روزہ کی قضا ہے تو (بھی کھول دے مگر) اس کی پھر قضا کرے۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کر رہا تھا۔ فرمایا کہ اسے زوال آفتاب تک روزہ کھولنے کا اختیار ہے اور اگر مستحبی روزہ ہے تو رات تک (کسی بھی وقت) کھول سکتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ شعبان کا آخری دن تھا اور میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ مگر امامؑ روزہ سے نہ تھے! میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے تو آج روزہ رکھا ہوا ہے؟ فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کیا: اب افطار کر دوں؟ فرمایا: نہ! میں نے عرض کیا کہ آیا اسی طرح سنتی روزہ میں نماز ظہر کے بعد نہیں کھول سکتا؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: مستحبی روزہ کو زوال کے بعد کھولنے کی ممانعت کراہت پر محمول ہے۔

۶۔ عبد الرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان کے قضا روزے رکھ رہا ہے۔ اگر وہ صبح کے بعد اور زوال سے پہلے روزہ کھولنا چاہے تو کھول سکتا ہے؟ فرمایا: اگر وہ روزہ ماہِ رمضان کی قضا کا ہے اور اس کی نیت بھی رات سے کی تھی تو پھر اسے نہ کھولے بلکہ اپنا روزہ تمام کرے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ اتمام کا حکم استحباب پر محمول ہے۔

۷۔ ابن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ روزہ رکھنے کی نیت ہو۔ پھر روزہ کھولنے کا ارادہ کرے تو نصف النہار تک ایسا کر سکتا ہے! پھر روزہ کی قضا کرے گا۔ (ایضاً)

۸۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی نے آپؑ سے آپؑ کے اس ارشاد کی وضاحت چاہی کہ روزہ دار کو زوال آفتاب تک (روزہ کھولنے) کا اختیار ہے۔ فرمایا: یہ (ماہِ رمضان کے علاوہ) واجبی روزہ کے بارے میں ہے (کہ زوال تک کھولا جا سکتا ہے) اور جہاں تک مستحبی روزہ کا تعلق ہے تو وہ غروب آفتاب تک جب چاہے کھول سکتا ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۹۔ عبد اللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: سنتی روزے میں تمہیں رات تک کسی بھی وقت روزہ افطار کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن اگر فرض روزہ کی قضا ہے تو اسے زوال تک افطار کیا جا سکتا ہے لیکن جب سورج ڈھل جائے تو پھر تمہیں افطار کا حق نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا رکھ رہا ہے اسے زوال تک روزہ افطار کرنے کا اختیار ہے اور مستحبی روزہ میں غروب آفتاب تک اسے روزہ کھولنے کا اختیار ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ

حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے مستحبی روزہ رکھا ہوا ہو اسے دوپہر تک اس کے کھولنے کا اختیار ہے۔ پس جب دوپہر ہو جائے تو روزہ واجب ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اولویت اور استحبابِ مؤکد پر محمول کیا ہے۔

۱۲۔ عیسیٰ بیان کرتے ہیں، فرمایا: (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے) جو شخص رات سے نیت کرے کہ کل روزہ رکھے گا تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر نہ رکھے تو اس کی قضا لازم ہے۔ اور اگر رات کو نیت نہ کی ہو بلکہ صبح نیت کرے تو اسے زوال تک روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار ہے اور اگر زوال ہو جائے اور ہنوز اس نے کوئی چیز نہ کھائی ہو تو پھر رات تک روزہ کو مکمل کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہ ماہِ رمضان کی قضا پر محمول ہو۔

۱۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ روزہ رکھنے کا ارادہ تھا۔ پھر اسے کوئی خیال آیا اور روزہ کھول دیا تو؟ فرمایا: اسے نصف النہار تک اس کا اختیار ہے! عرض کیا: اگر کھول دے تو پھر اس کی قضا کرے؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ یہ ایک نیکی ہے جسے وہ انجام دینا چاہتا تھا۔ تو اسے چاہیئے کہ اسے پورا کرے۔ پھر عرض کیا کہ ایک شخص نے اس وقت روزہ رکھنے کا ارادہ کیا۔ جب دن بلند ہو چکا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ (اس وقت بھی نیت کر سکتا ہے)۔ (الفروع)

۱۴۔ صالح بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں نے منت مانی تھی کہ اگر میرا چچا زندان سے آزاد ہو گیا تو میں ایک مہینہ کے روزے رکھوں گا۔ چنانچہ میں اس حالت میں صبح کرتا ہوں کہ روزہ رکھنے کا ارادہ ہے۔ اس اثناء میں میرے بعض اصحاب آجاتے ہیں اور میں دوپہر کا کھانا منگواتا ہوں۔ اور خود بھی اس کے ہمراہ کھا لیتا ہوں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ از آداب روزہ اور باب ۲۹ از احکام ماہِ رمضان میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جس دن کے بارے میں شک ہو کہ یہ ماہِ رمضان کا روزہ ہے؟ اس دن استحباب کی نیت سے (آخر) شعبان سمجھ کر روزہ رکھنا مستحب ہے پس اگر بعد میں یہ ثابت ہو گیا کہ وہ ماہِ رمضان کی یکم تھی تو وہی روزہ کافی ہوگا۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب پورا مہینہ یا اس کا کچھ حصہ روزہ رکھے مگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ ماہِ صیام ہے؟

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود کاہلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شعبان کے یوم الشک کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اگر میں ماہِ شعبان کا روزہ رکھوں تو یہ بات مجھے اس سے کہیں زیادہ عزیز ہے، کہ میں ماہِ رمضان کا روزہ افطار کروں!

(الفروع، التہذیب والاستبصار، کذا عن علی علیہ السلام، راجع الفقیہ والمقنع)

۲۔ سعید اعرج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے یوم الشک کا روزہ رکھا۔ بعد میں انکشاف ہوا کہ وہ دن ماہِ رمضان (کی پہلی تاریخ) کا تھا تو آیا اس روزہ کی قضا کروں؟ فرمایا: نہ۔ وہ ایسا دن ہے جس کے روزہ رکھنے کی تمہیں توفیق ہو گئی۔ (ایضاً)

۳۔ بشیر نبال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم الشک کا روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس دن روزہ رکھ۔ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ اس دن شعبان تھا۔ تو وہ مستحبی روزہ بن جائے گا اور اگر ماہِ رمضان کا ثابت ہوا تو پھر یہ ایسا دن ہوگا جس میں روزہ رکھنے کی تمہیں توفیق ہو گئی ہے۔

(کتب اربعہ والمقنع)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایسے دن روزہ رکھا جس کے بارے میں اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ ماہِ رمضان کا دن ہے یا کوئی اور دن؟ بعد میں کچھ لوگوں نے گواہی دی کہ وہ ماہِ رمضان کا دن تھا! تو ہمارے ہاں کے کچھ لوگوں نے کہا کہ اس روزہ کی پروا نہیں کی جائے گی! فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ تو نے روزہ تو رکھا مگر تو یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ ماہِ رمضان کا روزہ ہے یا کسی اور ماہ کا؟ فرمایا: ہاں تو اس روزہ کی پروا کر اور اسے شمار کر! کیونکہ اس کے لیے تمہیں خدا نے موفق کیا ہے! یوم الشک کا روزہ شعبان کا سمجھ کر ہی رکھا جاتا ہے اور ماہِ رمضان کا سمجھ کر نہیں رکھا جاتا۔ کیونکہ اس کی ممانعت ہے کہ آدمی یوم الشک کو تنہا ماہِ رمضان کا روزہ رکھے۔ بلکہ رات کو یہ نیت کرے کہ وہ صبح ماہِ شعبان کا روزہ رکھے گا۔ پس اگر وہ دن

ماہِ رمضان کا ثابت ہو گیا تو وہ خدا کے فضل و کرم سے ماہِ رمضان کے روزہ سے مجزی ہو گا۔ کیونکہ (اس قسم کے معاملات میں) خدا نے بڑی وسعت دی ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔

(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اس دن روزہ رکھتا ہے جس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے کہ وہ شعبان کا ہے یا ماہِ رمضان کا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ماہِ رمضان کا ہے تو؟ فرمایا: یہ وہ دن ہے جس کا روزہ رکھنے کی اسے توفیق ہوئی ہے۔ (وہ کافی ہے) اس پر قضا نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یوم الشک کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ کیونکہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ جو اس دن روزہ رکھے وہ ایسا ہے جیسے کوئی ماہِ رمضان میں روزہ افطار کرے؟ فرمایا: یہ جھوٹ بولتے ہیں! بلکہ (حقیقت الامر یہ ہے کہ) اگر ماہِ رمضان کا ہوا تو یہ وہ دن ہے جس کی تمہیں توفیق ہوگئی ہے۔ اور اگر اس کا نہیں ہے تو دوسرے عام دنوں کی مانند (مستحبی روزہ) بن جائے گا۔

(الفروع، المقنعہ، التہذیب، الاستبصار)

۷۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے اندر ارشاد فرمایا: یوم الشک کا روزہ رکھنے کا ہمیں حکم بھی ہے اور ممانعت بھی! (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) حکم اس طرح دیا گیا ہے کہ اسے شعبان کا روزہ سمجھ کر رکھا جائے اور ممانعت اس طرح کہ اسے (ماہِ رمضان کا روزہ سمجھ کر) لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر رکھا جائے جس میں لوگوں کو شک ہے! زہری کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! کہ اگر اس نے اس سے پہلے ماہِ شعبان کا روزہ نہ رکھا ہو تو پھر کیا کرے؟ فرمایا: لیلۃ الشک میں یہ نیت کرے کہ وہ شعبان کا روزہ رکھ رہا ہے۔ پس اگر ماہِ رمضان ثابت ہو گیا تو یہ اس کی طرف سے مجزی (کافی) ہوگا! اور اگر وہ دن ماہِ شعبان کا ہوا تو اسے کوئی ضرر و زیاں نہیں ہوگا۔ راوی نے عرض کیا: بھلا مستحبی روزہ واجبی روزہ کی جانب سے کس طرح مجزی ہو سکتا ہے؟ فرمایا: اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں لاعلمی سے کوئی مستحبی روزہ رکھے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ ماہِ رمضان تھا۔ تو وہی مستحبی واجبی کی جگہ کافی ہوگا۔ کیونکہ فرض اپنے مقام میں وقوع پذیر ہوا ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ماہِ شعبان کا روزہ رکھا۔ (مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ ماہِ رمضان کا دن تھا) جب ماہِ رمضان آیا تو اس نے ماہِ رمضان کا عزم و ارادہ کر کے روزہ رکھا (مگر بعد میں پتہ چلا کہ

وہ تو ماہِ شعبان کا دن تھا کیونکہ اس میں شک تھا تو؟ فرمایا: اس روزہ کا اعادہ کرے گا مگر پہلی صورت میں جبکہ ماہِ شعبان کی نیت کر کے روزہ رکھا تھا مگر وہ ماہِ رمضان کا دن نکلا۔ اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (وہی روزہ کافی ہے)۔ (المقنع)

۹۔ معمر بن خلاد بیان کرتے ہیں کہ ماہِ شعبان کا آخری دن تھا اور میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ امامؑ کو روزہ نہیں تھا۔ ان کے لیے دسترخوان بچھایا گیا! مجھ سے فرمایا: نزدیک آ جاؤ (اور کھاؤ) اور یہ عصر کے بعد کا واقعہ ہے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ میں نے تو آج روزہ رکھا ہوا ہے! فرمایا: کیوں؟ عرض کیا: اس روایت کی وجہ سے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم الشک کے بارے میں مروی ہے کہ فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس کے روزہ رکھنے کی اسے توفیق دی گئی ہے! فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ یہ حدیث یوم الشک کے بارے میں ہے۔ کہ جب کسی (علت) کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکے کہ آج ماہ شعبان کا دن ہے یا ماہِ رمضان کا دن؟ اگر اس دن کوئی شخص روزہ رکھے۔ اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ ماہِ رمضان کا دن تھا تو یہ وہ دن ہے جس کا روزہ رکھنے کی اسے توفیق دی گئی ہے۔ لیکن جب کوئی شک نہ ہو (بلکہ پکی ہو کہ ماہِ شعبان کا دن ہے) تو پھر روزہ کا کوئی حکم نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اب کھول دوں؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

۱۰۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بات صادقین علیہما السلام سے ثابت ہے کہ فرمایا کہ اگر کوئی پورا مہینہ مستحبی روزے رکھتا رہے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ ماہِ رمضان ہے۔ ہاں بعد میں پتہ چلے کہ یہ تو ماہِ رمضان تھا! تو وہی مستحبی روزے واجبی روزوں سے مجزی ہوں گے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کی کچھ حدیثیں آئیں گی اور کچھ بظاہر اس کے منافی بھی (باب ۶ میں اور باب ۱۶ از احکام ماہِ صیام میں) آئیں گی اور وہیں ہم اس کی توجیہہ پیش کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

یوم الشک کا روزہ بہ نیت وجوب رکھنا جائز نہیں ہے اور اگر ایسا کرے اور بعد میں ثابت ہو جائے کہ وہ ماہِ رمضان کا دن تھا تو اس کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یوم الشک کو روزہ رکھے تو اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ اگرچہ وہ ماہِ رمضان کا دن ہو۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی یہ توجیہہ بیان کی ہے کہ وہ اسے ماہِ رمضان کا روزہ سمجھ کر (بہ نیت وجوب) روزہ رکھے۔

۲۔ قتیبہ اعشیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ قسم کے روزوں کی ممانعت فرمائی ہے: (۱،۲) عیدین کے روزے۔ (۳،۴،۵) ایام تشریق (ہر ماہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵) اور یوم الشک کا روزہ (یعنی ماہِ صیام کا سمجھ کر)۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالکریم بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے منت مانی ہے کہ میں قیام قائمؑ تک برابر روزہ رکھوں گا تو؟ فرمایا: روزہ رکھ۔ مگر سفر میں، عیدین میں، ایام تشریق میں اور یوم الشک میں نہ رکھ۔ (کتب اربعہ والمقنع)

۴۔ محمد بن شہاب زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ یوم الشک کا روزہ رکھنے کا ہمیں حکم بھی ہے اور ممانعت بھی؟ حکم اس طرح ہے کہ اسے ماہِ شعبان کا روزہ سمجھ کر رکھا جائے اور ممانعت اس طرح ہے کہ اسے ماہِ رمضان کا روزہ سمجھ کر رکھے جب کہ اس نے چاند نہ دیکھا ہو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے یوم الشک کے روزہ کے بارے میں فرمایا: جو شخص اس دن روزہ رکھے گا وہ اس کی قضا کرے اگرچہ فی الواقع وہ ماہِ رمضان ہی ہو یعنی اگر اس نے بغیر رؤیت ہلال (اور بغیر ثبوت شرعی) ماہِ رمضان کا روزہ سمجھ کر رکھے تو وہ اس کی قضا کرے گا کیونکہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ اسے شعبان کا روزہ سمجھ کر رکھا جائے تو جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اس پر قضا واجب ہوگی۔ (التہذیب)

۶۔ ابو خالد واسطی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماہِ رمضان کے ساتھ کسی اور مہینہ کا کوئی دن شامل کرے وہ خدا پر اور مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ (ایضاً)

۷۔ محمد بن فضیل حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے یوم الشک کے بارے میں فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی شخص ماہِ رمضان سے ایک دن پہلے روزہ رکھے (ماہِ رمضان سمجھ کر)۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن مسعد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ روزہ (چاند) دیکھ کر رکھا جاتا ہے اور (چاند) دیکھ کر کھولا

جاتا ہے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو چاند دیکھنے سے پہلے اس طرح روزہ رکھے جس طرح دیکھ کر رکھا جاتا ہے اور چاند دیکھنے سے پہلے اس طرح روزہ کھولے جس طرح چاند دیکھ کر کھولا جاتا ہے! راوی نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! یوم الشک کے روزہ کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: میرے والد نے میرے جد سے اور انہوں نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے یہ روایت نقل کی ہے فرمایا: اگر میں ماہِ شعبان کا ایک دن روزہ رکھوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ماہِ رمضان کا ایک روزہ افطار کروں!

(الفقیہ، فضائل شعبان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ از احکام ماہِ رمضان میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز مخفی نہ رہے کہ یوم الشک کے روزہ کی مناہی والی حدیثوں میں حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے تقیہ پر محمول کیا ہے۔

ان چیزوں کے ابواب جن سے روزہ دار کو باز رہنا چاہیئے

(اس سلسلہ میں کل اٹھاون باب ہیں)

باب ۱

کھانے اور پینے سے باز رہنا واجب ہے اور یہ کہ سوائے منصوص مخصوص مبطلات کے اور کسی چیز سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ روزہ دار کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی جب تین چیزوں سے اجتناب کرے: (۱) کھانے پینے سے۔ (۲) عورتوں (سے مباشرت) سے۔ (۳) اور پانی میں غوطہ زنی سے۔
(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار کو کھانے اور پینے سے باز رہنا چاہیئے۔ اور انسان کو چاہیئے کہ ماہِ رمضان میں اپنی زبان کی لغو اور باطل باتوں سے حفاظت کرے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب سید مرتضیٰؒ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی سے نقل کرتے ہیں اور وہ باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جہاں تک روزہ کی حدود کا تعلق ہے تو وہ چار ہیں: (۱) کھانے پینے سے اجتناب کرنا۔ (۲) مباشرت سے احتراز کرنا۔ (۳) عمداً قئے کرنے سے پرہیز کرنا۔ (۴) پانی میں غوطہ لگانے سے اجتناب کرنا۔ یا وہ کام جو ان جیسے ہیں ان سے دامن کو بچانا۔ اور تمام سنن و آداب کو بجالانا۔ (رسالۃ المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ماہِ رمضان کے روزہ کے کفارہ اور روزہ دار کے سرمہ لگانے والے حدیثوں وغیرہ میں جیسے باب ۲و۹و۱۱و۲۲و۲۴و۲۵و۳۷و۳۹و۴۲و۴۳و۴۴ وغیرہ وغیرہ) اور کچھ ایسی بھی ذکر کی جائیں گی جو مفطرات کی حصر پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲

روزہ دار کے لیے خدا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام پر جھوٹ بولنے سے اور غیبت کرنے سے اجتناب کرنا واجب ہے اور اگر ایسا کرے تو قضا کا حکم؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں جھوٹ بولا تو؟ فرمایا: اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اور اس پر اس کی قضا واجب ہے! میں نے عرض کیا: اس جھوٹ سے مراد کیا ہے؟ فرمایا: خدا اور رسولؐ پر جھوٹ بولنا۔

(التہذیب، نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰؒ)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ایک جھوٹ بولنا وضو کو توڑ دیتا ہے اور روزہ کو باطل کر دیتا ہے! راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: پھر تو ہم ہلاک ہو گئے! فرمایا: جو کچھ تم سمجھ رہے ہو (عام جھوٹ) وہ مراد نہیں ہے! بلکہ اس سے مراد خدا، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام پر جھوٹ بولنا ہے۔ (التہذیب، الاصول، الفروع، معانی الاخبار)

(حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ کی ایک روایت اور معانی الاخبار کی روایت میں وضو ٹوٹنے کا تذکرہ نہیں ہے۔ و ھو فی محلہ)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں جھوٹ بولا؟ فرمایا: اگر اسے روزہ تھا اور اس نے عمداً جھوٹ بولا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ وضو کی تجدید کرے اور روزہ کی قضا کرے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا و رسولؐ اور ائمہ علیہم السلام پر جھوٹ بولنا روزہ کو توڑ دیتا ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ جناب شیخؒ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرے اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر اسی حالت پر اس کا انتقال ہو جائے تو وہ اس حالت میں مرے گا کہ وہ خدا کے حرام کردہ کو حلال سمجھنے والا ہوگا۔

(عقاب الاعمال)

۶۔ احمد بن ابو عبداللہ اپنے والد (ابو عبداللہ) سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں جو روزہ دار کا روزہ توڑ دیتی ہیں: (۱) کھانا۔ (۲) پینا۔ (۳) مجامعت کرنا۔

(۴) پانی میں غوطہ زنی کرنا۔ (۵) اور خدا اور رسولؐ اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر جھوٹ بولنا۔ (الخصال)

۷۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص روزہ دار ہو اور خدا پر، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام پر عمداً جھوٹ بولے تو اس سے اس کا روزہ اور وضو ٹوٹ جائے گا۔ (نوادر احمد بن محمدؒ)

۸۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: (مؤمن کی) غیبت کرنا روزہ کو باطل کر دیتی ہے اور اس پر قضا لازم ہے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب سید ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض اصحاب کی اصل میں دیکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جھوٹ بولنا، روزہ کو توڑ دیتا ہے اور یکے بعد دیگرے (نامحرم پر) نگاہ ڈالنا۔ اور ظلم کرنا خواہ کم ہو یا زیادہ۔ (کتب الاقبال)

۱۰۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! غیبت (گلہ گوئی) اور چغل خوری سے اجتناب کرو کیونکہ غیبت روزہ کو توڑ دیتی ہے۔ اور چغلخوری عذاب قبر کا موجب ہوتی ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وہ حدیثیں جن میں جھوٹ یا گلہ گوئی سے وضو باطل ہو جاتا ہے ان کو جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس معنی پر محمول کیا ہے جو باب الطہارہ میں گزر چکے ہیں۔

اور پھر یہ ذکر کیا ہے کہ اس سے روزہ کی قضا بطور وجوب ہے اور کچھ علماء نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے مگر پہلا قول (شیخ والا) اقویٰ اور احوط ہے اور مخالفین کے نظریہ سے زیادہ دور ہے۔

باب ۳

روزہ دار کے لیے پانی میں غوطہ لگانے سے باز رہنا واجب ہے۔ ہاں البتہ اس میں بیٹھنا، سر پر پانی ڈالنا، گیلے کپڑے سے ٹھنڈک حاصل کرنا، اپنے نیچے بوریا پر پانی چھڑکنا اور پنکھے سے پانی چھڑکنا جائز ہے۔ ہاں نچوڑے بغیر تر کپڑا پہننا اور عورت کا پانی میں بیٹھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص نے احرام باندھا ہوا ہو یا جو روزہ سے ہو وہ پانی میں ڈبکی نہ لگائے۔

(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار پانی میں بیٹھ سکتا ہے، اپنے سر پر پانی ڈال سکتا ہے، (تر) کپڑے سے ٹھنڈک حاصل کر سکتا ہے، پنکھے سے پانی چھڑک سکتا ہے اور اپنے نیچے بوریا پر پانی چھڑک سکتا ہے مگر پانی میں اپنا سر نہیں ڈبو سکتا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تم روزہ سے ہو تو تر کپڑے کو جب تک نچوڑ نہ لو اس وقت تک اپنے بدن سے چسپاں نہ کرو۔ (الفروع)

۴۔ مثنی حناط اور حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ دار کے بارے میں سوال کیا کہ آیا وہ پانی میں ڈبکی لگا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ اور نہ ہی احرام والا۔ پھر پوچھا: آیا روزہ دار تر کپڑا (بغیر نچوڑے) پہن سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۵۔ حسن بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا حیض والی عورت (ان ایام کی) نماز کی قضا کرے؟ فرمایا: نہ! عرض کیا: اور روزہ کی؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: یہ (تفریق) کہاں سے آئی؟ فرمایا: جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس لعین تھا۔ عرض کیا: آیا روزہ دار پانی میں بیٹھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: اپنے بدن پر کپڑا تر کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: یہ کہاں سے آیا؟ فرمایا: اس حدیث سے! (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار پانی میں بیٹھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے مگر ڈبکی نہ لگائے اور عورت پانی میں نہ بیٹھے کیونکہ وہ اپنی اندام نہانی سے پانی کو اندر جذب کرتی ہے۔

(الفقیہ، علل الشرائع، الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار پانی میں بیٹھ تو سکتا ہے مگر سر کو ڈبو نہیں سکتا۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار کے لیے پانی میں ڈبکی لگانا مکروہ ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ حدیثوں کی روشنی میں کہنا پڑتا ہے کہ یہاں کراہت بمعنی حرمت ہے۔ (کما لا یخفی)

۹۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار تر کپڑا پہن سکتا

ہے؟ فرمایا: نہ۔ اور نہ ہی کسی خوشبودار پودے کو سونگھے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ میں) اور تروک احرام (کتاب الحج باب ۵۸ از تروک احرام) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

روزہ دار کے لیے مجامعت اور بوس و کنار سے منی نکالنے سے پرہیز کرنا واجب ہے اور اگر ایسا کرے تو کفارہ واجب ہے اور اس سلسلہ میں وطی فی الدبر کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں اپنی اہلیہ سے اس قدر بوس و کنار کرتا ہے کہ اس کی منی خارج ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: اس طرح کفارہ واجب ہے جس طرح مجامعت کرنے والے پر واجب ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حفص بن سوقہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ماہِ رمضان کی قضا کے روزہ میں اپنی بیوی یا لونڈی سے ملاعبت (بوس و کنار) کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کی منی نکل آتی ہے؟ فرمایا: اس شخص پر وہی کفارہ ہے جو ماہِ رمضان میں مجامعت کرنے والے پر ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے احرام کی حالت میں یا ماہِ رمضان میں مباشرت کئے بغیر صرف اپنی زوجہ سے بوس و کنار کیا جس سے اس کی منی خارج ہوگئی تو؟ فرمایا: ان دونوں پر وہی کفارہ ہے جو مباشرت کرنے والے پر ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی اہلیہ سے اس طرح چمٹ گیا کہ منی خارج ہوگئی؟ فرمایا: اس پر واجب ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ہر مسکین کو ایک مد۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے (روزہ کی حالت میں) اپنی اہلیہ کے جسم پر (شہوت سے) ہاتھ رکھا اور اس کی منی ٹپک پڑی تو؟ فرمایا: اس کا کفارہ یہ ہے کہ پے در

پے دو ماہ کے روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ایک غلام آزاد کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وطی فی الدبر کا حکم باب الجنابہ (ج ا، باب ۱۲ میں) گزر چکا ہے اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں باب ا و ۲ میں اور از وجوب روزہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۳ و ۳۵ و ۴۳ و ۴۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

روزہ دار مرد ہو یا عورت اس کے اندر دوا داخل کرنا جائز ہے
ہاں البتہ مائع چیز سے حقنہ کرنا حرام ہے۔ خشک سے نہ!

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر مرد یا عورت روزہ سے ہوں تو آیا (دبر کے ذریعہ) اپنے اندر دوا داخل کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، قرب الاسناد)

۲۔ محمد بن الحسن (الحسین) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آپؑ اس باریک شافہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے روزہ دار انسان اپنے اندر داخل کرے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اگر خشک ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ماہِ رمضان میں آدمی کو کچھ تکلیف ہوتی ہے۔ آیا وہ حقنہ کرا سکتا ہے؟ فرمایا: روزہ دار کے لیے (مائع چیز سے) حقنہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ا میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو مفطرات کی حصر پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۲۵ میں) ذکر کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ "جامد" سے حقنہ جائز ہے۔

باب ۶

عمداً ڈبکی لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے قضا واجب ہوتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک روزہ دار شخص عمداً پانی میں ڈبکی لیتا ہے۔ آیا اس پر اس دن کی قضا واجب ہے؟ فرمایا: اس پر قضا واجب نہیں ہے مگر آئندہ ایسا نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۷

روزہ دار کے لیے ناک میں دوا چڑھانا مکروہ ہے اور اگر کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تو پچھنے لگوانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود لیث مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار پچھنا لگوا سکتا ہے اور اپنے کان میں تیل ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے مگر ناک میں دوا نہ چڑھائے کہ یہ مکروہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: روزہ دار کے لیے سرمہ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے البتہ اس کے لیے ناک میں دوا چڑھانے کو مکروہ قرار دیا۔ (التہذیب)

باب ۸

جو شخص ماہ رمضان کا عمداً ایک روزہ توڑ دے (یا نہ رکھے) تو اس پر اس دن کی قضا کے علاوہ ایک کفارۂ مخیّرہ واجب ہے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا مسلسل دو ماہ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے ہر مسکین کو ایک مد اور اگر اس سے عاجز ہو تو حسب طاقت صدقہ دے اور اگر اس کی طرف سے کوئی شخص قربۃً الی اللہ کفارہ ادا کر دے تو کافی ہے اور اگر یہ مستحق ہو تو وہ اسکے اہل وعیال بھی کھا سکتے ہیں۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو جان بوجھ کر بلا عذر ماہِ رمضان کا ایک روزہ نہ رکھے (یا رکھ کر توڑ دے)۔ فرمایا: ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ مسلسل روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو حسب طاقت صدقہ دے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جمیل بن درّاج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ماہِ رمضان کا روزہ توڑ دے (یا سرے سے رکھے ہی نہ) تو؟ فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں ہلاک ہو گیا ہوں! فرمایا: کیا بات ہے؟ عرض کیا: یا رسول

اللہؐ! آگ! (کا سزاوار ہو گیا ہوں)۔ فرمایا: وہ کس طرح؟ عرض کیا: (روزہ کی حالت میں) اپنی اہلیہ سے مباشرت کی ہے! فرمایا: صدقہ دے اور استغفار کر۔ عرض کیا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کے حق کو عظیم قرار دیا ہے! میرے گھر میں کم و بیش کچھ بھی نہیں ہے! امامؑ نے فرمایا: اس اثناء میں ایک شخص کھجوروں کا ایک ٹوکرا لے کر وارد ہوا۔ جس میں قریباً بیس (۲۰) صاع خرما تھے۔ جو ہمارے صاع کے مطابق دس (۱۰) صاع ہوں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ خرما لے لے اور صدقہ کر دے! عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کس کو صدقہ دوں؟ جبکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ میرے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ فرمایا: یہی کھجوریں لے جا اور اپنے اہل و عیال کو کھلا اور خدا سے طلب مغفرت کر۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم امامؑ کی بارگاہ سے نکلے تو ہمارے اصحاب نے کہا کہ امامؑ نے پہلے غلام آزاد کرنے کا ذکر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ "غلام آزاد کر، یا روزے رکھ یا صدقہ دے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ماہِ رمضان میں اپنی اہلیہ سے مباشرت کی تھی اور ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانے کے لیے اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ فرمایا: اپنی طاقت کے مطابق صدقہ دے۔ (ایضاً)

۴۔ عبداللہ بن ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان کا ایک روزہ عمداً توڑ دیا تو؟ فرمایا: بیس صاع صدقہ دے اور اس کی قضا بھی کرے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں یہ بات گزر چکی ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا پڑتا ہے اور ہر مسکین کو ایک مد۔ اس طرح جو صاع زائد ہیں وہ استحباب پر محمول ہوں گے۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالمؤمن بن الہیثم (القاسم) انصاری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں خود بھی ہلاک ہو گیا اور دوسرے کو بھی ہلاک کر دیا! فرمایا: کس چیز نے تجھے ہلاک کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے ماہِ رمضان میں اور روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کی ہے! فرمایا: ایک غلام آزاد کر! کہا: طاقت نہیں ہے! فرمایا: مسلسل دو ماہ روزے رکھ! عرض کیا: اس کی بھی طاقت نہیں ہے! فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ عرض کیا: طاقت نہیں ہے۔ اس اثناء میں ایک شخص کھجور کے کچھ خوشے ایک ٹوکرے میں ڈال کر لایا جس میں قریباً پندرہ صاع خرما تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: یہ لے کر صدقہ کر۔ عرض کیا:

مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بہ حق مبعوث بہ نبوت کیا ہے۔ زمین کے دونوں کناروں کے درمیان ہمارے گھر سے بڑھ کر اس کا کوئی مستحق نہیں ہے! فرمایا: اسے لے جا اور اسے خود بھی کھا اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلا کہ یہی تیرا کفارہ ہے۔ (الفقیہ، معانی الاخبار، المقنع)

۶۔ جناب علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں روزہ کی حالت میں اپنی اہلیہ سے مباشرت کی ہے تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا: اس پر ایک تو قضا ہے! اور (کفارہ میں) ایک غلام کا آزاد کرنا ہے! اگر یہ نہ کر سکے تو پے در پے دو ماہ روزے رکھے۔ اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو خدا سے طلب مغفرت کرے۔ (المسائل، بحارالانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (کفارہ میں ترتیب) استحباب اور افضلیت پر محمول ہے۔

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان کا روزہ عمداً توڑ دیا۔ تو؟ فرمایا: اس پر پندرہ صاع لازم ہے (یعنی) ہر مسکین کے لیے ایک مد۔ اور افضل یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا مدّ ہو۔ (التہذیب والاستبصار)

۸۔ سرنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص جان بوجھ کر ماہِ رمضان کے کئی روزے نہ رکھے (یا رکھ کر توڑ دے؟) فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر ماہِ رمضان کا ایک روزہ نہ رکھے۔ اس پر واجب ہے کہ ایک مؤمن غلام آزاد کرے اور اس روزہ کی قضا بھی کرے۔ (ایضاً)

۹۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے عمداً ماہِ رمضان میں اپنی اہلیہ سے مباشرت کی تو؟ فرمایا: اس پر واجب ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے یا پے در پے دو ماہ کے روزے رکھے۔ اور اس دن کی قضا بھی کرے۔ (پھر فرمایا) مگر اس روز کی فضیلت کہاں؟ (ایضاً، ونوادر احمد بن محمد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۴ میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد (باب ۹ میں) کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو حسب ظاہر اس کے منافی ہیں۔ جن سے کفارہ کی نفی ہوتی ہے مگر وہ حدیثیں یا تو بھول کر مفطر استعمال یا حرمت کا علم نہ ہونے پر محمول ہیں اور اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بھی بیان کی جائیں گی جو اس تمام کفاروں کے جمع کرنے پر دلالت کرتی ہیں اور وہ اس بات پر محمول ہیں کہ جب روزہ کسی حرام چیز سے توڑا جائے۔ (واللہ العالم)

باب ۹

جو شخص روزہ میں بھول کر کچھ کھائے یا پیئے یا مباشرت کرے یا قے کرے۔ اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ واجبی ہو یا مستحبی اور اگر روزہ واجب ہو تو اس پر اس کا مکمل کرنا واجب ہے اور اس پر نہ قضا واجب ہے اور نہ کفارہ۔ اگرچہ ماہ رمضان کا روزہ ہو یا اس کی قضا اور یہی حکم جاہل کا ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لیا۔ بعد ازاں یاد آیا تو؟ فرمایا: وہ روزہ نہ کھولے۔ یہ تو ایک چیز ہے جو خدا نے اسے عطا کی ہے۔ اسے چاہیئے کہ روزہ مکمل کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ عمار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک روزہ دار نے بھول کر اپنی اہلیہ سے مباشرت کی تو؟ فرمایا: غسل کرے اور اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب شیخؒ فرماتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ یہ حکم ماہِ رمضان وغیرہ میں عام ہے اور اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس محرم کے بارے میں جس نے بھول کر اپنی زوجہ سے مباشرت کی تھی؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جس طرح کوئی شخص ماہِ رمضان میں بھول کر کچھ کھا لے۔ (علل الشرائع)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں بھول کر کھا پی لیا تو؟ فرمایا: اس روزہ کو مکمل کرے اور اس پر قضا نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۶۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ماہِ رمضان میں بھول کر کچھ کھا پی لیا فرمایا: اپنے روزہ کو مکمل کرے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو خدا نے اسے کھلائی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جہاں تک ''صوم الاباحہ'' کا تعلق ہے تو یہ اس شخص کا روزہ ہے جو بھول کر کچھ کھائے یا پیئے یا قئے کرے مگر عمداً ایسا نہ

کرے تو خدا نے اسے اس کے لیے مباح قرار دیا ہے اور اس کا یہ روزہ مجزی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص روزہ سے ہو اور بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس بھول کی وجہ سے روزہ نہ توڑے کیونکہ یہ تو ایک رزق ہے جو خدا نے اسے عطا فرمایا۔ اپنے روزہ کو تمام کرے۔ (التہذیب)

۹۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے مستحبی روزہ رکھا اور بھول کر کھا پی لیا تو؟ فرمایا: اپنا روزہ مکمل کرے۔ اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ زرارہ وابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں روزہ کی حالت میں یا محرم نے احرام کی حالت میں اپنی اہلیہ سے جائز سمجھ کر (یعنی بھول کر) مباشرت کی۔ تو؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

اگر حلال چیز سے روزہ توڑا جائے تو ایک کفارہ واجب ہوتا ہے اور اگر حرام چیز سے توڑا جائے تو کفارۂ جمع واجب ہوتا ہے اور دونوں صورتوں میں قضا بھی واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالسلام بن صالح ھروی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: فرزند رسولؐ! آپؑ کے آباء واجداد علیہم السلام سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص ماہِ رمضان میں مجامعت کرے یا کسی اور طرح روزہ توڑے اس پر تینوں کفارے واجب ہیں اور یہ بھی مروی ہے کہ اس پر ایک کفارہ واجب ہے! تو ہم ان میں سے کس حدیث پر عمل کریں؟ فرمایا: دونوں پر عمل کرے۔ (کیونکہ دونوں کا محل الگ الگ ہے) اگر زنا کاری کرکے یا کسی اور حرام چیز پر روزہ توڑے تو اس پر تینوں کفارے واجب ہیں۔ ایک غلام آزاد کرے، پے در پے دو ماہ کے روزے رکھے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اس روزہ کی قضا۔ اور اگر حلال (زوجہ یا کنیز) سے مباشرت کرے یا کسی حلال چیز پر روزہ توڑے تو پھر صرف ایک کفارہ واجب ہے۔ اور اگر بھول کر ایسا کرے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، العیون)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں اپنی اہلیہ سے عمداً ہمبستری کی تو؟ فرمایا: اس پر واجب ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور ساٹھ مسکین کو کھانا

کھلائے اور ساٹھ روزے مسلسل رکھے۔ اور اس دن کی قضا کرے۔ (پھر فرمایا) اور اسے اس دن جیسی فضیلت کہاں حاصل ہے؟ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ یہ حدیث بظاہر سابقہ ضابطہ کے خلاف ہے اس لیے اس کی تاویل ضروری ہے) اور وہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یوں کی ہے کہ یہاں ''واؤ'' (جس کے معنی ''اور'' کے ہیں) بمعنی ''او'' کے ہیں (جس کے معنی ''یا'' کے ہیں)۔ مطلب یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ساٹھ دن کے روزے رکھے۔ جیسا کہ آیت کریمہ ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ میں واؤ بمعنی ''او'' ہے۔ اور یا یہ اس صورت میں ہے کہ جب اپنی اہلیہ سے مباشرت حرام ہو جیسے ایام حیض میں یا ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ دوسری تاویل راجح ہے بلکہ یہی متعین ہے جیسا کہ (سابقہ حدیث میں) حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے یہی تاویل کی ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفر اسدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان کے پاس جناب ابوجعفر عمری سے اور ان کے پاس حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جانب سے جو توقیع مبارک وارد ہوئی ہے اس میں یہ درج تھا کہ جو شخص ماہِ رمضان میں کوئی روزہ کسی حرام چیز پر توڑے یعنی حرام مباشرت سے یا حرام طعام سے، تو اس پر تینوں کفارے واجب ہیں۔ (الفقیہ)

باب ۱۱

اگر متعین دن کے واجبی روزہ میں کئی بار جماع کرے تو اتنی بار کفارہ مکرر ہوگا مگر کھانے پینے سے ایسا نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فتح بن یزید جرجانی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں حلال یا حرام طریقہ سے ایک عورت سے دس بار مباشرت کی تو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس پر دس کفارے ہیں۔ ہر بار کے لیے ایک کفارہ۔ لیکن اگر کھائے یا پیے تو ایک دن میں ایک ہی کفارہ ہے۔ (عیون الاخبار، الخصال)

۲۔ جناب ابن ابی عقیلؒ نے ابوالحسن زکریا بن یحییٰ سے اور انہوں نے ائمہ اہل بیتؑ سے روایت کی ہے کہ جب کوئی شخص عمداً ماہِ رمضان میں مجامعت کرے تو اس پر قضا اور کفارہ واجب ہے۔ اور اگر اسی دن دوبارہ مجامعت کرے تو

ہر بار ایک کفارہ لازم ہے۔ (مختلف الشیعہ)

۳۔ جناب علامہ حلیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جتنی بار مقاربت کی جائے۔ اتنی بار کفارہ مکرر ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ و ۸ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

جو شخص ماہِ رمضان میں دن کے وقت اپنی اہلیہ کو مجامعت پر مجبور کرے اس پر دو کفارے واجب ہیں اور اسے تعزیز میں پچاس کوڑے بھی لگائے جائیں گے اور عورت پر کچھ نہیں۔ ہاں اگر وہ بھی اس فعل پر راضی ہو تو پھر ہر ایک پر کفارہ ہوگا اور پچیس پچیس کوڑوں کی تعزیز۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو روزہ سے تھا اور اپنی روزہ دار اہلیہ سے جماع کیا؟ فرمایا: اگر اس نے اس کو مجبور کیا ہے (جبکہ وہ آمادہ نہ تھی) تو پھر اس پر دو (۲) کفارے ہیں۔ اور اگر یہ بھی آمادہ تھی تو اس پر الگ کفارہ اور اس پر الگ کفارہ ہوگا۔ نیز اگر اس نے اسے مجبور کر کے مباشرت کی ہے تو اس کو پچاس کوڑے بھی لگائے جائیں گے جو کہ حد (زنا) کا نصف ہیں۔ اور اگر عورت راضی تھی تو پھر دونوں کو الگ الگ پچیس پچیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب محقق حلیؒ اپنی کتاب المعتبر میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے مگر ہمارے فقہاء نے اس پر عمل کرنے کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ اس لیے اس پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کی شہرت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فتویٰ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا ہے۔

باب ۱۳

جو شخص ماہِ رمضان میں کسی رات جنب ہو اور غسل کرنے کی نیت کر کے سو جائے اور پھر اس وقت بیدار ہو جبکہ صبح صادق ہو چکی ہو۔ اس کا روزہ صحیح ہے اور اس پر کوئی قضا و کفارہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو سعید قماط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں اول شب میں اپنے آپ کو جنب کیا اور سو گیا۔ جب جاگا تو صبح ہو چکی تھی؟ فرمایا: (اس کا روزہ صحیح ہے اور) اس پر کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی جنابت جائز وقت میں تھی۔ (الفقیہ)

۲۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں سوتا ہے اور اسے احتلام ہو جاتا ہے۔ جاگتا ہے اور (غسل کی نیت کر کے) سو جاتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حماد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان کی کسی رات کے اول حصہ میں اپنے تئیں جنب کیا اور طلوع فجر تک غسل مؤخر کیا تو؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوائل شب میں اپنی بیویوں سے ہمبستری کرتے تھے اور طلوع فجر تک غسل مؤخر کرتے تھے اور میں اس طرح نہیں کہتا جس طرح یہ خسیس لوگ کہتے ہیں کہ آپ اس دن کے روزہ کی قضا کرتے تھے (بلکہ وہ دن کے روزہ کو صحیح جانتے تھے)۔ (المقنع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں رات کے پہلے حصہ میں اپنے آپ کو جنب کیا اور طلوع فجر تک غسل کو مؤخر کیا تو؟ فرمایا: اس روزہ کو مکمل کرے اور اس پر قضا نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ اسماعیل بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں جنب ہوا اور جان بوجھ کر سو گیا۔ جب جاگا تو صبح ہو گئی تھی تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا: یہ چیز اس کیلئے ضرر رساں نہیں ہے وہ روزہ افطار نہ کرے اور کوئی پروانہ کرے۔ کیونکہ میرے والد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ عائشہ نے بیان کیا کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احتلام کے بغیر بلکہ جماع کے ساتھ جنب حالت میں صبح کی۔ فرمایا: روزہ نہ کھولے اور کوئی پروانہ کرے! پھر فرمایا کہ جو شخص جنب ہو اور پھر سو جائے اور صبح تک سوتا رہے تو؟ اس پر کیا چیز واجب ہے؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ صرف غسل کرے۔ (ایضاً)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابن رئاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا جبکہ میں وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں جنب ہوتا ہے اور سو جاتا ہے اور صبح تک غسل نہیں کرتا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔ غسل کرے، نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد بھی (باب ۱۵ و ۱۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی اور ان

حدیثوں کا مطلب وہی ہے جو ہم نے (عنہ ۱۰، باب میں) ذکر کیا ہے۔ ورنہ اگر واجبی روزہ رکھنا ہو تو عمداً صبح تک جنابت پر قائم رہنا حرام ہے۔ ورنہ اگر ان حدیثوں کا ظاہری مفہوم مراد لیا جائے تو پھر ان کو تقیہ فی الفتویٰ یا تقیہ فی الروایۃ پر محمول کرنا پڑے گا۔ یہ تاویل جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بیان کی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہو جبکہ غسل کرنا ممکن نہ ہو۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں فجر سے فجر اول (صبح کاذب) مراد ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو نماز تہجد واجب تھی۔ اور وہ طہارت کے بغیر نہیں پڑھی جا سکتی۔

باب ۱۴

اگر کوئی شخص ماہِ رمضان کی رات میں جنب ہو اور اس کے لیے غسل کرنا ممکن نہ ہو یہاں تک کہ صبح ہو جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں دریافت کیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں جنب ہوتا ہے پھر سو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر طلوع فجر سے پہلے بیدار ہو اور گرم پانی کے کھینچنے کا انتظار کرتا رہے! اور اسی حالت میں فجر طلوع ہو جائے تو وہ اس روزہ کی قضا نہ کرے (یعنی وہی روزہ صحیح ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ اسماعیل بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں آخر شب میں جنب ہوا۔ اور غسل کرنے کے لیے اٹھا۔ مگر پانی نہ ملا۔ اور اس کی تلاش میں نکلا۔ یا پانی لانے کے لیے کوئی آدمی بھیجا۔ مگر صبح تک پانی دستیاب نہ ہو سکا تو اب کیا کرے؟ فرمایا: جب پانی ملے تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔ (اس کا روزہ صحیح ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار)

باب ۱۵

جو شخص ماہِ رمضان میں رات کے وقت جنب ہو اور سو جائے، پھر جاگے اور غسل کی نیت کر کے پھر سو جائے اور طلوع فجر تک سوتا رہے تو اس پر اس دن کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اول شب میں جنب ہوتا ہے اور سو جاتا ہے اور ماہِ رمضان میں صبح تک سوتا رہتا ہے؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ پھر عرض کیا: اگر ایک بار جاگے اور پھر سو جائے اور صبح

تک سوتا رہے تو؟ فرمایا: بطور سزا اس دن کی قضا کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابن ابی یعفور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں جب ہوا۔ پھر بیدار ہوا۔ پھر سو گیا۔ پھر بیدار ہوا۔ اور پھر سویا اور پھر صبح تک سوتا رہا؟ فرمایا: اس روزہ کو مکمل کرے اور پھر اس کی قضا بھی کرے۔ اور اگر پہلی بار سوئے اور صبح کو بیدار ہو تو پھر اسی روزہ کو مکمل کرے۔ وہ مجزی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں جب ہوا اور غسل کرنے سے پہلے سو گیا (اور صبح جاگا) تو؟ فرمایا: اس روزہ کو مکمل کرے اور اس کی قضا بھی کرے مگر یہ کہ طلوع فجر سے پہلے جاگے اور پانی کے گرم ہونے یا کھینچے جانے کا انتظار کرتا رہے اور اسی دوران صبح ہو جائے تو پھر اس روزہ کی قضا نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ احمد بن محمد بن ابی نصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں اپنی زوجہ سے ہمبستری کی یا ویسے جب ہو گیا۔ پھر سو گیا اور عمداً صبح تک سوتا رہا تو؟ فرمایا: اس روزہ کو مکمل کرے اور اس کی قضا بھی کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں رات کے وسط میں جب ہو گیا۔ اور اسے علم بھی ہوا۔ اور سو گیا۔ اور طلوع فجر تک بیدار نہ ہوا تو؟ فرمایا: اس روزہ کو مکمل کرے اور اس کی قضا بھی کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں (چونکہ بظاہر تو یہ آخری حدیثیں ضابطہ کے خلاف ہیں اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کو اسی مفہوم پر محمول کیا ہے جو ہم نے عنوان باب میں ذکر کیا ہے اور اس سلسلہ کی پہلی حدیث کی صراحت سے استدلال کیا ہے۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ پہلی نیند میں روزہ کی قضا کو استحباب پر محمول کیا جائے (بالخصوص) جب سوتے وقت غسل کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ (واللہ اعلم)

باب ۱۶

ماہِ رمضان میں عمداً طلوع تک جنابت پر رہنا حرام ہے اور اگر ایسا کرے تو اس پر قضا و کفارہ واجب ہے اور ماہِ رمضان میں جب آدمی کو غسل کرنے سے پہلے شب و روز میں سونا نہیں چاہیئے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ نے اس شخص کے متعلق جسے ماہِ رمضان میں رات کے ابتدائی حصہ میں احتلام ہوا۔ یا اپنی اہلیہ سے ہمبستری کی اور پھر عمداً سو گیا۔ جو صبح تک سویا رہا۔ فرمایا: اس روز کا روزہ مکمل کرے اور پھر اس کی قضا بھی کرے جبکہ ماہِ رمضان میں ایسا کرے اور خدا سے مغفرت طلب کرے۔ (الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت کفارہ کی نفی پر کسی طرح بھی دلالت نہیں کرتی (بلکہ اس سلسلہ میں خاموش ہے) جبکہ اس مضمون کی دوسری روایتوں میں کفارہ کی صراحت موجود ہے۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے ماہِ رمضان کی کسی رات اپنے آپ کو جنب کیا اور پھر صبح صادق تک عمداً غسل نہ کیا۔ فرمایا: (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کرے، یا دو ماہ مسلسل روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (اور اس روزہ کا روزہ بھی رکھے اور اس کی قضا بھی کرے)۔ پھر فرمایا: وہ اس لائق ہے کہ میرے خیال کے مطابق وہ کبھی اس روز کے روزہ کی فضیلت کو نہیں پا سکے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ سلیمان بن جعفر (حفص) مروزی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات اپنے آپ کو جنب کرے اور پھر صبح تک غسل نہ کرے۔ تو اس پر اس روز کے روزہ رکھنے کے علاوہ دو ماہ کے مسلسل روزے واجب ہیں۔ اور پھر بھی اس دن کی فضیلت کو نہیں پا سکے گا۔ (ایضاً)

۴۔ ابراہیم بن عبد الحمید اپنے بعض غلاموں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے پوچھا کہ اگر روزہ دار کو احتلام ہو جائے تو؟ فرمایا: جب اسے ماہِ رمضان کے دن میں احتلام ہو تو جب تک غسل نہ کرے۔ اس وقت تک نہ سوئے۔ اور اگر ماہِ رمضان کی رات میں محتلم ہو۔ تو پھر صرف ایک گھنٹہ سو سکتا ہے۔ بعد ازاں غسل کرے۔ پھر فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان میں جنب ہو۔ اور پھر سو جائے اور صبح صادق تک سوتا رہے تو اس پر ایک غلام آزاد کرنا، یا ساٹھ مسکین کو کھانا کھلانا اور اس کے علاوہ اس روزہ کی قضا بھی واجب ہے۔ اور اس دن روزہ کو مکمل بھی کرے مگر وہ اس روز کے روزہ کی فضیلت کو ہرگز نہیں پا سکے گا۔ (ایضاً)

۵۔ حبیب خثعمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان میں نماز تہجد پڑھ کر اپنے آپ کو جنب کرتے تھے اور پھر طلوع فجر تک عمداً غسل کو مؤخر کرتے تھے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کی چند تاویلیں کی ہیں: (۱) یہ ضرورت پر محمول ہے۔

(۲) یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب غسل نہ کرنے کا کوئی شرعی عذر موجود ہو۔ (۳) یا یہ مطلب ہے کہ عمداً سو جاتے تھے نہ یہ کہ غسل نہیں کرتے تھے۔ (۴) ممکن ہے کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو۔ (۵) عین ممکن ہے کہ یہ حکم آپ کے خصائص میں سے ہو۔ (٦) ہوسکتا ہے کہ طلوع فجر سے صبح کاذب مراد ہو نہ صبح صادق۔ (۷) ممکن ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہو۔

باب ۱۷

اس شخص کا حکم جو غسل جنابت کرنا بھول جائے حتیٰ کہ پورا مہینہ یا اس کا کچھ حصہ گزر جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابراہیم بن میمون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان کی کسی رات میں جنب ہوا اور غسل کرنا بھول گیا۔ یہاں تک کہ ایک جمعہ (ہفتہ) گزر گیا۔ یا پورا ماہِ رمضان ختم ہو گیا تو؟ فرمایا: اس پر نماز اور روزہ کی قضا واجب ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱، باب ۳۹ از جنابت میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ ممّن یصحّ عنہ الصوم میں) بیان کی جائیں گی۔

باب ۱۸

اس مستحاضہ کا حکم جو اپنے واجبی غسل ترک کر کے نماز پڑھے اور روزہ رکھے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام یا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام یا حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا کہ ایک عورت یکم ماہِ رمضان میں حیض یا نفاس سے پاک ہوئی۔ مگر اسے خون استحاضہ شروع ہو گیا۔ لیکن وہ مستحاضہ والا عمل یعنی ہر دو نمازوں کے لیے ایک غسل کیے بغیر نماز پڑھتی رہی اور روزہ رکھتی رہی تو آیا اس کی نماز اور روزہ صحیح ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ روزہ کی تو قضا کرے مگر نماز کی نہیں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فاطمہ خشعمیہ کو) اور اپنی مؤمنہ بیویوں کو ایسا ہی حکم دیتے تھے۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

(چونکہ یہ روایت مشہور حکم کہ "نماز و روزہ ہر دو کی قضا کرے گی" کے خلاف ہے اس لیے اسکی تاویل کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استفہام انکاری پر محمول ہے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ وہ روزہ کی قضا تو کرے مگر

نماز کی نہ کرے؟ (یعنی اس کی قضا بھی کرے)۔ کیونکہ آنحضرتؐ اسی کا حکم دیتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ امامؑ نے تقیۃً استحاضہ کا حکم بیان نہ کیا ہو اور صرف حیض و نفاس کا حکم بیان کر دیا ہو کیونکہ اہل خلاف کے نزدیک استحاضہ حدث اصغر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ''ولا'' (جو بظاہر واو عاطفہ اور ''لا'' حرف نفی سے مرکب ہے)۔ دراصل ''وِلاءً'' ہو جس کے معنی مسلسل اور متواتر کے ہیں یعنی مسلسل دو ماہ روزے رکھے۔ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اُسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب عورت کو غسل استحاضہ کے وجوب کا علم نہ ہو۔

باب ۱۹

جو شخص حالت جنابت میں صبح کرے اس کیلئے جائز نہیں ہے کہ اس دن ماہِ رمضان کی قضا کا روزہ رکھے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کر رہا ہے۔ ایک رات کی ابتداء میں جنب ہوا۔ اور غسل نہ کیا یہاں تک کہ اس کے خیال کے مطابق فجر طلوع ہوگئی؟ فرمایا: اس دن (قضاءِ ماہِ رمضان کا) روزہ نہ رکھے۔ ہاں البتہ کوئی اور روزہ رکھ سکتا ہے۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ وہ ماہِ رمضان کی قضا کر رہے تھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا کہ میں جنب ہوگیا۔ اور صبح (صادق) تک غسل نہ کیا تو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس دن روزہ نہ رکھ البتہ کل رکھ لینا۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں رات کے وسط میں جنب ہوا۔ اور جاگتے ہوئے سو گیا اور صبح صادق تک نہ جاگا تو؟ امامؑ نے فرمایا کہ اس دن کا روزہ رکھے اور پھر اس کی قضا بھی کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر یہی صورت حال ماہِ رمضان کی قضا میں پیش آئے تو؟ فرمایا: اس دن کھائے پیئے اور قضا (کسی اور دن) کرے۔ کیونکہ ماہِ رمضان کے ساتھ اور کوئی مہینہ مشابہت نہیں رکھتا۔ (التہذیب والاستبصار)

باب ۲۰

جو شخص طلوع صبح تک عمداً جنابت پر باقی رہے اس کے لیے اس دن مستحبی روزہ رکھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حبیب خثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ مجھے بتائیں کہ جب میں اول شب میں جنب ہوں اور طلوع فجر تک عمداً سوتا رہوں تو آیا اس دن مستحبی روزہ یا (ایام تشریق کے) تین روزے رکھ سکتا ہوں یا نہ؟ فرمایا: روزہ رکھ۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص جنب ہوتا ہے۔ پھر سو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے۔ آیا وہ اس دن مستحبی روزہ رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: آیا اسے نصف النہار تک (مستحبی) روزہ رکھنے کا اختیار نہیں ہے؟ (جب ہے تو طلوع فجر کے بعد تو بطریق اولیٰ رکھ سکتا ہے)۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص جنب تھا کہ سورج نکل آیا۔ بعد ازاں غسل کیا۔ اور غسل کرنے کے بعد جبکہ دن کا کافی حصہ گزر چکا تھا۔ روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تو؟ فرمایا: اگر چاہے تو نصف النہار تک رکھ سکتا ہے! (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ و ۴ از وجوب صوم میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱

جب حیض والی عورت ماہِ رمضان میں فجر سے پہلے پاک ہو جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے اور اگر عمداً (طلوع فجر تک) مؤخر کرے تو اس پر قضا لازم ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب عورت رات میں (حیض سے) پاک ہو جائے اور ماہِ رمضان میں غسل کرنے میں سہل انگیزی کرے۔ یہاں تک کہ صبح (صادق) نمودار ہو جائے! تو اس پر اس دن کی قضا واجب ہے۔ (اور اس دن کا روزہ بھی)۔ (التہذیب)

باب ۲۲

اگر عمداً پانی حلق تک پہنچایا جائے اگرچہ کلی یا ناک میں پانی ڈالنے کی وجہ سے ہو۔ تو اس سے قضا و کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور یہی حکم غلیظ غبار یا غلیظ بو کے حلق تک پہنچانے کا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر (حفص) مروزی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ

میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جب روزہ دار ماہِ رمضان میں عمداً کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے اور حلق تک پہنچائے یا غلیظ بو سونگھے یا گھر میں جھاڑو دے اور اس کے ناک اور حلق میں غبار داخل ہو جائے تو اس پر مسلسل دو ماہ کا روزہ واجب ہے کیونکہ یہ چیزیں (کھانا، پینا اور جماع کرنا) روزہ کو توڑ دیتی ہیں۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عمرو بن سعید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک روزہ دار عود وغیرہ دکھاتا ہے اور اس کا دھواں اس کے حلق میں داخل ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: جائز ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے! پھر پوچھا کہ اگر روزہ دار کے حلق میں غبار پہنچ جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ جب دھواں اور غبار غلیظ نہ ہو۔ یا عمداً ایسا نہ کیا جائے۔ یا اس سے بچنا ممکن نہ ہو اور اس میں عمداً ایسا کرنے کا کوئی اشارہ تک نہیں ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ عمداً ایسا نہ کیا جائے۔

باب ۲۳

روزہ دار کیلئے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے ہاں البتہ ان میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے اور اگر بے مقصد منہ اور ناک میں پانی ڈالنے یا ٹھنڈک کی غرض سے ڈالنے یا مستحبی وضو کرنے سے پانی حلق تک پہنچ جائے تو روزہ کی قضا واجب ہے البتہ اگر واجبی وضو میں ایسا ہو جائے تو پھر قضا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک روزہ دار نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور وضو کرتے ہوئے پانی اس کے حلق میں داخل ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر تو یہ وضو واجبی نماز کے لیے ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر مستحبی نماز کے لیے ہے تو پھر اس پر (اس روزہ کی) قضا واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسی سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے روزہ دار کے بارے میں فرمایا کہ وہ کلی کرے اور ناک میں پانی بھی ڈالے مگر مبالغہ نہ کرے۔ (الفروع)

۳۔ ریان بن صلت یونس سے روایت کرتے ہیں کہا: ماہِ رمضان میں روزہ دار جب چاہے مسواک کر سکتا ہے اور اگر نماز فریضہ کے وقت (وضو کرتے ہوئے) کلی کرے اور پانی حلق میں چلا جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اس کا روزہ مکمل ہے اور اگر نماز فریضہ کا وقت نہ ہو (بلکہ مستحبی نماز کے لیے وضو کرتے ہوئے) پانی حلق میں چلا جائے تو اس پر اعادہ

لازم ہے اور روزہ دار کے لیے افضل یہ ہے کہ کلی نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص (روزہ کی حالت میں) پیاس کی وجہ سے کلی کر رہا تھا کہ پانی اس کے حلق میں داخل ہو گیا تو؟ فرمایا: اس پر قضا لازم ہے اور اگر وضو کرتے ہوئے (اور وہ بھی نماز فریضہ کے لیے) ایسا اتفاق ہو جائے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ عمار ساباطی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک روزہ دار آدمی کلی کرتا ہے اور پانی اس کے حلق میں داخل ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر عمداً ایسا نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے! عرض کیا: اگر دوبارہ کلی کرے اور پانی حلق کے اندر چلا جائے تو؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے! پھر عرض کیا کہ اگر سہ بارہ کلی کرے اور ایسا اتفاق ہو جائے تو؟ فرمایا: ایسا کر کے اس نے اچھا تو نہیں کیا مگر اس پر قضا وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ باب ۲۲ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور یہ کہ اگر عمداً ایسا کیا جائے تو کفارہ بھی واجب ہو جاتا ہے۔

باب ۲۴

روزہ دار کے لیے کان میں دوا اور تیل ڈالنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ روزہ دار کے کان میں تکلیف ہے آیا وہ اس میں دوا ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر یعنی لیث مرادی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار پچھنا لگوا سکتا ہے اور کان میں تیل ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ ناک میں کوئی چیز نہ چڑھائے کہ یہ مکروہ ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا جبکہ میں سن رہا تھا کہ آیا روزہ دار کان میں دوا ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۴۔ جناب علی بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ

دار اپنے کان میں تیل ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: جب اس کے حلق تک نہ پہنچے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المسائل، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کون کون سی چیزیں مفطرات صوم میں سے ہیں۔

باب ۲۵

روزہ دار مرد ہو یا عورت اس کے لیے آنکھ میں سرمہ لگانا یا ذرورہ ڈالنا جائز ہے ہاں البتہ وہ سرمہ جس میں مشک ہو یا جس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو لگانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ نہ طعام ہے اور نہ پانی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ آیا روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے؟ فرمایا: جب سرمہ ایسا ہو کہ اس میں مشک نہ ہو اور نہ ہی حلق میں اس کا ذائقہ محسوس ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ سعد بن سعد اشعری نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر روزہ دار کو ماہِ رمضان میں آشوب چشم ہو۔ تو آیا دن کے وقت اس میں دوا ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: جب روزہ افطار کرے تو آنکھ میں دوا ڈالے۔ روزہ کی حالت میں نہ ڈالے۔ (الفروع، کذا عن الحسن بن علی عن الرضاؑ کما فی التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس دوا پر محمول کیا ہے جس میں مشک ہو یا جس کی بو اس قدر تیز ہو کہ حلق تک پہنچ جائے۔ (کما مرّ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار سرمہ لگا سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ یہ کوئی طعام نہیں ہے جو لگایا جاتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس کے سر میں داخل نہ ہو جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس ممانعت کا وہی مطلب ہے جو حدیث نمبر ۳ کے ذیل میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۶۔ حسین بن ابی غندر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا میں روزہ کی حالت میں ایسا سرمہ لگا سکتا ہوں جس میں مشک ملا ہوا ہو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث ایسا کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے جبکہ سابقہ حدیثیں کراہت پر۔ لہٰذا اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ (لان کل مکروہ جائز)۔

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام روزہ دار کے لیے سرمہ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے جبکہ روزہ دار اس کا ذائقہ محسوس نہ کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) مفطرات شمار کئے جا چکے ہیں (جبکہ سرمہ لگانا ان میں شامل نہیں ہے) اور اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۷ و باب ۳۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

اگر روزہ دار کو کمزوری کا خوف ہو تو اس کے لیے پچھنے لگانا اور لگوانا مکروہ ہے۔ اسی طرح دن کے وقت ہر اس خون کا نکالنا جو ضعف کا باعث ہو جیسے ڈاڑھ کا اکھیڑنا وغیرہ۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار پچھنے لگوا سکتا ہے؟ فرمایا: مجھے اس کے بارے میں اندیشہ ہے! کیا اسے اپنے بارے میں اندیشہ نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کس چیز کا اندیشہ ہے؟ فرمایا: غشی کا۔ یا صفراء وسوداء کے جوش مارنے کا! میں نے عرض کیا کہ اگر وہ طاقتور ہو اور اسے ان چیزوں میں سے کسی چیز کا اندیشہ نہ ہو تو پھر آپؑ کیا فرمائیں گے؟ فرمایا: اس صورت میں اگر چاہے تو لگوا سکتا ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حسین بن ابو العلاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا کیسا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر کمزوری کا خوف نہ ہو تو لگوا سکتا ہے! (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ عمار بن موسیٰ (ساباطیؒ) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ روزہ دار اپنی ڈاڑھ اکھیڑ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ اور نہ ہی منہ کو خون آلود کرے۔ اور نہ تر شاخ سے مسواک کرے۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: اگر روزہ دار ماہِ رمضان میں پچھنا لگوائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے (جبکہ کمزوری کا خوف نہ ہو)۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم جب ماہِ رمضان میں پچھنا لگوانا چاہیں تو رات کے وقت لگواتے ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ جناب ابن بابویہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا مکروہ جانتے تھے۔ اس اندیشہ کے تحت کہ کہیں بے ہوش ہو کر روزہ نہ افطار کر بیٹھے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباءِ طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا کوئی شخص جو روزہ کی حالت میں ہو تو اپنے تئیں تین چیزوں کے سامنے پیش نہ کرے: (۱) حمام۔ (۲) پچھنے لگوانا۔ (۳) اور خوبصورت عورت۔ (عیون الاخبار)

۸۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباءِ طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ضرورت کے تحت) اس وقت پچھنے لگوائے جبکہ آپ کو روزہ تھا اور احرام باندھے ہوئے تھے۔ (ایضاً)

۹۔ عبایہ بن ربعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب پوچھا جو آپؐ نے اس وقت فرمایا تھا: جب ماہِ رمضان میں ایک شخص کو پچھنے لگاتے ہوئے دیکھا تھا کہ "پچھنے لگانے اور لگوانے نے روزہ افطار کر دیا ہے۔" ابن عباس نے کہا کہ ان کا روزہ اس لیے ٹوٹا کہ انہوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور گالیاں دینے کے دوران انہوں نے نبیؐ پر افترا پردازی کی۔ پچھنے لگوانے کی وجہ سے نہیں ٹوٹا۔ یہ مفہوم نقل کرنے کے بعد حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث ﴿افطر الحاجم و المحجوم﴾ کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ پچھنے لگانے اور لگوانے والا میری فطرت اور میری سنت میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے اس کا حکم دیا ہے اور اس پر عمل درآمد بھی کیا ہے۔ (معانی الاخبار)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو روزہ دار کے روزہ کو نہیں توڑتیں: (۱) قئی۔ (۲) احتلام۔ (۳) اور پچھنے لگوانا۔ جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا ہے۔ فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام روزہ دار کے لیے سرمہ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قئی سے مراد وہ قئی ہے جو بے اختیار آئے۔ (ورنہ عمداً قئے کرنے سے روزہ باطل ہو

جاتا ہے اور قضا واجب)۔

۱۱۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا حجام روزہ کی حالت میں پچھنے لگا سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں لگانا چاہیئے! پھر عرض کیا کہ روزہ دار پچھنے لگوا سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے (جبکہ کمزوری کا اندیشہ نہ ہو)۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار ماہِ رمضان کے علاوہ جب چاہے پچھنے لگوا سکتا ہے مگر ماہِ رمضان میں اپنے آپ کو ضرر نہ پہنچائے اور ایسا خون نہ نکالے مگر یہ کہ خون جوش مارے۔ فرمایا: ہم (اہل بیتؑ) ماہِ رمضان میں رات کے وقت پچھنے لگواتے ہیں اور ہماری حجامت (پچھنے لگوانا) اتوار کے دن ہوتی ہے جبکہ ہمارے موالی سوموار کو لگواتے ہیں۔ (مکارم الاخلاق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

اگر روزہ دار کو خوف ہو کہ حمام میں داخل ہونے سے اسے کمزوری لاحق ہو گی تو داخلہ مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا روزہ دار حمام میں داخل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک اسے کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تب تک کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کوئی روزہ دار حمام میں داخل ہو (کر نہا) سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۸

روزہ دار کے لیے تر یا خشک شاخ سے مسواک کرنا جائز ہے ہاں البتہ تر سے مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار دن کی جس ساعت میں چاہے مسواک کر سکتا ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار پانی اور ایسی تر شاخ

سے مسواک کرسکتا ہے جس کا ذائقہ اسے محسوس ہو؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ موسیٰ بن ابوالحسن لولوی بیان کرتے ہیں کہ بعض حاضرین مجلس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ماہِ رمضان میں مسواک کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: جائز ہے! اس پر بعض لوگوں نے ایراد کیا کہ مسواک کی رطوبت تو پیٹ میں داخل ہوتی ہے لہٰذا آپؑ تر شاخ کے مسواک کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کی رطوبت حلق تک پہنچ جاتی ہے؟ امامؑ نے فرمایا: پانی جس سے کلی کی جاتی ہے تو وہ تر مسواک سے زیادہ تر ہے۔ تو اگر وہاں یہ کہا جاتا ہے کہ کلی کرنا اس لیے جائز ہے کہ وہ سنتِ نبیؐ ہے۔ تو پھر ضروری ہے کہ مسواک بھی جائز ہو کیونکہ وہ بھی سنت ہے۔ جس کا حکم جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ ابوبصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ روزہ دار کے لیے مسواک کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: دن کے آغاز سے لے کر آخر تک جب چاہے کرسکتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار تر شاخ سے مسواک نہ کرے (کہ مکروہ ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار مسواک کرسکتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ فرمایا: البتہ تر مسواک سے نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس ممانعت کو کراہت پر محمول کیا ہے۔

۷۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام روزہ دار کے لیے تر مسواک کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اسے پانی میں بھگو کر جھاڑ دے تاکہ اس میں پانی کا کچھ اثر باقی نہ رہ جائے تو پھر کوئی ضرر نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام روزہ کی حالت میں ماہِ رمضان میں دن کے اول و آخر میں دو (۲) بار مسواک کرتے تھے۔ (قرب الاسناد)

۹۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: اگر روزہ دار دن کی ابتداء اور انتہاء میں تر مسواک سے مسواک کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس پر جناب کی خدمت میں مسواک کی تراوت کے متعلق عرض کیا گیا؟ فرمایا: کلی اس سے زیادہ تر ہے۔ فرمایا: پس اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ باوجود تر ہونے کے کلی ضرور کرنی چاہیے کیونکہ یہ

سنت ہے۔ تو اس سے کہا جائے گا کہ پھر مسواک بھی ضرور کرنا چاہیئے کہ یہ بھی وہ سنت ہے جو جبرئیل علیہ السلام لائے تھے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب ابن ادریس حلیؒ موسیٰ بن بکر کی کتاب کے حوالہ سے آخر سرائر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں روزہ کی حالت میں پانی سے مسواک کرتا ہوں۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۶ میں اور ج ا کے ابواب مسواک میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو مسواک کے عمومی استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۹

اگر عمداً قئی کی جائے تو اس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اور قضا واجب۔ اور اگر بے اختیار آ جائے تو نہ روزہ باطل ہوتا ہے اور نہ قضا لازم ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی روزہ دار عمداً قئی کرے تو اس نے روزہ توڑ دیا۔ اور اگر بے اختیار آ جائے تو پھر اپنے روزہ کو مکمل کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں (روزہ کے احکام بیان کرتے ہوئے) فرمایا: اور جہاں تک مباح روزہ کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ کوئی شخص بھول کر کچھ کھا پی لے یا اسے بلا ارادہ و بے اختیار قئی آ جائے تو خدا نے اس کے لیے یہ مباح قرار دیا ہے اور اس کا وہ روزہ مجزی اور کافی ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس روزہ دار کے متعلق جسے بے اختیار قئی آ جائے فرمایا: اپنے روزہ کو مکمل کرے اور اس کی قضا نہ کرے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ اگر ماہِ رمضان میں قئی آ جائے تو؟ فرمایا: اگر بے اختیار آ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر روزہ دار طبیعت پر جبر و اکراہ کر کے کرے تو گویا اس نے روزہ توڑ دیا ہے اور اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنع)

۵۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص

روزہ کی حالت میں عمداً قئے کرے تو گویا اس نے روزہ توڑ دیا اور اس پر اس کا اعادہ (قضا) لازم ہے اور اگر خدا چاہے تو اسے عذاب کرے (کہ یہ اس کا عدل ہے) اور چاہے تو اسے معاف کردے (کہ یہ اس کا فضل ہے)۔

فرمایا: جو شخص روزہ کی حالت میں عمداً قئے کرے اس پر قضا واجب ہے۔ (التہذیب)

۶۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزہ دار کے متعلق پوچھا گیا کہ (سوء ہضم کی وجہ سے) جس کے پیٹ سے منہ تک کھانا وغیرہ آجائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر زبان پر آنے کے بعد اسے نگل جائے تو؟ فرمایا: اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب بھول کر ایسا کرے (ورنہ عمداً طعام نگلنے سے تو یقیناً روزہ باطل ہو جاتا ہے)۔

۷۔ جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک روزہ دار مسواک کرتا ہے اور اسے قئی آجاتی ہے اس پر کیا ہے؟ فرمایا: اگر تو اس نے عمداً قئی کی ہے تو اس پر قضا واجب ہے اور اگر عمداً نہیں کی تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (المسائل، بحارالانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

پیٹ سے منہ میں کچھ طعام کے آجانے یا ڈکار لینے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ وہ طعام جو (سوءِ ہضمی سے) پیٹ سے منہ میں آجائے آیا وہ روزہ کو توڑ دیتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، الفقیہ، المقنع، کذا عن الصادق علیہ السلام کما فی التہذیب)

۲۔ عمار بن موسیٰ ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک روزہ دار شخص کے پیٹ سے کچھ طعام نکلا ہے جو اس کے حلق تک پہنچ جاتا ہے اور پھر (بے اختیار) اس کے پیٹ کی طرف لوٹ جاتا ہے تو؟ فرمایا: یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص نماز

پڑھ رہا تھا کہ اسے اس طرح ڈکار آیا کہ جس سے اس کے پیٹ سے کچھ طعام اس کے منہ تک پہنچ گیا مگر اس نے عمداً اس کی کوشش نہیں کی تو؟ فرمایا: اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے، نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ ہی روزہ ٹوٹتا ہے۔

(الفروع، السرائر، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

روزہ دار کلی کرنے کے بعد جب تک تین بار یا کم از کم ایک بار تھوک نہ لے اس کا اپنی تھوک کو نگلنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس روزہ دار کے بارے میں جو کلی کرے فرمایا: جب تک تین بار تھوک نہ لے اس وقت تک اپنی تھوک کو نہ نگلے۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کلی کے بعد ایک بار تھوکنا بھی مروی ہے (کہ اس کے بعد اپنی تھوک نگل سکتا ہے)۔(التہذیب)

باب ۳۲

روزہ دار کے لیے خوشبودار پودے، مشک اور خوشبو کا سونگھنا جائز ہے اور بطور تیل اس کا بدن پر ملنا بھی جائز ہے۔ ہاں البتہ خوشبودار پودے اور مشک کا سونگھنا مکروہ ہے اور نرگس میں یہ کراہت قدرے سخت ہے۔ اسی طرح روزہ دار کے لیے لذت اندوز ہونا مکروہ ہے۔ حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار خوشبودار پودے اور خوشبو سونگھ سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ روزہ دار خوشبودار پودے نہ سونگھے کیونکہ اس کے لیے ان سے حلذذ ہونا مکروہ ہے۔(ایضاً)

۳۔ حسن بن راشد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب روزہ رکھتے تھے تو خوشبو لگاتے تھے اور

فرماتے تھے کہ خوشبو روزہ دار کا تحفہ ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ محمد بن فیض (عیص) تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ وہ نرگس کے سونگھنے سے منع کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! یہ ممانعت کیوں ہے؟ فرمایا: یہ عجمیوں کا خوشبودار پودا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، علل الشرائع، التہذیب، الاستبصار)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے بعض اصحاب نے بتایا ہے کہ عجمی لوگ جب روزہ رکھتے تھے تو اسے سونگھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بھوک کو روکتی ہے۔

۵۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام روزہ دار کے لیے مشک کی خوشبو لگانا مکروہ سمجھتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)۔

۶۔ حسن بن راشد ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا روزہ دار خوشبودار پودا سونگھے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ یہ لذت ہے اور روزہ دار کے لیے لذت مکروہ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار خوشبودار پودا سونگھ سکتا ہے؟ یا آپؑ اسے روا نہیں جانتے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیبؒ، الاستبصار)

۸۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: روزہ دار خوشبو لگا سکتا ہے اور خوشبودار پودے کو سونگھ سکتا ہے (لان کل مکروہ جائز)۔ (التہذیب)

۹۔ سعد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ آیا روزہ دار خوشبودار پودے کو سونگھ سکتا ہے اور اس سے لذت اندوز ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (یعنی حرام نہیں ہے)۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ حسن صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ روزہ دار پانی سے تر شدہ کپڑا پہن سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ اور نہ خوشبودار پودے سونگھے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا محرم (احرام حج باندھنے والا) خوشبودار پودا سونگھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا گیا: اور روزہ دار؟ فرمایا: نہ۔ پھر عرض کیا گیا کہ آیا وہ غالیہ (ایک مرکب خوشبو ہے جو مشک، عنبر اور کافور سے بنتی ہے) اور دفنہ (مکانوں میں دھونی دینے کی خوشبو) سونگھ

سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا گیا کہ یہ کیا بات ہے کہ خوشبو تو سونگھ سکتا ہے مگر خوشبودار پودا نہ؟ فرمایا: خوشبو تو سنت ہے مگر خوشبودار پودا روزہ دار کے لیے نو ایجاد ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، المحاسن للبرقی)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جب روزہ رکھتے تھے تو کوئی خوشبودار پودہ نہیں سونگھتے تھے۔ ان سے جب اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ اپنے روزہ کو لذت سے مخلوط کروں۔ (الفقیہ، العلل)

۱۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص روزہ سے ہو اور دن کے اوائل میں خوشبو لگائے۔ اس کی عقل مفقود نہیں ہوگی۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۱۴۔ عمیر بن میمون حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار کا تحفہ یہ ہے کہ اپنی ڈاڑھی کو تیل لگائے اور اپنے کپڑوں کو دھونی دے۔ اور روزہ دار عورت کا تحفہ ہے کہ سر کو کنگھی کرے۔ اور اپنے کپڑوں کو دھونی دے اور حضرت امام حسین علیہ السلام جب روزہ رکھتے تھے تو خوشبو لگاتے تھے اور فرماتے تھے کہ خوشبو روزہ دار کا تحفہ ہے۔ (الخصال)

۱۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ فارس نے سال میں ایک دن مقرر کیا ہوا تھا جس دن وہ روزہ رکھتے تھے۔ اس دن وہ نرگس مہیا رکھتے تھے اور اسے بکثرت سونگھتے تھے تاکہ اس کی وجہ سے ان کی پیاس بجھ جائے۔ گویا ان کی سنت تھی۔ اس لیے آل محمد علیہم السلام نے اس کے سونگھنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اگرچہ اس کا سونگھنا روزہ کو نہیں توڑتا۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) مفطرات بیان کئے جا چکے ہیں جو محدود ہیں (اور ان میں خوشبودار پودوں کا سونگھنا نہیں ہے) اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ میں) بیان کیے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

روزہ دار کے لیے شہوت کے ساتھ بوس و کنار، دست درازی اور آپس میں کھیلنا مکروہ ہے بالخصوص اس نوجوان کے لیے جو کثیر الشہوۃ ہو۔ ہاں البتہ اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا جب تک انزال نہ ہو۔ اور اگر اسے علم ہو کہ ایسا کرنے سے عادۃً اسے انزال ہو جائے گا۔ یا بالقصد ایسا کرے تو قضا بھی کرے گا اور کفارہ بھی دے گا۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی (روزہ دار) شخص عورت کو چھوئے تو آیا اس سے اس کا روزہ باطل ہو جائے گا؟ فرمایا: یہ بات ایک جوان کے لیے مکروہ ہے۔ اس اندیشہ کے تحت کہ کہیں اس کی منی خارج نہ ہو جائے۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بوسہ لینا روزہ کو باطل نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۳۔ منصور بن حازم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ اس روزہ دار کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اپنی کنیز یا بیوی کو بوسہ دے؟ فرمایا: اگر مجھ یا تجھ جیسا بوڑھا ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر جوان ہو اور وہ بھی کثیر الشہوہ تو وہ ایسا نہ کرے۔ کیونکہ اسے (منی کے خارج نہ ہونے کا) اطمینان نہیں ہے۔ اور بوسہ بھی دو شہوتوں میں سے ایک ہے! میں نے عرض کیا: اگر میرے جیسے (بوڑھے آدمی) کی کنیز ہو تو وہ اس سے ملاعبت کر سکتا ہے؟ فرمایا: اے ابو حازم! تم تو بہت شہوت والے ہو۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر روزہ دار عورت کو بوسہ دے تو؟ فرمایا: عورت ایک خوشبودار پودا ہی تو ہے جسے وہ سونگھتا ہے۔ (الفقیہ، المقنع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: تمہیں شرم نہیں آتی کہ رات تک صبر نہیں کر سکتے؟ فرمایا: کہا جاتا تھا کہ جنگ کی ابتداء تھپڑ مارنے سے ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں اپنی اہلیہ سے چمٹ جائے اور اس طرح اس کی منی ٹپک پڑے تو پھر (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کرنا واجب ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں اپنی عورت سے چمٹ جائے تو؟ فرمایا: جب تک اپنی ذات پر (بے راہ روی کا) اندیشہ نہ ہو کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص روزہ سے ہے اور سردی محسوس کرتا ہے۔ تو ایک ہی لحاف میں اپنی عورت کے ساتھ سو جائے؟ فرمایا: (احتیاطاً) درمیان میں کوئی کپڑا رکھ دے۔ (ایضاً)

۸۔ عبداللہ بن سنان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے بوڑھے آدمی کو (روزہ کی حالت میں) عورت کو چھونے کی اجازت دی ہے۔ (ایضاً)

۹۔ ایک آدمی نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں روزہ کی حالت میں عورت کو بوسہ دے سکتا ہوں؟ فرمایا: اپنے روزہ کو معاف کر۔ جنگ کی ابتداء تھپڑ سے ہوتی ہے (اسی طرح جماع کی ابتداء بوس و کنار سے ہوتی ہے)۔ (علل الشرائع)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کر رہا ہے تو اس کے لیے (عورت کو) بوسہ دینا یا اسے چھونا درست ہے؟ فرمایا: نہ۔ (قرب الاسناد)

۱۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل، زرارہ اور ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بوسہ دینا روزہ کو باطل نہیں کرتا۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۲۔ محمد بن مسلم اور زرارہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا روزہ دار ماہِ رمضان میں اپنی اہلیہ سے بوس و کنار اور دست درازی کر سکتا ہے؟ فرمایا: مجھے اس کے بارے میں اندیشہ ہے مگر یہ کہ اسے اپنے متعلق بھروسہ ہو کہ اس کی منی خارج نہیں ہوگی۔ (ایضاً)

۱۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جو کہ روزہ سے ہے اپنی اہلیہ کے جسم پر ہاتھ رکھتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ اس کی "مذی" بھی خارج ہو جائے مگر اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ پھر فرمایا کہ خدا کے اس ارشاد کہ ﴿وَلاَ تُبَاشِرُوْهُنَّ﴾ (ان سے مباشرت نہ کرو) سے مراد یہ ہے کہ ماہِ رمضان میں دن کے وقت عورتوں سے مجامعت نہ کرو۔ (ایضاً)

۱۴۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: عورت کو چھونے اور بوس و کنار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی اس سے روزہ کی قضا کرنی پڑتی ہے۔ البتہ ماہِ رمضان میں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ (ایضاً)

۱۵۔ جناب علی بن جعفرؒ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر عورت روزہ سے ہو اور بغیر شہوت کے اپنے شوہر کے گلوگیر ہو اور اس کے جسم کے بعض حصے کو بوسہ دے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (المسائل، بحار الانوار)

۱۶۔ اور ان سے پوچھا: ایک شخص ماہِ رمضان میں روزہ سے ہے۔ آیا اس کے لیے روا ہے کہ اپنی کنیز کو الٹا لٹا کر اس کے پیٹ، ران اور سرین پر مارے؟ فرمایا: اگر شہوت کے ساتھ نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر شہوت کے ساتھ ہے تو پھر اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ (ایضاً)

۱۷۔ پھر پوچھا: اگر کوئی شخص ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کر رہا ہو۔ تو وہ اپنی زوجہ سے بوس و کنار کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۴ و ۵۵ میں) اور آداب الصائم باب ۱۱ میں) اس قسم کی بعض اور

حدیثیں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

روزہ دار کے لیے اپنی زوجہ یا بیٹی کی زبان چوسنا یا زوجہ اور بیٹی کا اس کی زبان چوسنا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ اور اگر اس طرح ان کی تھوک اس کے اندر چلی جائے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ عمداً ایسا نہ کرے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد حنّاط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ایک چھوٹی سی بیٹی ہے۔ میں روزہ سے ہوتا ہوں (اور پیار و محبت سے اس کی زبان منہ میں لینے سے) اس کی تھوک میرے پیٹ میں چلی جاتی ہے تو؟ فرمایا: اس کی وجہ سے تم پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ روزہ دار (اپنی بیوی کو) بوسہ دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اور اسے زبان بھی دے سکتا ہے تاکہ وہ اسے چوسے! (ایضاً)

۳۔ جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار اپنی زوجہ کی زبان چوس سکتا ہے یا اس کی زوجہ اس کی زبان چوس سکتی ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۳ میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۵

اگر دن کے وقت احتلام ہو جائے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ مگر غسل سے پہلے سونا مکروہ ہے۔ گو حرام نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو روزہ کو باطل نہیں کرتیں: (۱) قئی۔ (۲) احتلام۔ (۳) اور پچھنے لگوانا۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں

کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو ماہِ رمضان میں دن کے وقت احتلام ہوتا ہے۔ آیا وہ روزہ مکمل کرے گا؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں (روزہ کے ساتھ) سو جاتا ہے اور اسے احتلام ہو جاتا ہے وہ بیدار ہوتا ہے اور پھر غسل کئے بغیر سو جاتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ احتلام روزہ کو باطل نہیں کرتا۔ جبکہ جماع اسے باطل کر دیتا ہے؟ فرمایا: وجہ یہ ہے کہ جماع اس کا اپنا اختیاری فعل ہے جبکہ احتلام اضطراری ہے۔ (علل الشرائع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبد الحمید سے اور وہ اپنے بعض غلاموں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے روزہ دار کے احتلام کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جب اسے ماہِ رمضان میں دن کے وقت احتلام ہو تو غسل سے پہلے نہ سوئے الخ۔۔۔ (التہذیب، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) نواقض صوم کی تعداد بیان کی جا چکی ہے (اور احتلام ان میں نہیں ہے)۔

باب ۳۶

روزہ دار کے لیے گوند کا منہ میں چبانا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے محمد! گوند نہ چبانا کیونکہ میں نے اسے آج چبایا جبکہ میں روزہ سے تھا۔ تو میں نے اس سے اپنے اندر (نفرت) محسوس کی۔ (الفروع)

۲۔ حلبی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار گوند کو چبا سکتا ہے؟ فرمایا: نہ (کہ مکروہ ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا روزہ دار گوند چبا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر چاہے تو (کیونکہ ہر مکروہ جائز

ہے)۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے قبل (باب ۱میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مبطلات صوم مخصوص چند چیزیں ہیں۔

باب ۳۷

روزہ دار کے لیے طعام اور شوربے کا ذائقہ چکھنا جائز ہے یعنی منہ میں پانی لے مگر اسے نگلے نہیں ہاں البتہ اگر ضرورت نہ ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے اور اگر ایسا کرے تو تین بار تھوکے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) سوال کیا کہ اگر کوئی روزہ دار عورت ہانڈی پکا رہی ہو۔ تو آیا شوربے کا ذائقہ چکھ سکتی ہے تاکہ دیکھے (کہ ٹھیک ہے؟) فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ سعید اعرج کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر روزہ دار نگلے نہ تو صرف کسی چیز کا ذائقہ چکھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ کراہت پر محمول ہے اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس ممانعت کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب اس کی ضرورت نہ ہو۔

۳۔ حماد بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں سو رہا تھا کہ آیا روزہ دار کان میں دوا ڈال سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اور شوربا بھی چکھ سکتا ہے اور چوزے کو چگا بھی دے سکتا ہے۔(التہذیب، الاستبصار)

۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر روزہ دار ہانڈی کا ذائقہ چکھے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(ایضاً)

۵۔ علی بن جعفرؑ نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار پانی اور طعام کا اس طرح ذائقہ چکھ سکتا ہے کہ وہ اپنے حلق میں اس کا ذائقہ محسوس کرے؟ فرمایا: ایسا نہ کرے! عرض کیا: اور اگر کرے تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا: کچھ نہیں ہے مگر اس کا اعادہ نہ کرے۔(التہذیب وقرب الاسناد)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ کی حالت میں باورچی اور باورچن کے لیے شوربا چکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(الفروع)

۷۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: (روزہ دار) باورچی کیلئے کوئی حرج نہیں کہ اگر شوربہ چکھے تا کہ کھٹے میٹھے میں تمیز کر سکے، اسی طرح چوزہ کو چگا بھی دے سکتا ہے اور بچہ کیلئے روٹی چبا (کر نرم کر) سکتا ہے بشرطیکہ حلق کے اندر کچھ نہ نگلے اور جب ایسا کرے تو کئی بار کم از کم تین بار کوشش کر کے تھوکے۔ (المقنعہ)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا روزہ دار منہ میں پانی لے کر کپڑے پر لگی ہوئی کسی چیز پر ڈال کر اسے دھو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، المسائل، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

روزہ دار بچہ کیلئے روٹی چبا (کر نرم کر) سکتا ہے، پرندہ اور چوزہ کو چگا دے سکتا ہے بشرطیکہ نگلے نہ۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ روزہ دار عورت کا بچہ ہے آیا وہ اسے روٹی چبا کر کھلا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں۔ اور اس کا پرندہ ہو تو اس کو بھی اس طرح کھلا سکتی ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا روزہ کی حالت میں حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام کیلئے روٹی چباتی تھیں (اور ان کو کھلاتی تھیں)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل (باب ۳۷ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۹

بلغم کے نگلنے یا مکھی کے حلق میں چلے جانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر روزہ دار اپنی بلغم نگل جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ اگر روزہ دار کے حلق میں مکھی داخل ہو جائے

تو؟ فرمایا: اس پر اس روزہ کی قضا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کوئی طعام تو نہیں ہے (جو اس نے کھایا ہو؟)۔ (ایضاً)

باب ۴۰

روزہ دار کے لیے انگوٹھی کا چوسنا جائز ہے لیکن گھٹلی کا چوسنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر ماہِ رمضان میں کسی شخص کو پیاس لگے تو؟ فرمایا: انگوٹھی کو چوسنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر روزہ دار کے منہ میں انگوٹھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن گٹھلی نہیں ہونی چاہیے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا روز دار منہ میں گٹھلی رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: انگوٹھی رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (الفقیہ)

باب ۴۱

روزہ دار کے لیے بغل کے بال اکھیڑنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ماہِ رمضان میں کوئی روزہ دار اپنی بغل کے بال اکھیڑ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، المسائل، بحار الانوار)

باب ۴۲

روزہ دار کے لیے صبح صادق کے بعد (رات تک) کھانے، پینے سے اجتناب کرنا واجب ہے، جب صبح صادق ثابت ہو جائے یا ایسے قابل وثوق آدمی کی اذان سنی جائے جو صبح صادق کے بعد اذان دینے کا عادی ہے تو اجتناب لازم ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ سفید دھاگہ کیا ہے جو سیاہ دھاگہ سے جدا ہوتا ہے؟ (جس کی جدائی تک رات کو کھانا پینا جائز ہے؟) فرمایا: مطلب یہ ہے کہ جب دن کی روشنی رات کی سیاہی سے الگ ہو جائے! (پھر فرمایا) بلال اور ابن ام مکتوم دونوں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن تھے مگر ابن ام مکتوم نابینا ہونے کی وجہ سے رات کو اذان دیتے تھے اور بلال طلوعِ فجر کے بعد۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم بلال کی اذان سنو تو کھانا پینا ترک کر دیا کرو کیونکہ اس وقت صبح ہو جاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کس وقت روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوتا ہے اور نمازِ صبح روا ہوتی ہے؟ فرمایا: جب فجر (افق پر) پھیل جائے اور سفید رنگ کی کتان کی چادر کی مانند ہو جائے۔ اس وقت کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ روزہ حلال اور نماز صبح روا ہو جاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ابن ام مکتومؓ رات میں اذان دیتا ہے پس تم جب اس کی اذان سنو تو کھاتے پیتے رہو۔ یہاں تک کہ بلالؓ کی اذان سنو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مواقیت (باب ۲۷)، اذان (باب ۸) وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۳

ماہِ رمضان میں رات کے وقت سونے سے پہلے اور اس کے بعد برابر کھانا پینا جائز ہے جب تک صبح صادق واضح ہو جائے اور جماع اس وقت تک جائز ہے جب تک طلوعِ فجر میں جماع کر کے غسل کرنے کا وقت باقی رہ جائے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر یعنی لیث مرادی سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی ﴿اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَائِکُمْ..... (الآیة)﴾ (کہ ماہِ رمضان کی رات تمہارے لیے عورتوں کے پاس جانا حلال قرار دیا گیا ہے) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت مبارکہ خوات بن جبیر انصاری کے حق میں اتری ہے جو کہ جنگ خندق میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ اور روزہ سے تھے۔ جب رات ہوئی تو وہ اسی حالت میں تھے اور اس آیت کے نزول سے پہلے ان لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی شخص (رات کے وقت) سو جاتا تو پھر اس پر کھانا

پینا حرام ہو جاتا تھا۔ پس خوات رات کے وقت اپنے گھر گیا۔ اور پوچھا کہ آیا کچھ طعام ہے؟ گھر والوں نے کہا: نہیں۔ لیکن آپ انتظار کریں ہم ابھی تیار کرتے ہیں۔ مگر آپ سوئیں نہیں! اسی اثنا میں اس نے تکیہ پر سر رکھا اور سو گیا۔ انہوں نے کہا کہ تو تو سو گیا تھا۔ کہا: ہاں! (چنانچہ کچھ کھائے پیئے بغیر) رات گزار دی (اور خالی پیٹ روزہ رکھ کر) صبح پھر خندق میں پہنچ گیا۔ مگر اسے (شدت گرسنگی کی وجہ سے) غشی کے دورے پڑنے لگے! اسی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اس سے اس کا ماجرا پوچھا۔ اور اس نے کہہ سنایا۔ تب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (اور کھاؤ اور پیو جب تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح نہ ہو جائے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں یوں وارد ہے کہ اس ''سفید و سیاہ دھاگے کی جدائی'' سے وہ صبح صادق مراد ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔ (الفقیہ)

۳۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ'' اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی سے نقل کرتے ہوئے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پہلے پہل روزے فرض ہوئے تو بنی اسرائیل کی طرح فرض تھا کہ مرد دن ہو یا رات عورت سے مقاربت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ حرام تھی۔ اور جب کوئی شخص روزہ کھولنے سے پہلے رات کی ابتداء میں سو جاتا تو جاگنے کے بعد اس پر کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا۔ صحابہؓ میں سے مطعم بن جبیر نامی ایک بوڑھا صحابی تھا۔ اور جب خندق کھودی جا رہی تھی تو وہ بھی کھودنے والے مسلمانوں میں شامل تھا۔ اور یہ واقعہ ماہِ رمضان کا ہے۔ جب کھودنے سے فارغ ہوا اور شام کے وقت اپنے گھر پہنچا تو نمازِ مغرب پڑھی تو بیوی نے کھانا پیش کرنے میں کچھ دیر کی اور اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گیا۔ جب بیوی طعام لے کر آئی اور اسے جگایا۔ تو اس نے کہا۔ اب تو خود استعمال کر۔ مجھ پر تو یہ حرام ہے کیونکہ میں تو سو گیا تھا۔ پس خالی شکم رات گزاری، صبح کچھ کھائے پیئے بغیر روزہ رکھ کر لوگوں کے ہمراہ خندق کھودنے لگا۔ مگر (کمزوری کی وجہ سے) اسے غشی کا دورہ پڑ گیا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اس کی کیفیت پوچھی۔ اور اس نے تمام ماجرا بیان کر دیا۔ اور کچھ ایسے نوجوان مسلمان بھی تھے۔ جو صبر وضبط کی کمی کی وجہ سے رات کو چھپ کر اپنی بیویوں سے ہمبستری کر لیتے تھے۔ پس آنحضرتؐ نے اس سلسلہ میں خدا سے (نرمی برتنے کا) سوال کیا۔ تب خدا نے یہ آیت نازل کی: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى

یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ ﴾ تو اس آیت سے سابقہ حکم کو منسوخ کر دیا۔ (**المحکم و المتشابہ**)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ نے بھی یہ روایت اسی طرح اپنی تفسیر میں درج کی ہے۔ اور اس میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ پس اس کے بعد خدا نے ماہِ رمضان میں رات کے وقت جماع کرنا مباح کر دیا۔ اور سونے کے بعد طلوع فجر تک کھانا پینا جائز قرار دے دیا۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

جو شخص ماہِ رمضان میں باوجود قدرت رکھنے کے صبح کی رعایت کئے بغیر کچھ کھائے پیے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس وقت فجر طلوع ہو چکی تھی تو اس پر اس روزہ کا مکمل کرنا اور پھر اس کی قضا کرنا واجب ہے اور اگر رعایت کر کے (اور رات) سمجھ کر کھائے مگر بعد میں معلوم ہو کہ صبح طلوع ہو چکی تھی تو پھر قضا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے (گھر کے اندر بیٹھ کر) سحری کھائی اور جب گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ پو پھٹ چکی ہے تو؟ فرمایا: اس روزہ کو مکمل کرے اور پھر اس کی قضا بھی کرے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ خلیل بن ہاشم نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص نے صبح کی اذان سنی لیکن اس نے خیال کیا کہ یہ سحری کھانے کی اذان ہے۔ اس اثناء میں اپنی بیوی سے مباشرت کی مگر بعد میں انکشاف ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی۔ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس دن کے روزہ کی قضا کرے انشاء اللہ۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں طلوع فجر کے بعد کھایا اور پیا تو؟ فرمایا: اگر تو اس نے اٹھ کر دیکھا اور اسے فجر نظر نہ آئی اور کھانے پینے کے بعد پتہ چلا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو وہ اس روزہ کو مکمل کرے اس پر قضا نہیں ہے۔ اور اگر اٹھ کر دیکھے بغیر پی لیا۔ بعد ازاں دیکھا کہ فجر طلوع ہو چکی ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس روزہ کو مکمل کرے اور پھر اس کی قضا بھی کرے کیونکہ اس نے تحقیق حال سے پہلے کھایا ہے۔ لہٰذا

اس پر اعادہ لازم ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ علی بن حمزہ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے طلوعِ فجر کے بعد (بلا تحقیق) لاعلمی میں پانی پیا تو؟ فرمایا: اس دن کا روزہ بھی رکھے اور اس کی قضا بھی کرے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۴۶ میں) کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۵

جو شخص ماہِ رمضان کے علاوہ طلوعِ فجر کے بعد کچھ کھائے پیئے خواہ اسے طلوع کا (پیشگی) علم ہو یا نہ ہو اس کے لیے اس دن واجب غیر معین جیسے ماہِ رمضان کی قضا کا روزہ یا مستحبی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی شخص ماہِ رمضان کے علاوہ طلوعِ فجر کے بعد سحری کھائے تو وہ اس دن روزہ نہیں رکھے گا پھر فرمایا: میرے والد ایک رات نماز پڑھ رہے تھے اور میں (سحری) کھا رہا تھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: جعفرؑ (صادقؑ) نے طلوع فجر کے بعد کھایا پیا ہے۔ اس لئے مجھے حکم دیا کہ میں آج روزہ نہ رکھوں۔ اور یہ بات ماہِ رمضان کے علاوہ تھی۔ (التہذیب والاستبصار، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ذمہ ماہِ رمضان کے ایک دو روزوں کی قضا تھی۔ اس کی ادائیگی کے لیے میں نے اس وقت سحری کھائی جب صبح طلوع ہو چکی تھی۔ تو آیا اس دن روزہ افطار کروں اور اس کی جگہ ایک روزہ قضا کروں! یا اس دن کا روزہ رکھوں۔ اور ایک دن کی قضا کروں؟ فرمایا: اس دن روزہ افطار کر۔ کیونکہ تو نے صبح کے بعد سحری کھائی ہے اور ایک اور دن قضا کر۔ (الفروع)

۳۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص لاعلمی میں ماہِ رمضان کے اندر طلوع فجر کے بعد سحری کھائے تو؟ فرمایا: اس دن کا روزہ رکھے اور اس کی قضا بھی کرے اور اگر ماہِ شوال وغیرہ میں ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کر رہا ہو اور ایسا اتفاق ہو تو اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا کرے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۶

جس شخص کو کوئی خبر دے کہ رات باقی ہے اور یہ اس کی تصدیق کر کے سحری کھالے مگر بعد میں اس کی غلط بیانی ثابت ہو جائے تو اگر ماہِ رمضان ہے تو اس دن روزہ رکھے اور پھر اسکی قضا بھی واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں کنیز سے کہتا ہوں کہ فجر کو دیکھ؟ وہ مجھے بتاتی ہے کہ ہنوز طلوع نہیں ہوئی۔ پس میں سحری کھالیتا ہوں۔ بعد ازاں جب خود دیکھتا ہوں تو پتہ چلتا ہے کہ جب اس نے دیکھا تھا تو صبح طلوع ہو چکی تھی تو؟ فرمایا: (اس روزہ کو مکمل کر۔۔۔ الفروع) اور اس روزہ کی قضا کر کیونکہ اگر تو نے خود پہلے دیکھ لیا ہوتا تو تم پر کچھ نہ ہوتا (قضا نہ ہوتی)۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (۴۴، ۴۵ و ۴۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

اگر کوئی شخص خبر دے کہ صبح طلوع ہوگئی ہے مگر یہ اسے جھوٹا سمجھ کر سحری کھاتا رہے مگر بعد میں پتہ چلے کہ وہ شخص سچا تھا تو اس پر اس روزہ کی تکمیل اور پھر قضا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں باہر نکلا۔ جبکہ اس کے ساتھی مکان کے اندر سحری کھا رہے تھے۔ ان نے دیکھا کہ فجر طلوع ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس نے بآواز بلند کہا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے۔ چنانچہ بعض لوگوں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا اور بعض یہ کہہ کر کھاتے رہے کہ وہ تمسخر کر رہا ہے (مگر بعد میں پتہ چلا کہ خبر سچی تھی تو؟) فرمایا: اس دن کا روزہ مکمل کرے اور پھر اس کی قضا بھی کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۴ و ۴۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۸

جب دو شخص صبح صادق پر نگاہ کریں اور ایک کو نظر آجائے مگر دوسرے کو نظر نہ آئے تو اس شخص پر کھانے پینے سے رک جانا واجب ہے جسے صبح نظر آئی ہے۔ دوسرے پر نہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ دو شخص صبح صادق دیکھنے کے لیے کھڑے ہوئے، ایک نے کہا کہ وہ یہ موجود ہے۔ اور دوسرے نے کہا: مجھے تو کچھ نظر نہیں آ رہا تو؟ فرمایا: جس شخص پر صبح صادق واضح نہیں ہوئی وہ تو کھائے پیئے۔ مگر اس پر کھانا پینا حرام ہے۔ جس کا گمان ہے کہ اس نے صبح صادق دیکھی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ (اس وقت تک برابر کھاؤ اور پیو جب تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح نہ ہو جائے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۴۹

جب طلوعِ فجر میں شک ہو تو کھانا جائز ہے اسی طرح اذان کے بعد بھی کھانا جائز ہے جبکہ وہ فجر سے پہلے دی گئی ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں اس وقت تک (سحری) کھاؤں جب تک طلوع فجر میں شک ہو جائے؟ فرمایا: اس وقت تک کھا جب تک شک بالکل رفع ہو جائے۔ (اور طلوع فجر کا یقین ہو جائے)۔

(التہذیب کذا فی الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار ابن ام مکتومؓ نے صبح کی اذان دی۔ اس اثنا میں ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا، دیکھا کہ آنحضرت سحری کھا رہے ہیں اور اس شخص کو بھی دعوت دی کہ وہ بھی ان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جائے۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مؤذن نے صبح کی اذان دے دی ہے؟ فرمایا: یہ ابن ام مکتومؓ ہے جو رات کو اذان دیتا ہے۔ جب بلالؓ اذان دے تب رُک جانا۔ (الفروع)

۳۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود سعد سے اور وہ اپنے اصحاب سے اور وہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جس نے اس وقت سحری کھائی تھی جبکہ اسے طلوع فجر میں شک تھا۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ پھر فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ ماہِ رمضان میں قدرے احتیاط کرے اور اس سے پہلے سحری کھا لے۔ (تفسیر عیاشیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۲ و ۴۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

جو شخص اس تاریکی کی وجہ سے جس سے گمان ہو کہ رات داخل ہوگئی ہے روزہ افطار کر دے مگر بعد میں پتہ چل جائے کہ دن باقی تھا اس پر قضا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر اور سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے سیاہ بادل کی وجہ سے رات سمجھ کر روزہ افطار کر دیا۔ بعد ازاں جب بادل پھٹا تو معلوم ہوا کہ ہنوز دن موجود ہے، فرمایا: جنہوں نے روزہ افطار کیا ہے ان پر اس کی قضا واجب ہے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَاَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ﴾ (رات تک روزہ مکمل کرو) پس جو شخص رات داخل ہونے سے پہلے کھائے اس پر قضا واجب ہے۔ کیونکہ اس نے عمداً کھایا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۵۱ میں) کچھ ایسی حدیثیں آئینگی جو بظاہر اس حدیث کے منافی ہیں۔ مگر وہ اس صورت پر محمول ہیں جب آدمی کو کسی وجہ سے رات کے داخل ہونے کا ظن غالب ہو جائے (تو اس صورت میں روزہ افطار کرنے سے قضا واجب نہیں ہوتی)۔

باب ۵۱

جس شخص کو (کسی وجہ سے) ظن غالب ہو جائے کہ رات داخل ہوگئی ہے اور وہ روزہ افطار کرے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (نماز) مغرب کا وقت وہ ہے جب آفتاب کا گولہ چھپ جائے اور اگر نماز پڑھنے کے بعد تمہیں سورج نظر آجائے تو تمہیں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ اور اگر کچھ طعام کھا چکا ہے تو اس سے رکنا پڑے گا۔
(التہذیب، الاستبصار، الفروع، الفقیہ)

۲۔ زرارہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص سے فرمایا جس نے رات کا ظن (غالب) کر کے روزہ افطار کر دیا تھا اور بعد میں سورج کو دیکھا، اس پر قضا نہیں

ہے۔(التہذیب)

۳۔ ابوالصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص روزہ سے تھا اسے ظن غالب ہوگیا کہ رات داخل ہوگئی ہے کیونکہ آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔اس لیے روزہ افطار کر دیا۔ بعدازاں جب بادل پھٹا تو پتہ چلا کہ ہنوز سورج نہیں ڈوبا ہے تو؟ فرمایا: اس کا روزہ مکمل ہوگیا۔اسے قضا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ کذاعن زید الشحام عن الصادق علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵۰ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بظاہر ان حدیثوں کے ساتھ منافات رکھتی ہیں مگر ان کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب ظن غالب حاصل نہ ہو اور ان کو ظن غالب پر محمول کیا جائے گا (جیسا کہ خود ان حدیثوں کے اندر وارد ہے)۔

باب ۵۲

روزہ افطار کرنے کا وقت مشرقی سرخی کا زائل ہونا ہے اس سے پہلے جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سورج کے گولہ کے غروب ہونے اور افطار کا وقت داخل ہونے کا وقت یہ ہے کہ تم قبلہ کے بالمقابل کھڑے ہو اور مشرقی سرخی کو دیکھو۔پس جب سرخی مشرق سے آسمان کے وسط تک پہنچ جائے اور وہاں سے مغرب کی طرف مائل ہو جائے تو اس وقت افطار کرنا واجب ہو جاتا ہے اور سورج کا گولہ غائب ہو جاتا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن وضاح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا کہ (بظاہر) سورج کا گولہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور رات داخل ہو جاتی ہے۔پھر رات بڑھتی ہے، سورج کا گولہ چھپ جاتا ہے مگر پہاڑ کے اوپر سرخی بلند ہوتی ہے اور ہمارے ہاں مؤذن اذانیں دینا شروع کر دیتے ہیں۔آیا میں اس وقت نماز مغرب پڑھ سکتا ہوں اور اگر روزہ سے ہوں تو روزہ کھول سکتا ہوں یا یہاں تک انتظار کروں کہ جو سرخی پہاڑ کے اوپر ہے وہ زائل ہو جائے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ میں تمہارے لیے یہ تجویز کرتا ہوں کہ سرخی کے زائل ہونے کا انتظار کرو۔اور دین میں احتیاط پر عمل کرو۔(التہذیب)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ روزہ افطاری کا وقت کیا ہے؟ فرمایا: جب تین تارے نکل آئیں۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص پر محمول ہے کہ جسے مشرق کا پتہ نہ چلے تاکہ یہ جان سکے کہ مشرقی سرخی زائل ہوگئی ہے یا نہ؟ تو وہ تارے کے نمودار ہونے سے اندازہ لگائے گا کہ سرخی زائل ہوگئی ہے جیسا کہ قبل ازیں اوقاتِ نماز میں یہ بات گزر چکی ہے یا اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا روزہ افطار کرنے سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور اس وقت تک تین تارے نکل آتے ہیں جیسا کہ بعض متاخرین نے ذکر کیا ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرنا جائز ہو جاتا ہے اور نماز واجب ہو جاتی ہے۔ (الفقیہ، فضائل شہر رمضان)

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رات کے داخل کی حد یہ ہے کہ آفتاب ڈوب جائے۔ اور سورج کے ڈوبنے کی علامت یہ ہے کہ مشرقی سرخی زائل ہو جائے۔ پس جب یہ سرخی زائل ہو جائے تو کھانے پینے کی حرمت ختم ہو جاتی ہے اور افطار کرنا حلال۔ رات کے داخل ہونے کی یہی کیفیت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔ (المقنعہ)

۶۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: مشرق مغرب کے اوپر اس طرح سایہ فگن ہے یہ فرما کر امام علیہ السلام نے ایک ہاتھ کو اوپر بلند کیا۔ پس جب سورج یہاں سے ڈوبتا ہے۔ یہ فرما کر نچلے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا تو وہاں سے سرخی زائل ہو جاتی ہے اور یہاں بلند ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔ (ایضاً)

۷۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام و حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے صحابی ابو عبداللہ سیاری کی کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن سنان سے اور اس نے ایک شخص سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَاَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ﴾ کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد شفق کا گرنا ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ افطار پر نماز کے مقدم کرنے کے استحباب پر محمول ہے۔ صاحب قاموس نے کہا ہے کہ "شفق" اس سرخی کو کہا جاتا ہے جو غروب سے لے کر عشاء تک ہوتی ہے یا قریب بعشاء تک رہتی ہے۔ بنابریں اسے مشرقی سرخی کے سقوط پر محمول کیا جائے گا اور ایسی حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۵۳

جب مغرب کی اذان شروع ہو تو روزہ افطار کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن ابو العرندس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ماہِ

رمضان المبارک میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو مسجد الحرام میں دیکھا کہ (افطاری کے وقت) ان کا ایک سیاہ فام غلام جو دو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا۔ پانی کی ایک چھاگل اور ایک پیالہ لے کر خدمت امامؑ میں حاضر ہوا۔ پس جب مؤذن نے اللہ اکبر کہا تو غلام نے پانی پیالہ میں ڈالا اور امام علیہ السلام کو پیش کیا اور امام علیہ السلام نے نوش فرمایا۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں (باب ۵۲ و ۳۹ و ۴۲ میں) اور اس سے قبل اذان (باب ۳) اور مواقیت (باب ۵۹ میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ قابل وثوق آدمی کی اذان پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

باب ۵۴

مشرقی سرخی کے زائل ہو جانے کے بعد روزہ دار کے لیے روزہ افطار کرنا واجب ہے اور سحر تک اسے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ قبل ازیں (باب ۵۲ میں) بروایت ابن ابی عمیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ فرمایا: سورج کے ڈوبنے اور روزہ افطاری کا واجبی وقت یہ ہے کہ قبلہ کے بالمقابل کھڑے ہو کر مشرقی سرخی کو دیکھو۔۔۔۔۔ جب وہ سر سے بجانب مغرب ڈھل جائے تو افطار کرنا واجب ہے۔

۲۔ بعد ازیں (آداب الصائم نمبر ۷ پر) بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی جائے گی جس میں آپ نے نماز (مغرب) کو افطاری پر مقدم کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے پاس دو فرض حاضر ہو گئے ہیں: (۱) افطار اور (۲) نماز۔ تو ان میں سے جو افضل ہے اس سے ابتداء کرو۔ اور افضل نماز ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعد ازیں (آداب الصائم میں) یہ چیز بیان کی جائے گی کہ روزہ میں وصال کرنا یعنی افطاری اور سحری کو ایک کرنا حرام ہے۔

باب ۵۵

اگر مکالمہ و ملامست کی وجہ سے روزہ دار کی مذی خارج ہو جائے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے قضا واجب ہوتی ہے ہاں البتہ مستحب ہے اور روزہ دار کے لیے عورت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور اس کی طرف نگاہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے جسم پر ہاتھ رکھتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے اور اگر مذی آ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ فرمایا: خدا جو فرماتا ہے کہ ﴿فَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ﴾ (کہ ماہِ رمضان میں عورتوں سے مباشرت نہ کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ مجامعت نہ کرو)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے (محبت آمیز) کلام کیا تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر اس کی مذی بھی نکل آئے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور دست درازی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور نہ قضا ہے ہاں البتہ ماہِ رمضان میں اسے ایسا کرنا نہیں چاہیئے۔ (ایضاً)

۳۔ رفاعہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں ایک لونڈی کو چھوا اور اس کی مذی خارج ہوگئی تو؟ فرمایا: اگر تو یہ حرام تھی (کسی اور کی لونڈی تھی) تو خدا سے اس طرح طلب مغفرت کرے کہ پھر کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ اور اس روزہ کے عوض ایک روزہ بھی رکھے اور اگر حلال تھی تو پھر استغفار کرے اور پھر عود نہ کرے۔ اور اس کے عوض ایک روزہ بھی رکھے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ) مگر الفقیہ میں صرف حرام کے حکم پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس میں حلال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ خبر شاذ و نادر ہے۔ اور تمام علماء و مشائخ کے فتویٰ کے خلاف ہے (کہ حلال لونڈی کو چھونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا) ممکن ہے کہ راوی کو اشتباہ ہوا ہو۔ یا استحباب پر محمول ہو۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اگر اس سے وجوب مراد لیا جائے تو ممکن ہے کہ یہ تقیہ پر محمول ہو۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود انس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص روزہ کی حالت میں کسی عورت کی ساخت پر اس طرح نگاہ کرے اور اس طرح غور سے دیکھے کہ کپڑوں کے پیچھے سے اس پر اس کی ہڈیوں کا حجم بھی واضح ہو جائے تو اس کا روزہ افطار ہو گیا۔ یعنی اس نے اپنے روزہ کو افطار کرنے کے مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے نفس میں ایسے عزائم پیدا ہوں گے جن سے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ (جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے)۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نواقض وضو (باب ۱۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں کیونکہ ان حدیثوں میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ مذی کوئی چیز نہیں ہے اور یہ بمنزلہ تھوک کے ہے۔ اور اس سے قبل (باب ۱ میں) مفطرات و مبطلات بھی بیان ہو چکے ہیں جو چند محدود چیزیں ہیں۔ (جن میں مذی داخل نہیں ہے)۔

باب ۵۶

اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں (کسی وقت) یا اس کی قضا میں زوال کے بعد یا نذر معین کے روزہ میں عمداً کوئی مفطر استعمال کرے تو اس پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن سوقہ سے اور وہ بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ماہِ رمضان کے قضا روزے رکھ رہا تھا۔ اور اپنی بیوی یا کنیز سے بوس و کنار کرے اور اس طرح اس کی منی خارج ہو جائے؟ فرمایا: اس پر وہی کفارہ ہے جو ماہِ رمضان میں جماع کرنے والے پر ہوتا ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور بعض حدیثیں ایسی بھی گزر چکی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ماہِ رمضان کے قضا روزہ کو زوال سے پہلے افطار کیا جا سکتا ہے! تو پھر یہاں عدم جواز سے مراد بعد از زوال اس کا افطار کرنا ہے اور جس جملہ سے دونوں کفاروں (ادا و قضا) کا برابر ہونا ظاہر ہوتا ہے اس سے مراد واجب ہونے میں برابری ہے نہ کہ کفارہ کی مقدار میں۔ (کیونکہ وہ تو مختلف ہے) اور ممکن ہے کہ یہاں ﴿وهو فی قضاء شهر رمضان﴾ میں قضا سے مراد ادا ہو اور بنابریں ملاعبت اور جماع میں تشبیہ مراد ہوگی۔ نہ ادا و قضا میں۔

۲۔ حسین بن عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا کہ اے میرے آقا! ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ فلاں دن روزہ رکھے گا (چنانچہ رکھا مگر) اپنی اہلیہ سے مقاربت کی۔ اس پر کیا کفارہ ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس روزہ کے عوض ایک روزہ رکھے اور ایک غلام بھی آزاد کرے۔ (التہذیب)

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد واجبی روزہ کے بیان میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب ۵۷

تقیہ اور قتل کے خوف جیسے اہم امور کی وجہ سے روزہ افطار کرنا جائز ہے۔ اور صرف قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن ابی منصور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اس دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا جس میں شک تھا کہ آج ماہِ رمضان کا روزہ ہے یا نہ؟ امام علیہ السلام نے نوکر سے فرمایا: جا اور جا کر دیکھ کہ حاکم نے روزہ رکھا ہے! چنانچہ نوکر گیا اور آ کر بتایا کہ اس نے

نہیں رکھا۔ پس امام علیہ السلام نے دوپہر کا کھانا طلب فرمایا اور ہم نے ان کے ساتھ کھایا۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میں یہ کہوں کہ تقیہ کا ترک کرنے والا نماز کے تارک کی طرح ہے تو میں سچا ہوں گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز فرمایا: جو شخص تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن حصین سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابو العباس (سفاح عباسی) کے دور میں بمقام حیرہ موجود تھا (جبکہ ابو العباس بھی وہیں قیام پذیر تھا) چنانچہ ایک دن میں اس کے پاس گیا جبکہ لوگوں کو شک تھا کہ آج روزہ ہے یا نہ؟ اور بخدا وہ دن ماہِ رمضان کا دن تھا! میں نے سلام کیا۔ ابو العباس نے کہا: اے ابو عبداللہؑ! کیا آپ نے آج روزہ رکھا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ جبکہ اس کے سامنے دسترخوان بچھا ہوا تھا! اس نے کہا: پھر قریب آئیں اور کھانا کھائیں! امامؑ فرماتے ہیں کہ میں قریب گیا اور کھانا کھایا۔ اور کہا: روزہ بھی آپ کے ہمراہ ہے اور افطار بھی آپ کے ساتھ! ایک شخص نے (بعد میں) امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ نے ماہِ رمضان کا روزہ افطار کیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ بخدا! اگر میں ماہِ رمضان کا ایک روزہ توڑ دوں (اور پھر اس کی قضا کروں) تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ (روزہ رکھنے سے) میری گردن اڑا دی جائے۔ (الفروع)

(نوٹ) یہی روایت الفروع اور التہذیب کے حوالہ سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے مگر سب کا لب لباب یہی ہے جو بیان کر دیا گیا ہے۔ فلا تغفل۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الجارود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک سال ہمیں عید قربان میں شک تھا۔ جب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ ہمارے احباب اس دن عید منا رہے تھے میں نے آپ سے سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا: عید الفطر اس دن ہے جب لوگ کریں۔ اور عید قربان اس دن ہے جس دن لوگ قربانی کریں اور روزہ اس دن ہے جس دن لوگ روزہ رکھیں۔ (التہذیب)

۶۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اپنے رسالہ "المحکم والمتشابہ" میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: "اور جہاں تک رخصت کا تعلق ہے جس میں آدمی کو اختیار ہوتا ہے وہ ایسے ہے جیسے خدا نے مؤمن کو کافر سے دوستی کرنے کی ممانعت کی ہے پھر تقیہ کے وقت اسے اس کی رخصت دے دی ہے (اسی طرح) اس کے ساتھ روزہ رکھنے، اس کے ساتھ کھولنے، اس کے ساتھ نماز پڑھنے اور اس کے ساتھ عمل کرنے کی اجازت دی ہے اور حسب ظاہر اس کے ساتھ کام کرنے کی گنجائش

ہے مگر باطن میں اس چیز کو اپنا دین نہ سمجھے جسے مخالفین کے ہمراہ ظاہر کر رہا ہے! (رسالہ المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر تقیہ اور ضرورت والی حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو اپنے اپنے مقامات پر بیان کی جائینگی۔ اور ایسی حدیثیں بھی (باب ۱۳ از احکام شہر رمضان میں) بیان کی جائینگی جو قضا کے بالعموم واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۸

جس بندہ پر روزہ واجب ہو اور وہ سفر میں نکل جائے اس سے روزہ ساقط نہیں ہوتا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس ایسا مال موجود ہو جس پر سال گزر گیا ہو تو وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ شخص سال مکمل ہونے سے ایک ماہ یا ایک دن پہلے وہ مال کسی کو ھبہ کر دے تو؟ فرمایا: پھر اس پر کبھی کچھ نہیں ہے! زرارہ امامؑ کی طرف منسوب کر کے کہتے ہیں کہ امامؑ نے یہاں یہ بھی فرمایا کہ یہ شخص (جس کے مال پر سال گزر چکا ہے) بمنزلہ اس شخص کے ہے کہ جو ماہِ رمضان میں باوجود مقیم ہونے کے ایک روزہ افطار کر دے اور آخر روز میں سفر پر نکل جائے تا کہ اس پر کفارہ لاگو نہ ہو۔ فرمایا: جب اس نے بارھویں مہینہ کا چاند دیکھ لیا۔ تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگئی۔ (اب ھبہ وغیرہ کرنے سے ساقط نہیں ہوگی) ہاں البتہ اگر وہ اس سے پہلے کسی کو ھبہ کر دے تو اس پر کچھ نہیں ہوگا۔ اور وہ بمنزلہ اس شخص کے ہوگا تو پہلے سفر پر نکل جائے اور پھر روزہ افطار کرے۔ اس مال سے زکوٰۃ نہیں روک سکتا۔ جس پر سال گزر چکا ہو لیکن جس پر سال نہ گزرا ہو تو وہ اس سے روک سکتا ہے! الحدیث۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ و ۱۱ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

روزہ دار کے آداب کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چودہ (۱۴) باب ہیں)

باب ۱

مستحبی روزہ کا چھپانا مستحب ہے مگر یہ کہ اس سے پوچھا جائے کہ تجھے روزہ ہے؟ تو پھر جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنا (مستحبی) روزہ چھپاتا ہے تو خدا تعالیٰ اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میرے عذاب سے پناہ لینے کی کوشش کی ہے۔لہٰذا اسے پناہ دو۔اور خداوند عالم فرشتوں کو مقرر کرتا ہے کہ وہ روزہ داروں کیلئے دعا کریں اور ظاہر ہے کہ جب خدا ان کو دعا کرنے کا حکم دیتا ہے تو پھر ضرور انکی دعا قبول بھی کرتا ہے۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص روزہ سے ہو اور اس سے کوئی سوال کرے کہ آیا تمہیں روزہ ہے؟ تو کہہ دے: نہیں! تو یہ جھوٹ ہے! (جس سے اجتناب واجب ہے)۔(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (مقدمہ نمبر ۱۷ میں) مستحقین زکوٰۃ (باب ۵۴ میں) اور صدقہ (باب ۳۱ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲

روزہ دار کے لیے دو پہر کے وقت سونا اور دن کی ابتداء میں خوشبو لگانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: دو پہر کے وقت سویا کرو کیونکہ خداوند عالم خواب میں روزہ دار کو کھلاتا پلاتا

ہے۔(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنعہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: روزہ دار کی نیند عبادت ہے اور اس کا سانس تسبیح ہے۔(المقنعہ، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: روزہ دار جب تک کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے برابر خدا کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے اگرچہ فرش خواب پر سویا ہوا ہو۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (ج ۲، باب ۳۹ از تعقیبات میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر "قیلولہ" (دوپہر کے سونے) کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں اور روزہ دار کے لیے خوشبو لگانے کے استحباب پر سابقاً (باب ۳۲ میں) کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور قیلولہ کے استحباب پر بعد ازیں (باب ۴ میں بھی) کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

حسب طاقت غروب کے وقت روزہ دار کا روزہ کھلوانا مستحب ہے اور ماہِ رمضان میں اس کی اور بھی زیادہ تاکید ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوالورد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ماہِ رمضان میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے گا خدا اس کو بندہ آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کے گزشتہ گناہ معاف فرمائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! ہم سب لوگ روزہ دار کا روزہ کھلوانے کی طاقت نہیں رکھتے تو؟ فرمایا: خدا بڑا کریم ہے جو شخص صرف پانی ملے دودھ یا ٹھنڈے میٹھے پانی کے ایک گھونٹ یا خرما کے چند دانے پیش کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور انہی چیزوں سے کسی کا روزہ افطار کرائے خدا اسے بھی یہی ثواب عطا فرمائے گا۔

(الفروع، الفقیہ، امالی صدوق، ثواب الاعمال، التہذیب، المحاسن)

۲۔ ابوالصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اسے اس کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ مسعدہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار سدیر میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امامؑ نے ان سے فرمایا: اے سدیر! جانتے ہو کہ یہ کون سی

راتیں ہیں؟ عرض کیا: ہاں یہ ماہِ رمضان کی راتیں ہیں مگر بات کیا ہے؟ فرمایا: آیا تم میں یہ طاقت ہے کہ اولادِ اسماعیلؑ میں سے ہر رات دس غلام آزاد کرو؟ سدیر نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں۔ میرے مال میں اس قدر گنجائش نہیں ہے! امامؑ دس میں سے برابر کم کرتے ہوئے (نو آزاد کرو، آٹھ کرو۔۔۔۔۔) یہاں تک کہ فرمایا: آیا اس کی طاقت رکھتے ہو کہ ہر رات ایک غلام آزاد کرو۔۔۔؟ مگر سدیر نے ہر بار کہا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے! تب امامؑ نے فرمایا: آیا یہ طاقت بھی نہیں رکھتے کہ ہر رات ایک مسلمان روزہ دار کا روزہ افطار کراؤ! عرض کیا: ہاں بلکہ دس کو افطار کرا سکتا ہوں! میرے والد نے اس سے فرمایا: اے سدیر میرا مقصد یہی تھا۔ تیرا ایک مسلمان بھائی کو روزہ افطار کرانا (ثواب میں) اولادِ اسماعیلؑ میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ (الفروع، الفقیہ، المقنعہ، التہذیب)

۴۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا اپنے روزہ دار بھائی کو روزہ افطار کرانا خود تمہارے روزہ رکھنے سے افضل ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، المحاسن)

۵۔ حمزہ بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا شیوہ تھا کہ جس دن (مستحبی) روزہ رکھتے تھے اس دن ان کے حکم سے ایک بکری ذبح کی جاتی اور اس کے اعضاء الگ الگ کر کے آب گوشت تیار کیا جاتا۔ جب شام کا وقت ہوتا تو آپ روزہ کی حالت میں ہانڈیوں پر جھک کر شوربہ کی خوشبو سونگھتے پھر فرماتے: بڑے بڑے پیالے لے آؤ۔ اور فرماتے یہ آل فلاں کے لئے پُر کرو۔ اور یہ آلِ فلاں کے لیے پُر کرو۔ (اسی طرح سب آب گوشت ان لوگوں کو بھجوا دیتے) اور پھر آپ کے پاس روٹی اور کھجور لائی جاتی یہ آپ کا رات کا کھانا ہوتا تھا۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حماد بن یزید (زید) سے اور وہ اپنے باپ (حماد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ تو خدا اسے اس کے روزہ اور جو عمل اس کھانے کی طاقت سے کرے گا اس سب کے برابر اس افطار کرانے والے کو اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ بغیر اس کے لیے خود عمل کرنے والے کے ثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔ (التہذیب، المقنعہ)

۷۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: تیرا اپنے (دینی) بھائی کو روزہ افطار کرانا اور (اس طرح) اسے خوش کرنا تیرے خود روزہ رکھنے سے اجر و ثواب میں بڑھ کر ہے۔ (المقنعہ)

۸۔ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی بندۂ مؤمن ماہِ رمضان کی کسی رات میں کسی

بندۂ مؤمن کا روزہ افطار کرائے تو خدا اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا۔ اور جو شخص پورا ماہِ رمضان اسے افطار کراتا رہے تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں تیس مؤمن غلام آزاد کرنے کا ثواب درج کرے گا اور بارگاہِ خدا میں اس کی ایک دعا بھی قبول ہوگی۔ (المقنعہ، المحاسن، ثواب الاعمال)

۹۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بندۂ مؤمن کو روزہ افطار کرائے تو اس کا یہ عمل اگلے سال تک اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ اور جو شخص دو (۲) کو افطار کرائے، خدا پر لازم ہوگا کہ اسے جنت میں داخل کرے۔ (المقنعہ)

۱۰۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کا روزہ افطار کرائے تو خداوند عالم ستر فرشتے مقرر کرے گا جو آئندہ سال کی اسی رات تک اس کی پاکیزگی بیان کریں گے۔ اور جو دو کو افطار کرائے خدا پر لازم ہوگا کہ اسے جنت میں داخل کرے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! دنیا میں مؤمن کیلئے تین خوشیاں ہیں: (۱) مؤمن بھائیوں کی ملاقات، (۲) روزہ دار کو روزہ افطار کرانا، (۳) اور آخر شب میں نمازِ تہجد پڑھنا۔ (الفقیہ)

۱۲۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقیؒ باسنادِ خود مالک بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں اپنے گھر کے اندر ایک بندۂ مؤمن کو روزہ افطار کراؤں تو یہ بات مجھے اولادِ اسماعیلؑ میں سے اتنے اور اتنے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (احکام ماہِ رمضان باب ۱۰ و ۱۹ و ۱۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے اس کیلئے سحری کھانا مستحب ہے اور ماہِ رمضان میں مؤکد ہے مگر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر یعنی یحییٰ بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو آیا اس پر سحری کھانا واجب ہے؟ فرمایا: اگر چاہے تو سحری نہ کھائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر ماہِ رمضان میں سحری کھانا افضل ہے اور

ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ماہِ رمضان میں سحری کو ترک نہ کرے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن سلیمان اپنے والد (سلیمان) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بندہ کے لئے مستحب ہے کہ سحری کو ترک نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سحری کھانے میں برکت ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میری امت کو چاہیئے کہ سحری کو ترک نہ کرے اگرچہ ردی کھجور کے ساتھ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص روزہ رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لیے سحری کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جہاں تک ماہِ رمضان کا تعلق ہے تو اس میں تو فضیلت سحری میں ہے اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ ہو۔ ہاں البتہ مستحبی روزہ میں جو کھانا چاہے وہ کھالے اور جو نہ کھانا چاہے وہ بے شک نہ کھائے کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سحری کھاؤ۔ اگرچہ پانی کے چند گھونٹ ہوں۔ آگاہ باشید! سحری کھانے والوں پر خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (التہذیب، الامالی للطوسیؒ، المقنعہ)

۷۔ رفاعہ بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دن کے روزہ پر سحری کھانے سے اور دن کو قیلولہ کر کے رات کے جاگنے پر مدد حاصل کرو۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنع، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ حسین بن سعید بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگ سحری کھاتے اور پانی کے سوا اور کسی چیز پر روزہ افطار نہ کرتے تو بخدا ساری زندگی روزہ رکھنے پر قادر ہو جاتے۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنعہ)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: خدا اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر اور سحری کے وقت استغفار کرنے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔ پس چاہیئے کہ تم ضرور سحری کھاؤ۔ اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ ہو۔ (الفقیہ، المقنع، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۹ مما یمسک عنہ الصائم میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

ستو، خرما، کشمش اور پانی کے ساتھ سحری کھانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہاری سحریوں میں سے افضل سحری ستو اور خرما ہے۔(التہذیب)

۲۔ جابر (جعفی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سیاہ چیزوں پر روزہ افطار کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ دو سیاہ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: خرما اور پانی۔ اور کشمش اور پانی اور انہی دو چیزوں کی سحری کھاتے تھے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے فرمایا: سحری کھانا مستحب ہے اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ سے ہو۔(المقنعہ)

۴۔ شیخ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ افضل سحری خرما اور ستو ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہی چیزوں کی سحری کھاتے تھے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶

افطاری کے وقت روزہ دار کے لیے منقولہ وغیرہ دعا پڑھنا اور سورۂ قدر کی تلاوت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روزہ افطار کرتے تھے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ﴿اللّٰھم لک صمنا و علیٰ رزقک افطرنا فتقبلہ منا ذھب و ابتلت العروق و بقی الاجر﴾۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

۲۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان میں ہر رات افطار کے وقت یہ دعا پڑھو: ﴿الحمد للّٰہ الذی اعاننا فصمنا و رزقنا فافطرنا اللّٰھم تقبل منا و اعنا علیہ و سلّمنا فیہ و تسلّمہ منا فی یسر منک و عافیۃ الحمد للّٰہ الذی قضیٰ عنا یومًا من شھر

رمضان﴾۔(الفروع، الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن میمون قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت علی علیہ السلام کے غلام قنبر آنجنابؑ کی افطاری لائے یعنی ایک تھیلی جس میں ستو تھے جب پینے کا ارادہ فرمایا تو یہ دعا پڑھی: ﴿بسم الله اللّٰهم لک صمنا و علی رزقک افطرنا فتقبل منا انک انت السمیع العلیم﴾۔(التہذیب، مصباح المتہجد)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ وحضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ معصوم علیہ السلام کا قول پیش کرتے ہیں فرمایا: افطاری کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔(الفقیہ، المقنعہ)

۵۔ جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص روزہ رکھے اور افطاری کے وقت یہ دعا پڑھے وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو جاتا ہے جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ دعا یہ ہے: ﴿یا عظیم یا عظیم انت الٰهی لا الٰه غیرک اغفرلی الذنب العظیم انه لا یغفر الذنب العظیم الا العظیم﴾۔(الاقبال)

۶۔ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: جو شخص سحری اور افطاری کے وقت سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کی تلاوت کرے وہ ان دو وقتوں کے درمیان ایسا سمجھا جائے گا جیسے کوئی (مجاہد) راہِ خدا میں اپنے خون میں لت پت ہو۔(ایضاً)

۷۔ سید فرماتے ہیں کہ جناب محمد بن ابوقرہ اپنی کتاب (عمل شہر رمضان) میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر روزہ دار کی افطاری کے وقت ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے پس جب پہلا لقمہ توڑے تو یہ دعا پڑھے: ﴿بسم الله یا واسع المغفرة اغفرلی﴾۔(ایضاً)

۸۔ فرمایا: ایک اور روایت میں یوں وارد ہے: ﴿بسم الله الرحمٰن الرحیم یا واسع المغفرة اغفرلی﴾ جو شخص افطاری کے وقت یہ دعا پڑھے گا اسے بخش دیا جائے گا۔(ایضاً)

باب ۷

افطاری پر نماز کا مقدم کرنا مستحب ہے مگر یہ کہ کوئی افطاری کے سلسلہ میں اس کا کوئی منتظر ہو یا اس کا نفس اس سے نزاع کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے دریافت کیا گیا کہ آیا افطاری نماز سے پہلے کرنی چاہیئے یا اسکے بعد؟ فرمایا: اگر اس کے ہمراہ کچھ لوگ ہیں جن کے بارے میں اسے اندیشہ ہے کہ یہ ان کو رات کے کھانے میں رکاوٹ کا باعث ہوگا۔ تو پھر ان کے ہمراہ افطار کر لے۔ اور اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھے۔ پھر روزہ افطار کرے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ماہِ رمضان میں پہلے نماز پڑھ۔ پھر روزہ افطار کر۔ مگر یہ کہ تم کچھ لوگوں کے ہمراہ ہو جو تمہارے ہمراہ افطار کرنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ پس اگر تو ان کے ہمراہ افطار کرنے کا عادی ہے تو پھر اپنے معمول کی خلاف ورزی نہ کر اور افطار کر کے نماز پڑھ۔ اور اگر یہ صورت حال نہ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھ۔ راوی نے عرض کیا: ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: دو فرض اکٹھے ہو گئے ہیں: (۱) افطار۔ (۲) نماز۔ تو ان میں سے افضل سے ابتداء کر۔ اور افضل نماز ہے۔ پھر فرمایا: نماز پڑھ جبکہ تو روزہ سے ہے تو اس طرح تیری نماز لکھی جائے گی۔ اور اس کا خاتمہ روزہ سے کر۔ تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ (التہذیب، المصباح، المقنعہ)

۳۔ عبد اللہ بن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر روزہ دار میں طاقت ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ نماز پڑھ کر روزہ افطار کرے۔ (التہذیب، الاقبال)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ اگر تم افطار سے پہلے سوچ سمجھ کر اپنے تمام حدود و قیود کے ساتھ نماز پڑھنے پر قادر ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ پہلے نماز پڑھو اور پھر روزہ افطار کرو۔ اور اگر تمہارا نفس افطاری کے لیے تم سے جھگڑ رہا ہے اور تمہاری خواہش تمہیں نماز سے باز رکھ رہی ہے تو پھر پہلے روزہ افطار کرو تا کہ نفس لوامہ کا وسواس دور ہو جائے۔ مگر یہ ہے کہ یہ افطاری اس قدر طوالت نہ کھینچ جائے کہ نماز کا وقت ہی نکل جائے۔ (المقنعہ)

باب ۸

جب کوئی بندۂ مؤمن غروب آفتاب سے پہلے اگرچہ عصر کے بعد ہو افطار کی خواہش کرے تو مستحبی روزہ کھول دینا مستحب ہے۔ ہاں البتہ روزہ کو اس سے چھپانا چاہیئے۔ اور روزہ مکمل کرنے سے اس کی دعوت پر کھول دینا افضل ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نجم بن حطیم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (مستحبی) روزہ کی نیت کرے۔ اور پھر اپنے (مؤمن) بھائی کے پاس جائے اور وہ اس سے روزہ کھولنے کی استدعا کرے۔ تو روزہ کھول کر اسے خوش کرے۔ اس طرح ایک روزہ دس دن کا روزہ شمار کیا جائے گا۔

اور یہی ہے خداوند عالم کا فرمان ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (جو شخص ایک نیکی بجالائے گا۔ اسے دس نیکیوں کا ثواب عطا کیا جائے گا)۔ (الفروع)

۲۔ صالح بن عبداللہ خثعمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص روزہ کی نیت کرتا ہے اور اس کا ہم مذہب بھائی اسے ملتا ہے (اور اسے روزہ کھولنے کی دعوت دیتا ہے) آیا اس کے پاس روزہ کھول دے؟ فرمایا: اگر مستحبی ہے تو کافی ہے۔ اُس کا شمار کیا جائے گا اور اگر کسی فرض روزہ کی نیت کی ہے (تو بھی کھول دے زیادہ سے زیادہ) اس کی قضا کرنی پڑے گی۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارا مؤمن بھائی کو روزہ کھلوانا اور اسے خوش کرنا تمہارے خود مستحبی روزہ رکھنے سے افضل ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۴۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو روزہ دار اپنے برادرِ مؤمن کے پاس جائے اور (اس کی دعوت طعام پر) اس پر احسان کرتے ہوئے اس کے پاس روزہ کھول دے اور اسے یہ نہ بتائے کہ اسے روزہ ہے تو خداوند عالم تو اس کے لئے ایک سال کے روزہ کا ثواب لکھے گا۔

(الفروع، الفقیہ، علل الشرائع، ثواب الاعمال، المحاسن)

۵۔ داؤد رقی ؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارا اپنے مؤمن بھائی کے گھر روزہ افطار کر دینا تمہارے روزہ رکھنے سے ستر گنا یا (فرمایا) نوے گنا افضل ہے۔ (ایضاً)

۶۔ علی بن جندب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہوں جو کھانا کھا رہے ہوتے ہیں جبکہ میں روزہ سے ہوں اور نماز عصر پڑھ چکا ہوں اور وہ مجھے دعوت افطار دیتے ہیں تو؟ فرمایا: افطار کر دو کہ یہ (روزہ مکمل کرنے سے) افضل ہے۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن جندب سے اور وہ بعض صادقین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مستحبی روزہ رکھے ہوئے ہو اور اپنے برادر مؤمن کے پاس جائے اور (اس کی دعوت پر اس کے ہاں) روزہ افطار کر دے تو خدا اسے دو اجر دے گا ایک روزہ رکھنے کی نیت کا اور دوسرا مؤمن کو خوش کرنے کا۔

(علل الشرائع)

۸۔ جناب احمد بن ابوعبداللہ البرقی ؒ باسناد خود حسین بن حماد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک شخص کے پاس جاتا ہوں جبکہ میں روزہ سے ہوتا ہوں اور مجھ سے کہتا ہے کہ افطار کر تو؟ فرمایا: اگر اسے تمہارا روزہ کھولنا زیادہ پسند ہے۔ (اصرار کر رہا ہے) تو کھول

دو۔ (المحاسن)

۹۔ اسماعیل بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنے بعض اصحاب کے پاس جاتا ہوں جبکہ اس دن مجھے روزہ ہوتا ہے اور وہ مجھے دعوت دیتا ہے تو؟ فرمایا: اس کی دعوت قبول کر کے روزہ کھول دے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حسین بن حماد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم روزہ سے ہو اور تمہارا (مؤمن) بھائی تم سے کہے کھانا کھاؤ تو کھالو۔ اور اسے مجبور نہ کرو کہ وہ تمہیں قسم دے۔ (ایضاً)

۱۱۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہارے اپنے برادرِ مؤمن کو روزہ افطار کرانا اور اسے خوش کرنا روزہ رکھنے سے بڑا ہے۔ اور اس کا ثواب زیادہ ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم اپنے برادر (مؤمن) کے گھر میں داخل ہو تو اب تمہارا حکم نہیں چلے گا۔ (بلکہ اس کا حکم چلے گا)۔ (ایضاً)

باب ۹

روزہ دار کا کھانا کھانے والے کے پاس حاضر ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلمۂ سمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی روزہ دار کسی جماعت یا کسی شخص کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھے تو اس کا ہر موئے بدن خدا کی تسبیح کرتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: جو کوئی روزہ دار کسی گروہ کے پاس جائے جو کھانا کھا رہے ہوں (اور یہ صبر کرے) تو اسکے تمام اعضاء خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور ملائکہ اس پر صلوات پڑھتے ہیں اور ملائکہ کی صلوات سے مراد یہ ہے کہ اس کیلئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال، الآمالی)

باب ۱۰

کسی میٹھی چیز یا تازہ کھجور کا پانی بالخصوص خالص پانی، یا خرما، شکر (کھانڈ) یا کشمش یا دودھ یا ستو پر روزہ افطار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن قداح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تازہ کھجور کے زمانہ میں اس سے اور خشک خرما کے زمانہ میں اس سے روزہ افطار کرتے تھے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب روزہ رکھتے اور افطاری کے وقت کوئی میٹھی چیز نہ پاتے تو پھر پانی کے ساتھ روزہ افطار فرماتے تھے۔ (الفروع)

۳۔ ابن ابی عمیر ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص خالص پانی کے ساتھ روزہ افطار کرے تو اس کا جگر صاف ہو جاتا ہے، دل سے گناہ ڈھل جاتے ہیں اور اس کی بصارت تیز ہو جاتی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن سنان ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانی کے ساتھ روزہ افطار کرنا دل سے گناہوں کو دھوڈالتا ہے۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۵۔ عبداللہ بن مسکان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے کسی میٹھی چیز کے ساتھ روزہ افطار کرتے تھے۔ اگر ایسی کوئی نہ ملتی تو شکر اور دانہ ہائے خرما کے ساتھ۔ اور اگر ان میں سے کوئی چیز نہ ملتی تو پھر خالص پانی کے ساتھ افطار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ معدہ کا تنقیہ کرتا ہے، بوئے دہان اور دہان کو خوشبودار بناتا ہے، بصارت کو تیز کرتا ہے اور گناہوں کو دھوتا ہے اور برافروختہ رگوں کو ساکن کرتا ہے اور سوداء وصفراء کی خلط کو قطع کرتا ہے، بلغم کو قطع کرتا ہے اور حرارتِ معدہ کو بجھاتا ہے اور دردِ سر کو دور کرتا ہے۔ (الفروع، المقنعہ)

۶۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام اس بات کو پسند کرتے تھے کہ دودھ سے روزہ افطار کریں۔ (التہذیب)

۷۔ عبداللہ بن میمون القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا غلام قنبر آنجنابؑ کی افطاری لے کر آیا۔ جو ایک تھیلی تھی۔ جس میں کچھ ستو تھے۔ جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر ایک شخص نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! یہی تو بخل ہے! آپ اپنے افطاری پر مہر لگاتے ہیں؟ (کہ کوئی اور نہ کھائے) فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ہنسے۔ اور فرمایا: (میں اس لیے مہر لگاتا ہوں تاکہ اس میں کوئی چیز داخل نہ کر دی جائے کیونکہ) میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میرے پیٹ میں وہ چیز داخل ہو جس کا راستہ (کمائی) مجھے معلوم نہ ہو۔ (ایضاً)

۸۔ جناب شیخ حسن بن فضل الطبرسیؒ بیان کرتے ہیں کہ روایت میں وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرما پر روزہ افطار کرتے تھے اور جب شکر مل جاتی تھی تو اس پر افطار کرتے تھے۔ (مکارم الاخلاق، المقنعہ)

۹۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب آدمی روزہ رکھتا ہے تو اس کی آنکھیں قدرے اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہیں اور جب کسی شیرینی پر افطار کرتا ہے تو اپنی جگہ پلٹ آتی ہیں۔ (المقنعہ)

۱۰۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کسی میٹھی چیز پر روزہ افطار کرو اور اگر وہ نہ مل سکے تو پھر پانی پر افطار کرے۔ کیونکہ وہ پاک ہے اور پاک کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ فرماتے ہیں مروی ہے کہ ٹھنڈے پانی پر روزہ افطار کرنے میں فضیلت ہے کیونکہ یہ صفراء کو ساکن کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص حلال کے خرما پر روزہ افطار کرے تو اس کی ایک نماز میں چار سو نمازوں کا اضافہ کیا جائے گا۔ (الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں تو فی الجملہ اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۱

روزہ دار کے لیے اپنے کان، آنکھ، بال، چمڑے اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کو مکروہات سے بچانا مستحب اور محرمات سے بچانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارے کان، تمہاری آنکھ، بال، تمہارا چمڑا جبکہ امام علیہ السلام نے اور بھی کچھ اعضاء شمار کرکے فرمایا: یہ سب بھی روزہ رکھیں (خلاصہ یہ کہ) تمہارے روزہ کا دن تمہارے افطار والے دن کی مانند نہیں ہونا چاہیئے۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنعہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا: اے جابر! یہ ماہِ رمضان ہے جو شخص اس کے دن میں روزہ رکھے اور رات کا کچھ حصہ (عبادت میں) کھڑا رہے۔ اور اپنے شکم اور شرمگاہ کو حرام

کاری سے بچائے۔ اور اپنی زبان کو (فضول باتوں سے) روکے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح وہ مہینہ سے نکل جائے گا۔ جابر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ حدیث کس قدر اچھی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! یہ شروط کس قدر سخت ہیں؟ (الفروع، التہذیب، ثواب الاعمال، المقنعہ)

۳۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ صرف کھانا نہ کھانے اور پانی نہ پینے کا نام نہیں ہے پھر فرمایا: حضرت مریم علیہا السلام نے کہا: ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ یعنی (میں نے خدا کے لیے روزہ اور خاموشی کی منت مانی ہے) پس جب روزہ رکھو تو اپنی زبانوں کی حفاظت کرو اور اپنی آنکھوں کو جھکائے رکھو نہ آپس میں نزاع کرو اور نہ حسد کرو۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روزہ دار عورت کو اپنی لونڈی کو گالیاں دیتے ہوئے سنا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا طلب فرمایا۔ اور اس عورت سے کہا: کھا۔ اس نے عرض کیا: میں تو روزہ سے ہوں! فرمایا: تو کس طرح روزہ سے ہوسکتی ہے جبکہ اپنی لونڈی کو گالیاں دے رہی تھی؟ (پھر فرمایا) روزہ کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: پس جب روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارے کان اور آنکھ بھی حرام اور قبیح کاموں سے روزہ رکھیں۔ اور جھگڑے اور نوکر کو اذیت پہنچانے سے اجتناب کرو۔ اور تم پر روزہ دار کا وقار ہونا چاہیئے۔ (الغرض) تمہارے روزہ کا دن تمہارے افطار والے دن کی مانند نہیں ہونا چاہیئے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، المصباح)

۴۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ روزہ صرف کھانے پینے سے پرہیز کرنے کا نام نہیں ہے جناب مریم علیہا السلام نے کہا: ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ تو ان کی صوم سے مراد خاموشی تھی۔ لہٰذا تم (روزہ کی حالت میں) اپنی زبانوں کی حفاظت کرو۔ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو۔ آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ اور نہ باہم حسد کرو۔ کیونکہ حسد کرنا ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک خطبہ میں فرمایا: جو شخص خاموشی اختیار کرے اور اپنے کان، آنکھ، زبان، شرمگاہ اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کو جھوٹ، حرام اور غیبت سے روکے محض قرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے تو خدا اسے اس قدر قرب عطا فرمائے گا کہ اس کے گھٹنے جناب خلیل خدا علیہ السلام کے گھٹنوں کو چھوئیں گے۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ صرف کھانے اور پینے سے اجتناب کرنے کا نام نہیں ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ ماہِ رمضان وغیرہ میں اپنی

زبان کی لغو اور باطل (بے ہودہ) باتوں سے حفاظت کرے۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص قربۃً الی اللہ ماہِ رمضان کا روزہ رکھے اور لوگوں سے اپنے کان، آنکھ اور زبان کو روکے تو خداوند عالم اس کے روزہ کو قبول کرے گا اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے گا۔ اور اسے صبر کرنے والوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (المقنعہ)

۸۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے کم از کم روزہ دار پر جو چیز فرض کی ہے وہ کھانے اور پینے کو ترک کرنا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب سید بن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض اصحاب کے اصول میں دیکھا ہے ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک جھوٹ بولنا، یکے بعد دیگرے (نامحرم پر) نگاہ کرنا اور ظلم خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ روزہ کو توڑ دیتا ہے۔ (الاقبال)

۱۰۔ محمد بن عجلان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ صرف اس چیز کا نام نہیں ہے کہ نہ کچھ کھائے اور نہ پئے۔ لیکن جب روزہ رکھو تو چاہیئے کہ تمہارا کان، آنکھ، زبان، شکم اور شرمگاہ بھی روزہ رکھے۔ اور اپنے ہاتھ اور شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ اور سوائے خیر و خوبی کے باقی خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے نوکر سے نرمی برتو۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب احمد بن محمد اپنے نوادر میں جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم روزہ کی حالت میں صبح کرو۔ تو چاہیئے کہ تمہارا کان اور تمہاری آنکھ بھی حرام کام سے روزہ رکھے۔ اور تمہارے تمام اعضاء و جوارح قبیح کاموں سے روزہ رکھیں۔ اور یادہ گوئی اور خادم کو اذیت پہنچانے سے اجتناب کرو۔ اور چاہیئے کہ تم پر روزہ دار کا وقار ہو۔ اور جس قدر ہو سکے ذکر خدا کے سوا صمت و خاموشی کو لازم پکڑو۔ اور اپنے روزہ کے دن کو اپنے افطار والے دن کی مانند نہ بناؤ۔ خبردار! بوس و کنار کرنے اور قہقہہ لگانے سے اجتناب کرو کیونکہ خداوند عالم اس سے نفرت کرتا ہے۔ (نوادرِ احمد بن عیسیٰ)

۱۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ صرف کھانے اور پینے سے باز رہنے کا نام نہیں ہے بلکہ روزہ کی ایک شرط ہے جس کی رعایت لازم ہے تاکہ روزہ مکمل ہو۔ اور وہ شرط خاموشی ہے کیا تم جناب مریم علیہا السلام کا یہ قول نہیں سنتے؟ فرمایا: ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا﴾ (میں نے خدا کیلئے روزہ یعنی خاموشی کی منت مانی ہے اس لیے میں کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی)

پس تم جب روزہ رکھو تو جھوٹ بولنے سے اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھو۔ اور آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ حسد نہ کرو۔ غیبت نہ کرو۔ ریاکاری نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ مخالفت نہ کرو۔ گالم گلوچ نہ دو۔ برے ناموں سے یاد نہ کرو اور مجادلہ نہ کرو۔ نہ ظلم و جور کرو۔ نہ احمقانہ کام کرو۔ اور یادِ خدا اور نماز سے غفلت نہ کرو۔ اور خاموشی، حلم و بردباری، صبر و ضبط اور صداقت اور شریر لوگوں سے علیحدگی کو لازم پکڑو۔ اور قول زور (غنا)، جھوٹ، افتراء پردازی لڑائی جھگڑا، بدگمانی، غیبت اور چغلخوری سے اجتناب کرو۔ اپنی توجہ کا مرکز آخرت کو بناؤ۔ اور اپنے (اچھے) دنوں کا انتظار کرو۔ اور خدا نے تم سے (جنت کا) جو وعدہ کیا ہے ان کے منتظر رہو۔ اور بارگاہ ایزدی میں حاضری کیلئے زادِ راہ (تقویٰ) مہیا کرو۔ اور تم پر سکینہ و وقار اور خشوع و خضوع اور ایک ایسے بندہ کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں جو اپنے مولا و آقا سے خائف و ترساں ہو۔ تم امیدوار، بیم و خوف کا شکار (خدا کے ثواب میں) راغب، (اس کے عذاب سے) خائف رہو۔ درانحالیکہ تم نے اپنے دلوں کو عیوب و نقائص سے پاک کر لیا ہو، اور تمہارا باطن کینگی سے صاف ہو چکا ہو اور جسم کثافات سے شفاف ہو چکا ہو، خدا کی دشمنی سے تم بیزار خفیہ و اعلانیہ ہو، روزہ میں خاموشی خدا کی تمام ممنوعہ چیزوں سے اختیار کر کے خدا سے محبت کا اظہار کیا۔ اور ظاہر و باطن میں خدا سے اس طرح خوف و خشیہ اختیار کیا ہو جس طرح اس کا حق ہے۔ اور روزہ کے دنوں میں تم نے اپنا نفس خدا کو ھبہ کر دیا ہو۔ اور اپنے دل و دماغ کو صرف اس کی ذات کیلئے فارغ کر دیا ہو۔ اور جن چیزوں کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے اور جن کی طرف تمہیں بلایا ہے۔ ان کیلئے اپنے نفس کو کھڑا کر دیا ہو اور (ادائیگی کی کوشش میں لگا دیا ہو) جب تم ایسا کرو گے تو تب یہ سمجھا جائے گا کہ تم حقیقی روزہ دار ہو اور جس چیز کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے تم اس کے بجالانے والے ہو اور جن امور کا میں نے تذکرہ کیا ہے جب بھی تم ان میں کسی قسم کی کمی کرو گے تو تمہارے روزہ میں اتنی کمی واقع ہو جائے گی۔ روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں ہے۔ خدا نے تو روزہ کو تمام قولی و فعلی فواحش و منکرات سے بچنے کا حجاب (پردہ) قرار دیا ہے۔ (پھر فرمایا: حقیقی) روزہ دار کس قدر کم ہیں؟ اور بھوکے کس قدر زیادہ ہیں؟ (ایضاً)

۱۴۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار جو چاہے کرے اسے کوئی چیز ضرر و زیاں نہیں پہنچاتی۔ جب تین چیزوں سے اجتناب کرے: (۱) کھانا پینا، (۲) پانی میں غوطہ لگانا۔ (۳) عورتیں اور تمام قولی و فعلی فواحش و منکرات۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ از ممایمسک عنہ الصائم میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ و ۱۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

روزہ دار کے لیے جھگڑا کرنا، جہل و نادانی کا ارتکاب کرنا اور قسم کھانا مکروہ ہے اور اس کے لیے دوسروں کی جہالت اور سب و شتم کو برداشت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مہینہ میں تین (مستحبی) روزے رکھے تو نہ تو کسی سے جھگڑا کرے، نہ جہل و نادانی کا اظہار کرے اور نہ خدا کے نام کی قسمیں کھائے اور اگر کوئی اس کے ساتھ جہالت کا برتاؤ برتے تو یہ اسے برداشت کرے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کسی روزہ دار کو گالی دی جائے اور وہ جواب میں کہے: ﴿سلام علیک﴾ (تم پر خدا کی سلامتی ہو) (میں روزہ دار ہونے کی وجہ سے) تمہیں اس طرح گالی نہیں دے سکتا۔ جس طرح تو مجھے دے رہا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ: میرے بندہ نے روزہ کے ساتھ میرے بندہ کے شر سے پناہ مانگی ہے تو میں اسے آتش جہنم سے پناہ دیتا ہوں۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن مسلم سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص روزہ کی حالت میں صبح کرے اور اسے گالی دی جائے مگر وہ جواب میں کہے: میں روزہ دار ہوں۔ ﴿سلام علیک!﴾ تو خداوند عالم فرماتا ہے: میرے بندہ نے میرے بندہ سے روزہ کی پناہ لی ہے۔ (اے فرشتو!) اسے میری جہنم سے پناہ دو۔ اور اسے میری جنت میں داخل کرو۔ (الآمالی، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

رات کے وقت، روزہ کی حالت میں اور ماہ رمضان میں شعر پڑھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ برحق شعر ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ: میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: روزہ دار کے لیے، محرم کے لیے، حرم کے اندر، جمعہ کے دن اور رات میں شعر پڑھنا مکروہ ہے۔ راوی نے عرض کیا: اگر چہ شعر حق ہو؟ فرمایا: ہاں اگر چہ شعر حق ہو۔ (التہذیب)

۲۔ اسی سابقہ سلسلۂ سند سے حماد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات میں شعر نہ پڑھا جائے۔ اور نہ ہی ماہِ رمضان میں پڑھا جائے۔ دن ہو یا رات! (امامؑ کے صاحبزادے) اسماعیل نے عرض کیا: بابا جان! اگر چہ ہمارے حق میں ہو؟ فرمایا: ہاں اگر چہ ہمارے حق میں ہو! (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب جمعہ (باب ۵۱، ج ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

روزہ کی حالت میں ''رفث'' مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے میرے لئے چھ خصلتوں کو مکروہ قرار دیا ہے اور میں ان کو اپنے بعد اپنی اولاد میں سے اپنے اوصیاء اور ان کے اتباع و اشیاع کے لیے ان کو مکروہ قرار دیتا ہوں۔ منجملہ ان کے ایک روزہ میں ''رفث'' ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ جناب احمد بن محمد البرقیؒ باسناد خود محمد بن سلیمان دیلمی سے اور وہ اپنے والد (سلیمان) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ چھ خصلتیں خدا نے میرے لیے مکروہ قرار دی ہیں اور میں ان کو اپنی ذریت میں ائمہ ہدیٰ کے لیے مکروہ قرار دیتا ہوں اور چاہیئے کہ ائمہؑ اپنے اتباع کے لیے انہیں مکروہ قرار دیں۔ منجملہ ان کے ایک روزہ میں ''رفث'' ہے۔ راوی نے عرض کیا: روزہ میں رفث کیا ہے؟ فرمایا: وہی چیز ہے جسے خدا تعالیٰ نے جناب مریم علیہا السلام کے لیے مکروہ قرار دیا تھا۔ ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا﴾۔ پھر راوی نے عرض کیا کہ انہوں نے کس چیز سے روزہ رکھا تھا؟ فرمایا: جھوٹ بولنے سے (یعنی رفث سے مراد جھوٹ ہے)۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ رفث بمعنٰی جماع بھی وارد ہوا ہے۔ بنابریں یہاں کراہت کے معنٰی حرمت کے ہوں گے (کیونکہ روزہ کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے)۔

کس شخص کا روزہ صحیح ہے اس کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تیس (۳۰) باب ہیں)

باب ۱

جب شرائط پائے جائیں تو سفر میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے اگرچہ رکھنے کی طاقت ہو اور اس کی قضا لازم ہے اگرچہ رکھا بھی ہو۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: نماز، زکوٰۃ، حج اور ولایت جب تک ان کو ادا نہ کیا جائے کوئی دوسری چیز ان کی جگہ فائدہ نہیں دیتی۔ اور جب روزہ (بیماری وغیرہ کی وجہ سے) فوت ہو جائے، یا سفر کی وجہ سے قصر کرو تو اتنے دن کی قضا کرو گے۔ اور اس گناہ کے عوض صدقہ دو گے۔ اور تم پر قضا نہیں ہے۔ (الاصول، المحاسن)

۲۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجناب علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جہاں تک سفر اور بیماری میں روزہ رکھنے کا تعلق ہے؟ اس میں عامہ نے اختلاف کیا ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے: رکھے گا، دوسرا گروہ کہتا ہے: نہیں رکھے گا۔ اور تیسرا گروہ کہتا ہے کہ آدمی کو اختیار ہے چاہے تو رکھے اور چاہے تو نہ رکھے! مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ان دونوں صورتوں (سفر و مرض) میں روزہ افطار کرے گا اور اگر سفر یا مرض کی حالت میں روزہ رکھے تو اس پر قضا واجب ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (تم میں سے جو شخص سفر میں ہو یا بیمار ہو تو وہ اتنے دن کے روزے رکھے گا) فرمایا: یہ ہے روزہ کی تفصیل۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گروہ کو ''گنہگار'' قرار دیا تھا اور وہ قیامت تک گنہگار رہیں گے اور ہم آج تک ان کی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو بھی جانتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس وقت روزہ رکھا تھا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصر کرکے افطار کیا تھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ یحییٰ بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان کے دوران سفر میں روزہ رکھنے والا ایسا (ہی گنہگار) ہے جیسے حضر میں نہ رکھنے والا! پھر فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آیا میں ماہِ رمضان کے روزے سفر میں رکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ! عرض کیا: یا رسول اللہؐ! یہ میرے لیے بالکل آسان ہیں؟ فرمایا: خداوند عالم نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کو روزہ نہ رکھنے کی خیرات دی ہے! آیا تم میں سے کوئی شخص اس چیز کو پسند کرے گا۔ کہ اسے کوئی چیز خیرات میں دی جائے اور وہ اسے واپس کر دے؟ (الفروع، الفقیہ، علل الشرائع، التہذیب)

۵۔ ابان بن تغلب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں کہ جب سفر کرتے ہیں تو روزہ افطار کرتے ہیں (اور نماز) قصر کرتے ہیں! اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، اور جب کوئی برائی کرتے تو استغفار کرتے ہیں، اور میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جو ناز و نعمت میں پیدا ہوئے ہیں اور اس میں پلے ہیں، کھاتے ہیں تو عمدہ طعام اور پہنتے ہیں تو نرم لباس۔ مگر جب کلام کرتے ہیں تو سچ نہیں بولتے (یا ان کی تصدیق نہیں کی جاتی ہے)۔
(الفروع، الفقیہ، المقنع)

۶۔ عیص بن قاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ماہِ رمضان میں سفر کرے تو روزہ افطار کرے گا۔ پھر فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ رمضان میں مدینہ سے مکہ کا سفر کیا۔ اور کچھ لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے جن میں کچھ پیادہ بھی تھے۔ جب آپ بمقام "کرع الغمیم" پہنچے اور ظہر و عصر کا درمیانی وقت تھا تو آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور اسے پی کر روزہ افطار کر لیا۔ مگر کچھ لوگ اپنے روزہ پر قائم رہے۔ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "گنہگار" نام رکھا۔ کیونکہ آنجنابؐ کے آخری حکم کو لیا جاتا ہے اور اس پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۷۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت مبارکہ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: یہ آیت کس قدر واضح ہے؟ کہ جو شخص ماہِ رمضان میں حاضر ہو وہ روزہ رکھے اور جو مسافر ہو وہ روزہ نہ رکھے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۸۔ محمد بن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر کوئی شخص سفر میں روزہ کی حالت میں مرجائے! تو میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے

پوچھا گیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں سفر کرتا ہے اور روزہ رکھتا ہے؟ فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔
(التہذیب کذا عن الصادق علیہ السلام، الفقیہ)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عالم نے مجھے اور میری امت کو ایک ایسا ہدیہ دیا ہے جو کسی بھی امت کو نہیں دیا۔ یہ صرف خدا کی طرف سے ہماری عزت و عظمت کی خاطر ہے! لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ ہدیہ کیا ہے؟ فرمایا: سفر میں روزہ کا افطار کرنا اور نماز کا قصر کرنا۔ پس جو کوئی ایسا نہیں کرتا تو گویا وہ خدا تعالیٰ کے ہدیہ کو ٹھکراتا ہے۔ (علل الشرائع، الخصال)

۱۱۔ جناب سید مرتضیٰؒ اپنے رسالہ "المحکم والمتشابہ" میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے عزیمت کے بعد رخصت کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: اس کی مثال خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ پس فریضہ عزیمہ جو ایک صحیح و سالم آدمی پر لازم تھا۔ وہ ضرورت کی وجہ سے بوجہ تفضل خداوندی ختم ہو گیا۔ (المحکم والمتشابہ)

۱۲۔ جناب شیخ طبرسیؒ فرماتے ہیں: صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ سفر میں روزہ افطار کرنا واجب ہے۔ اور یہی بات ہمارے آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۳، باب ۱۰ و ۱۷ و ۲۲ از نمازِ مسافر میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۲ و ۳ و ۴ اور ۲۰ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے روزہ رکھے وہ کافی نہیں ہے اور اس کی اس پر قضا واجب ہے اور اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے رکھے تو پھر کافی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جو شخص سفر میں ماہِ رمضان کا روزہ رکھے۔ وہ کافی نہیں ہے اور اس پر قضا واجب ہے۔ (التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص سفر میں ماہِ رمضان کے روزے رکھتا رہا تو؟ فرمایا: اگر اس تک یہ بات نہیں پہنچی تھی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے تو اس کا روزہ کافی ہے اور اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ عبیداللہ بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک شخص نے سفر میں روزہ رکھا تو؟ فرمایا: اگر اس تک یہ بات پہنچ چکی تھی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی ممانعت کی ہے (اور اس کے باوجود رکھا) تو اس پر قضا واجب ہے۔ اور اگر اس تک یہ بات نہیں پہنچی تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مامون عباسی کو لکھا: جب تم نماز قصر کرو گے تو وہاں روزہ افطار کرو گے اور جو شخص افطار نہ کرے تو اس کا سفر والا روزہ کافی نہ ہوگا کیونکہ سفر میں روزہ واجب نہیں ہے۔ (عیون الاخبار)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود لیث مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ماہِ رمضان میں سفر کرے تو روزہ افطار کرے گا اور اگر جہالت و لاعلمی کی وجہ سے رکھے تو اس کی قضا نہیں کرے گا (وہی کافی ہے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

جب تک ماہِ رمضان کی تئیس (۲۳) راتیں گزر نہ جائیں تب تک اس ماہ میں سفر کرنا مکروہ ہے ماسوا کسی ضرورت کے یا سفر اطاعت کے جیسے سفر حج وعمرہ یا کسی مؤمن کی مشایعت کرنے، یا اس کا استقبال کرنے یا اسے الوداع کرنے کا سفر۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ماہِ رمضان داخل ہوا اور ایک شخص مقیم تھا اور (وطن) چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اچانک سفر کا پروگرام بن گیا۔ تو؟ امام علیہ السلام خاموش رہے! میں نے کئی بار اسی سوال کا تکرار کیا۔ تب فرمایا: اگر قیام کرے تو افضل ہے مگر کوئی ضروری کام ہو جس کے لئے سفر کرنا لازم ہو۔ یا اپنے مال کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں مقیم تھا اور اچانک سفر درپیش آ گیا جبکہ اس مقدس ماہ کے کچھ دن گزر چکے تھے تو؟ فرمایا: سفر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مگر روزہ نہ رکھے۔ بلکہ افطار کرے۔ (الفقیہ)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب ماہِ رمضان داخل ہو جائے تو سفر کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: نہ کرے۔ مگر وہ سفر جس کی میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ مکہ جائے (حج وعمرہ کے لیے)، جہاد فی سبیل اللہ کے لیے، مال کی حفاظت کے لیے جس کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو، یا اس بھائی کو بچانے کے لیے جس کی ہلاکت کا خوف ہو۔ (فرمایا) یہ ماں و باپ والا بھائی نہیں ہے (بلکہ اس سے دینی بھائی مراد ہے)۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے حدیث اربعماۃ میں فرمایا: جب ماہِ رمضان داخل ہو جائے تو بندہ کو سفر نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (جو ماہِ رمضان میں حاضر ہو وہ اس کا روزہ رکھے)۔ (الخصال)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص اپنے (دینی) بھائی کی مشایعت کے لیے دو یا تین دن کی مسافت تک نکلتا ہے تو؟ فرمایا: اگر ماہِ رمضان ہو تو روزہ افطار کرے! راوی نے عرض کیا: افضل کیا ہے گھر رہ کر روزہ رکھے یا اس کی مشایعت کرے اور روزہ کی قضا کرے؟ فرمایا: مشایعت کرے۔ کیونکہ اس صورت میں خدا نے اس سے روزہ ساقط کر دیا ہے۔ (المقنع)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان داخل ہو جائے تو اس میں خدا کی ایک شرط ہے کہ جو حاضر ہو وہ روزہ رکھے۔ پس جب ماہِ رمضان داخل ہو جائے تو آدمی کو سفر نہیں کرنا چاہیئے مگر حج یا عمرہ کے لیے، یا اپنے کو تلفی یا (دینی) بھائی کو ہلاکت سے بچانے کے لیے، مگر اسے اپنے بھائی کا مال تلف کرنے کے لیے نہیں نکلنا چاہیئے۔ ہاں البتہ جب تیئسویں (۲۳) کی رات گزر جائے تو پھر جہاں چاہے جا سکتا ہے۔ (التہذیب)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ماہِ رمضان داخل ہوتا ہے اور میں اس کے کچھ روزے بھی رکھ لیتا ہوں کہ یکایک حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کا خیال پیدا ہوتا ہے تو آیا سفر زیارت پر چلا جاؤں اور جاتے آتے روزہ افطار کروں؟ یا قیام کروں۔ یہاں تک کہ ماہِ رمضان ختم ہو جائے اور اس کے ایک دو دن بعد زیارت کے لیے جاؤں؟ فرمایا: قیام

کر (اور روزہ رکھ)۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان۔ یہ افضل ہے؟ فرمایا: ہاں! کیا تم قرآن میں نہیں پڑھتے کہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (جو شخص ماہِ رمضان میں حاضر ہو اسے چاہیئے کہ اس کا روزہ رکھے)۔ (ایضاً)

۸۔ حسین بن مختار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان میں سفر نہ کر۔ مگر حج یا عمرہ کیلئے، یا اس مال کی حفاظت کیلئے جس کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو۔ یا اس فصل کو کاٹنے کیلئے جس کے کاٹنے کا وقت آ گیا ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (نماز مسافر، باب ۱۰ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو فی الجملہ اس مقصد پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴

(سفر میں) روزہ افطار کرنے کی وہی شرطیں ہیں جو نماز کے قصر کرنے کی ہیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: سلسلہ ایک ہے۔ جب نماز قصر کرو تو روزہ افطار کرو۔ اور جب روزہ افطار کرو تو نماز قصر کرو۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: قصر اور افطار ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔ پس جو قصر کرے وہ افطار کرے۔ (التہذیب)

۳۔ جناب فاضل طبرسیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو سفر کرے وہ نماز قصر پڑھے گا اور روزہ افطار کرے گا۔ مگر یہ کہ وہ ایسا شخص ہو جس کا سفر (لہوی) شکار یا خدا کی کسی نافرمانی کیلئے ہو۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے نمازِ مسافر (باب ۱و۴و۷ وغیرہ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عموماً یا خصوصاً اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵

سفر میں شرط ہے کہ اس کی نیت رات سے کی جائے یا زوال سے پہلے کیا جائے ورنہ افطار جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان میں سفر کرے۔ اور دوپہر کے بعد نکلے تو اس پر اس دن کا روزہ واجب ہے اور وہ ماہِ رمضان کا روزہ شمار بھی کیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک روزہ دار شخص گھر سے سفر پر نکلتا ہے تو؟ فرمایا: اگر دوپہر سے پہلے نکلے تو روزہ افطار کرے اور اس کی قضا کرے اور اگر زوال کے بعد نکلے تو روزہ مکمل کرے۔ (ایضاً)

۳۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں سفر کرتا ہے وہ روزہ رکھے یا افطار کرے؟ فرمایا اگر زوال سے پہلے سفر کرے تو افطار کرے اور اگر زوال کے بعد نکلے تو پھر روزہ مکمل کرے۔ پھر فرمایا: یہ بات حضرت علی علیہ السلام کے اس فرمان سے معلوم ہوتی ہے، فرمایا: میں روزہ رکھتا ہوں اور (بوجہ سفر) افطار کرتا ہوں مگر جب زوال ہو جائے تو پھر مجھ پر حتمی ہو جاتا ہے یعنی روزہ۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو ماہِ رمضان میں صبح کے بعد اچانک سفر کرنا پڑ جائے تو کیا کرے؟ فرمایا: اس دن کا روزہ تمام کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام اس کی یہ توجیہہ کرتے ہیں کہ اس نے رات کو سفر کی نیت نہیں کی تھی۔

۵۔ سلیمان بن جعفر جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں سفر کی نیت کرتا ہے اور صبح کے بعد اپنے گھر سے نکلتا ہے تو؟ فرمایا: جب گھر میں صبح ہو جائے تو اس پر اس دن کا روزہ فرض ہے۔ مگر یہ کہ رات کی تاریکی میں نکلے۔ (ایضاً)

۶۔ رفاعہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں سفر کرنا چاہتا ہے تو؟ فرمایا: جب اسے اپنے شہر میں صبح ہو جائے اور پھر نکلے تو چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو افطار کرے۔ (التہذیب)

۷۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرے تو کیا کرے؟ فرمایا: جب فجر طلوع ہو جائے اور وہ ہنوز سفر پر روانہ نہ ہو۔ تو اس پر اس دن کا روزہ لازم ہے اور اگر طلوع فجر سے پہلے گھر سے روانہ ہو جائے تو پھر روزہ افطار کرے۔ اس پر روزہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۸۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان میں سفر کرنے کا ارادہ کرے لیکن وہ ہنوز گھر میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی تو اس پر اس دن کا روزہ لازم ہے۔ جب سفر کرے تو اسے صرف

روزہ افطار نہیں کرنا چاہیئے اور قصر و افطار جدا نہیں ہوتے، جب قصر کرے گا تو افطار بھی کرے گا۔ (ایضاً)

۹۔ علی بن یقطین حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا کہ جب کوئی مسافر ماہِ رمضان میں سفر کرنا چاہے تو آیا اپنے گھر میں روزہ افطار کر دے؟ فرمایا: جب رات سے سفر کرنے کا ارادہ تھا تو جب گھر سے روانہ ہوگا تو (حد ترخص کے بعد) روزہ افطار کرے گا۔ لیکن اگر رات سے ارادہ نہ تھا۔ اور دن کو اچانک پروگرام بنا۔ تو اس دن کا روزہ مکمل کرے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۱۰۔ صفوان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے گھر (کوفہ) سے نہروان کے سفر کے ارادہ سے نکلے کہ جائے گا اور واپس آئے گا۔ تو اسے چاہیئے کہ رات کو سفر کرنے اور روزہ افطار کرنے کی نیت کرے لیکن اگر اس حالت میں صبح کرے کہ سفر کا کوئی ارادہ نہ ہو ہاں البتہ صبح کے بعد ارادہ کرے تو (نماز تو) قصر کرے گا لیکن اس دن روزہ افطار نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابوبصیر روایت کرتے ہیں فرمایا: جب طلوع فجر کے بعد سفر پر نکلو مگر رات سے سفر کرنے کی نیت نہ کی ہو تو اس دن روزہ رکھو اور اسے ماہِ رمضان کا روزہ شمار کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اور اس کی ہم معنی روایات اس صورت پر محمول ہیں کہ جب آدمی زوال کے بعد سفر کرے (تب روزہ رکھے گا)۔

۱۲۔ ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب ماہِ رمضان کا سفر کا ارادہ ہو اور رات سے سفر کی نیت بھی کی ہو تو اب خواہ طلوع فجر سے پہلے نکلو یا اس کے بعد روزہ افطار کرو گے اور اس دن کی قضا کرو گے۔ (ایضاً)

۱۳۔ عبد الاعلیٰ مولی ال سام اس شخص کے بارے میں بیان کرتے ہیں جو ماہِ رمضان میں سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ کہا: روزہ افطار کرے گا اگرچہ غروب آفتاب سے پہلے گھر سے نکلے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں (کہ چونکہ یہ روایت مسلمہ روایات کے منافی ہے اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ روایت آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی امامؑ کی طرف منسوب نہیں ہے (لہٰذا حجت نہیں ہے) پھر (بنابر تسلیم) اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب رات سے سفر کی نیت ہو۔

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے: اگر زوال کے بعد سفر پر روانہ ہو تو روزہ افطار کرے اور اس دن کی قضا کرے۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ بھی اسی صورت پر محمول ہے کہ جب رات کو سفر کرنے کی نیت کی ہو۔

باب ۶

مسافر کے لیے سفر میں روزہ افطار کرنا جائز ہے اگر چہ اسے علم ہو کہ زوال سے پہلے گھر پہنچ جائے گا ہاں اگر سفر میں کچھ نہ کھائے پیے اور زوال سے پہلے گھر پہنچ جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور کافی ہے۔ اور اس صورت کا حکم جب جنابت کی حالت میں گھر وارد ہو؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب کوئی مسافر طلوع فجر سے پہلے کسی ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں دس روزہ قیام کا پروگرام ہو۔ تو اس پر اس دن کا روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر طلوع فجر کے بعد وہاں پہنچے تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے۔ اور اگر چاہے تو رکھ لے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ طلوع کے بعد پہنچنے کی صورت میں روزہ واجب نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سفر میں روزہ افطار کر سکتا ہے۔ نہ کہ وہاں پہنچنے کے بعد۔ **کما لا یخفٰی۔**

۲۔ رفاعہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں سفر سے واپس گھر آ رہا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ چاشت کے وقت یا اس سے کچھ دیر بعد گھر پہنچ جائے گا تو؟ فرمایا: اگر اسے گھر پہنچنے سے پہلے راستہ میں طلوع فجر ہو جائے تو اسے اختیار ہے چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو (سفر میں) افطار کرے۔ (ایضاً، کذا عن محمد بن مسلم عن الباقر علیہ السلام)

۳۔ احمد بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں زوال سے پہلے گھر پہنچ گیا جبکہ اس نے کوئی چیز نہیں کھائی پی تھی تو؟ فرمایا: روزہ رکھے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ یونس ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی مسافر جنابت کی حالت میں زوال سے پہلے گھر پہنچ جائے اور اس نے ہنوز کچھ نہ کھایا پیا ہو! تو اس پر واجب ہے کہ اس روزہ کو مکمل کرے اور اس پر قضا نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی جنابت احتلام کی وجہ سے ہو۔ (کتب اربعہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں سفر سے واپس گھر پہنچ جائے تو؟ فرمایا: اگر زوال سے پہلے پہنچ جائے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ اور اسے ماہِ مبارک کا روزہ شمار بھی کرے گا۔ (التہذیب)

۶۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص سفر کا ارادہ

رکھتا ہو تو کیا کرے۔ فرمایا: اگر زوال آفتاب کے بعد گھر پہنچے تو روزہ افطار کرے گا۔ مگر (احتراماً) حسب ظاہر کچھ نہیں کھائے گا۔ اور اگر زوال سے پہلے پہنچ جائے تو اس پر اس دن کا روزہ لازم ہے۔ (ایضاً)

باب ۷

جو شخص زوال کے بعد سفر سے واپس گھر پہنچے خواہ سفر میں کچھ کھایا پیا ہو یا نہ۔ یا زوال سے پہلے وارد ہو جبکہ کچھ کھا پی چکا ہے تو اس پر باقی دن میں امساک مستحب ہے گو واجب نہیں ہے۔ اور قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک مسافر زوال سے پہلے گھر پہنچا۔ جبکہ وہ (سفر میں) کھا پی چکا تھا تو؟ فرمایا: اسے اس دن (احتراماً) کچھ نہیں کھانا چاہیئے اور اگر اس کی زوجہ ہے تو ماہِ رمضان میں اسے اس کے ساتھ مقاربت بھی نہیں کرنی چاہیئے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ یونس سے روایت ہے کہا: جب کوئی ماہِ رمضان میں گھر پہنچ جائے جبکہ وہ (سفر میں) کچھ کھا پی چکا ہو تو باقی ماندہ دن میں کھانے پینے سے امساک کرے اور اس پر قضا واجب ہے۔ (ایضاً)

۳۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور جہاں تک اس روزہ کا تعلق ہے جو ادباً رکھا جاتا ہے تو اس سے مراد ایک تو وہ روزہ ہے جو قریب بہ بلوغ لڑکے کو رکھوایا جائے اسی طرح وہ مسافر جس نے سفر کی حالت میں کچھ کھا پی لیا ہو اور پھر گھر پہنچ جائے تو اسے دن کے باقی حصہ میں امساک کرنے کو کہا جائے گا۔ کہ (ادباً کچھ نہ کھائے) مگر یہ امساک واجب نہیں ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں عصر کے بعد سفر سے واپس گھر پہنچا۔ اس کی عورت حیض سے تازہ پاک ہوئی آیا وہ اس سے مقاربت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس فعل کے جواز پر دلالت کرتی ہے جبکہ پہلی حدیث ایسا نہ کرنے کے استحباب پر دلالت کرتی ہے لہٰذا ان کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے اس سے پہلے (باب ۶ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

ماہِ رمضان کے قضا شدہ روزوں کی سفر میں قضا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جہاں دس روزہ قیام کا ارادہ ہو اور جس شخص کے ذمہ واجبی روزہ ہو اس کے لیے مستحبی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک حدیث کے ضمن میں اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص سفر کی حالت میں ہے اور اس کے ذمہ ماہِ رمضان کے کچھ روزے ہیں۔ آیا جب کسی جگہ قیام کرے تو ان کی قضا کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک دس روزہ قیام کا پروگرام نہ ہو اس وقت تک نہیں رکھ سکتا۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۲۔ عقبہ بن خالد بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں بیمار ہو گیا۔ (جس کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکا) جب تندرست ہوا تو حج کے ارادہ سے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اب ان روزوں کی قضا کا کیا کرے؟ فرمایا: جب سفر حج سے واپس آئے تو قضا کرے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص سفر میں ماہِ رمضان کے روزے ترک کرتا ہے (دوسرے نسخہ کے مطابق سفر میں ماہِ رمضان داخل ہو جاتا ہے) اب کہیں قیام کرتا ہے تو آیا وہاں روزے (قضا یا ادا) رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ جب تک دس دن قیام کا عزم نہ کرے۔ ہاں البتہ جب دس روزہ قیام کا عزم بالجزم کر لے تو روزہ بھی رکھے گا اور نماز بھی پوری پڑھے گا۔ (قرب الاسناد، المسائل، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور آخری حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۸ از احکام ماہِ رمضان میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

کفارہ کے روزوں کا سفر میں رکھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی آزاد بیوی یا کنیز سے ظہار کرے تو؟ فرمایا: ہاں کر سکتا ہے۔ فرمایا: اگر سفر میں ظہار کرے تو (کفارہ کا روزہ) افطار کرے گا۔ اور تب رکھے گا جب واپس گھر پہنچے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰و۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

سفر اور مرض کی حالت میں نذر (منت) کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے سوائے اس ''نذر معین'' کے جس کی نیت میں سفر و حضر اور صحت و مرض کی کوئی قید نہ ہو اور اس نذر کے روزہ کا حکم جو سفر وغیرہ میں قضا ہو جائے؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بندار مولی ادریس نے (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کو خط لکھا اے میرے آقا! میں نے منت مانی تھی کہ ہر ہفتہ کے دن روزہ رکھوں گا۔ تو اب اگر نہ رکھوں تو مجھ پر کیا کفارہ عائد ہوگا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا جسے میں نے پڑھا: بغیر کسی علت کے اسے ترک نہ کر اور سفر میں اور مرض میں تجھ پر اس دن روزہ نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی نیت کی ہو (کہ ہر حالت میں رکھوں گا) اور اگر بغیر علت کے کسی دن نہ رکھے تو ہر دن کے عوض سات مسکینوں پر صدقہ کر۔ (انہیں کھانا کھلا)۔ ہم خدا سے ان کاموں کی بجا آوری کا سوال کرتے ہیں جن کو وہ پسند کرتا ہے اور جن پر وہ راضی ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ قاسم بن ابوالقاسم صیقل کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا: اے میرے آقا! ایک شخص نے منت مانی کہ وہ جب تک زندہ ہے ہر ہفتہ میں جمعہ کے دن روزہ رکھے گا۔ اور اتفاقاً اس دن عید الفطر یا عید قربان واقع ہوگئی۔ یا وہ دن ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳) یا سفر یا مرض کی زد میں آ گیا تو آیا اس کو اس دن روزہ رکھنا چاہیئے۔ یا اس کی قضا کرنا چاہیئے یا اسے کیا کرنا چاہیئے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: خداوند عالم نے ان تمام دنوں میں تم سے روزہ ساقط کر دیا ہے ہاں البتہ اس دن کے عوض کسی اور دن ایک روزہ رکھ لے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری والدہ نے منت مانی تھی کہ اگر خدا نے اس کا فلاں بیٹا فلاں جگہ سے جہاں سے اسے اس کے متعلق اندیشہ تھا۔ صحیح و سلامت واپس لوٹا آیا تو جس دن وہ واپس آئے گا وہ مدت العمر اس دن روزہ رکھا کرینگی (چنانچہ بیٹا سلامت واپس آ گیا) اور ہماری والدہ ہمارے ساتھ سفر مکہ میں روانہ ہوئیں (اور وہ دن سفر میں آ گیا) تو ہمارے لیے اب یہ مشکل پیدا ہوئی کہ آیا

وہ اس دن سفر میں روزہ رکھیں یا نہ؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ روزہ نہ رکھے۔ خدا نے اس سے اپنا حق ساقط کر دیا۔ زرارہ نے کہا: جب واپس گھر آئے تو اس کی قضا کرے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: بالکل چھوڑ دے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ جس (بیٹے) کی وجہ سے منت مانی تھی اس کے متعلق وہ چیز نہ دیکھے جسے وہ ناپسند کرتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۴۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی بلاء و مصیبت میں گرفتار تھا اس نے منت مانی کہ اگر خدا اسے اس سے چھٹکارا عطا کرے تو تین ماہ کے اس طرح روزے رکھے گا کہ ایک مہینہ کوفہ میں، ایک مہینہ مدینہ میں اور ایک مہینہ مکہ میں۔ اب ایسا اتفاق ہوا کہ اس نے ایک مہینہ کے روزے کوفہ میں تو رکھ لئے مگر جب مدینہ پہنچا تو ہنوز اٹھارہ روزے رکھے تھے کہ شتربان نے مزید ٹھہرنے سے انکار کر دیا تو؟ فرمایا: باقیماندہ روزے واپس گھر پہنچ کر رکھے مگر سفر میں نہ رکھے۔ (ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن جندب بیان کرتے ہیں کہ عباد بن میمون نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ ایک شخص نے ایک دن روزہ رکھنے کی منت مانی اور حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ (اس طرح وہ دن سفر میں آ گیا) تو؟ عبداللہ بن جندب بیان کرتے ہیں کہ میں نے زرارہ سے سنا کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک مخصوص دن میں روزہ رکھنے کی منت مانی تھی مگر اس کا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت پر جانے کا پروگرام بن گیا تو؟ امام علیہ السلام نے اسے فرمایا: سفر پر جائے مگر سفر میں روزہ نہ رکھے۔ ہاں جب سفر زیارت سے واپس آئے تو اس کی قضا کرے۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کہا کہ وہ ایک روزہ رکھے گا اور اس کا وقت بھی مقرر کر دیا۔ یا ارادہ کیا کہ وہ اشہر حرم (رجب، شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ) کے روزہ رکھے گا مگر ایک یا دو ماہ گزر جاتے ہیں اور وہ روزہ نہیں رکھتا تو آیا اس کی قضا کرے؟ فرمایا: سفر میں روزہ نہ رکھے اور نہ ہی مستحبی روزہ کی قضا کرے سوائے ان تین دنوں (۱۱، ۱۲، ۱۳) کے روزوں کے جو ہر ماہ رکھتا ہے اور مستحب کو بمنزلہ واجب قرار نہ دے۔ ہاں البتہ میں تمہارے لیے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تم عمل صالح پر مداومت کرو۔ فرمایا: اور جہاں تک اشہر حرم کے روزہ رکھنے کا ارادہ کر کے نہ رکھنے والے کا تعلق ہے! تو اس کے لیے کافی ہے کہ ہر ماہ کے عوض تین روزے رکھ لے۔ (ایضاً)

۷۔ ابراہیم بن عبدالحمید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک معین دن میں روزہ رکھنے کی منت مانتا ہے تو؟ فرمایا: سفر ہو یا حضر ہمیشہ اس دن روزہ رکھے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب منت ماننے والے نے خود یہ شرط عائد کی ہو کہ سفر ہو یا حضر وہ ضرور روزہ رکھے گا (ورنہ اگر یہ صراحت نہ ہوتو سفر میں منت کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے)۔

۸۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص منت مانتا ہے کہ میں ایک ماہ یا اس سے زیادہ یا کم روزہ رکھوں گا مگر اس اثناء میں ایک ضروری کام کے سلسلہ میں اسے سفر کرنا پڑ جاتا ہے آیا وہ سفر کی حالت میں روزہ رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: جب سفر کرے تو روزہ افطار کرے کیونکہ روزہ فرض ہو یا کوئی اور سفر میں جائز نہیں ہے بلکہ سفر میں روزہ رکھنا گناہ ہے۔ (التہذیب)

۹۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ کرام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے منت مانی ہے کہ قیام قائمؑ تک برابر روزہ رکھوں گا تو؟ فرمایا: روزہ رکھ مگر سفر میں نہ رکھ۔ الحدیث۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۱۰۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ہر ماہ میں چند مخصوص دن روزہ رکھنے کی منت مانی تھی مگر وہ سفر پر روانہ ہو گیا اور اس طرح چند ماہ تک ان دنوں کا روزہ نہ رکھ سکا۔ فرمایا: وہ سفر میں روزہ نہیں رکھے گا اور نہ ہی واپس گھر پہنچ کر اس کی قضا کرے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

کوئی واجبی روزہ سفر میں جائز نہیں ہے سوائے نذر معین کے جس میں سفر و حضر کی کوئی قید نہ ہو اور سوائے حج تمتع کی قربانی کے عوض تین روزوں کے (جو مکہ میں رکھے جاتے ہیں) اور سوائے ان اٹھارہ روزوں کے جو اس شخص کو رکھنے پڑتے ہیں جو عمداً غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے لوٹ آئے اور بمقام منیٰ فدیہ کا اونٹ ذبح نہ کر سکے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ سفر میں روزہ رکھنا کیسا ہے؟ فرمایا: سفر میں روزہ نہیں ہے! کچھ لوگوں نے عہد رسالت میں سفر میں روزہ رکھا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام گنہگار رکھا تھا۔ پس سفر میں روزہ نہیں ہے۔ ماسوا حج کے ان تین روزوں کے جو حج (تمتع میں قربانی نہ دے سکنے کی وجہ سے) رکھنے پڑتے ہیں۔ (اور سات واپس گھر پہنچ کر کل دس روزے)۔ (التہذیب)

۲۔ حسن بن جہم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص سے حج والے تین روزے فوت ہو گئے۔ تو؟ فرمایا: جس کے یہ تین روزے ترک ہو جائیں بشرطیکہ عمداً ترک نہ کرے اولاً تو مکہ میں رکھے اور اگر اس کا شتربان رکنے سے انکار کر دے تو پھر راستہ میں رکھے۔ (ایضاً)

۳۔ یونس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص حج تمتع کر رہا تھا لیکن اس کے پاس قربانی نہ تھی تو؟ فرمایا: تین روزے (مکہ میں) رکھے ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) سے ایک دن پہلے پھر ترویہ کے دن اور بعد ازاں عرفہ کے دن! (۷، ۸ اور ۹ ذی الحجہ)۔ راوی نے عرض کیا کہ ترویہ کا دن آ گیا (مگر وہ روزہ نہ رکھ سکا) اور بمقام منیٰ ایام تشریق میں اسے روزہ رکھنا نہیں چاہیئے تو؟ فرمایا: جب پلٹ کر مکہ آئے تو وہاں رکھے! عرض کیا کہ اگر اس کے ساتھی جلدی میں ہوں اور وہ وہاں مزید قیام کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو؟ فرمایا: پھر راستہ میں رکھے۔ عرض کیا: آیا سفر میں رکھے؟ فرمایا: ہاں۔ اگر عرفہ کو رکھتا تب بھی تو لوگ سفر میں تھے! (ایضاً)

۴۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان وغیرہ میں سفر کے دوران روزہ نہیں رکھتے تھے۔ (پھر فرمایا) جنگ بدر ماہِ رمضان میں تھی اور فتح مکہ بھی ماہِ رمضان میں تھی۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۱۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

مستحبی روزہ سفر میں جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہیں مدینہ میں تین دن میں قیام کرنے کا موقع مل جائے تو پہلے بدھ کے دن روزہ رکھ۔ اور شب بدھ

اسطوانہ ابولبابہ جو کہ اسطوانہ توبہ ہے جس کے ساتھ ابولبابہ نے اپنے آپ کو باندھ[1] دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی معذرت کی قبولیت آسمان سے نازل ہوئی اور بدھ کے دن اس کے پاس بیٹھ جا پھر خمیس کی رات اور اس کے دن اس جگہ پر آ جو مقام نبیؐ سے متصل ہے اور پھر خمیس کے دن روزہ رکھ اور شب جمعہ کو اس اسطورنہ پر جا جو مقام نبیؐ کے اور اس کے مصلیٰ کے پاس ہے اور وہاں شب و روز نماز پڑھ اور پھر جمعہ کے دن روزہ رکھ۔ اور اگر ہو سکے تو ان دنوں میں ضروری باتوں کے علاوہ کوئی بات نہ کرے اور شب و روز میں نہ سوئے تو ایسا کر۔ کیونکہ اس میں بڑی فضیلت ہے۔ الحدیث۔ (التہذیب)

۲۔ احمد بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ مکہ و مدینہ میں روزہ رکھنا کیسا ہے جبکہ ہم مسافر ہیں؟ فرمایا: کیا فریضہ کے متعلق پوچھتا ہے؟ عرض کیا: نہیں، بلکہ مستحبی روزہ جس طرح مستحبی نماز پڑھی جاتی ہے؟ فرمایا: تم یہ کہتے ہو آج اور کل؟ (جائیں گے)۔ عرض کیا: ہاں! فرمایا: نہ رکھ۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس نہی کو کراہت پر محمول کیا ہے علاوہ بریں یہ مکہ و مدینہ

---

[1] **بشیر ابن عبد المنذر ابولبانہ الانصاری (ثقہ)**
صادقین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی قریضہ کے پاس گیارہ راتیں حاضر ہوئے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح کا مطالبہ کیا بعینہ انہی شرائط پر جو ان کے برادران بنی نضیر کے ساتھ ہو چکی تھی۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے انکار کیا مگر یہ کہ سعد ابن معاذ کے حکم پر اتر آئیں۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس ابولبانہ کو بھیجیں اور وہ ان کے لیے مخلص تھا۔ چونکہ اس کے اہل و عیال اور مال و اولاد انہی (بنی قریضہ) کے پاس تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بھیجا تو وہ (ابولبانہ) ان کے پاس آیا تو بنی قریضہ نے کہا: اے ابولبانہ آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا سعد ابن معاذ کے حکم پر اترتے ہو؟ تو ابولبانہ نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تو ذبح کے برابر ہے۔ ایسا نہ کرو۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ آپؐ کو خبر سنائی۔ ابولبانہ نے کہا: اللہ کی قسم میرے دونوں قدم وہیں تھے کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ خیانت کی ہے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے آپ کو باندھ دیا۔ اور کہا: اللہ کی قسم میں اس وقت تک طعام و شراب سے نہیں چکھوں گا حتیٰ کہ مجھے موت آ جائے۔ یا اللہ میری توبہ قبول کر لے۔ سات دن تک اس نے کوئی شئ نہ چکھی حتیٰ کہ اس پر غشی طاری ہو گئی پھر اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔ پس اسے کہا گیا کہ تیری توبہ قبول کی گئی ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم میں اپنے آپ کو نہیں کھولوں گا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کھولیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور اپنے ہاتھوں سے کھولا۔ پھر ابولبانہ نے کہا کہ میری توبہ کی تمامیت اس میں ہے کہ میں اپنی قوم کے اس گھر سے ہجرت کر جاؤں کہ جس میں میں نے یہ گناہ کیا ہے اور اپنے مال سے جدا ہو جاؤں۔ پس پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ثلث صدقہ کر دو۔ (تنقیح المقال فی علم الرجال (جزء اول) علامہ مامقانی)

اور اس شخص سے مخصوص ہے۔ جو آج کل کہتا ہو۔

۳۔ سلیمان جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ میرے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) عرفہ کے دن گرم دن میں مقام عرفات پر روزہ رکھتے تھے۔ اور حکم دیتے تھے کہ ان کے لئے اونچا سائبان لگایا جائے جو لگایا جاتا تھا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن سہل سے اور وہ ایک آدمی کے توسط سے روایت کرتے ہیں اس شخص کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس وقت مدینہ سے (مکہ کی طرف) سفر پر نکلے جبکہ شعبان کے صرف چند دن باقی تھے تو ان دنوں میں (مستحبی) روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ماہِ رمضان داخل ہو گیا جبکہ ہنوز آپ سفر میں تھے تو روزہ رکھنا ترک کر دیا۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ نے شعبان کے روزے تو رکھے ہے۔ اور ماہِ رمضان کے ترک کر دے! فرمایا: ہاں شعبان کے روزہ کا (مستحب ہونے کی وجہ سے) دارومدار مجھ پر ہے۔ چاہوں تو رکھوں اور چاہوں تو نہ رکھوں۔ لیکن ماہِ رمضان کے متعلق تو خداوند عالم کی طرف سے عزیمت ہے کہ افطار کروں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ جناب فاضل طبرسیؒ بیان کرتے ہیں کہ مفسر عیاشی مرفوعاً محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔ نہ مستحبی اور نہ واجبی۔ (مجمع البیان)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ روایت کسی طرح بھی آخر میں مستحبی روزہ کی حرمت پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محرمات کی طرح مکروہات کو بھی ترک کرتے تھے بلکہ مباحات کو بھی ترک فرماتے تھے۔

۶۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سفر میں مستحبی روزہ رکھنے کے جواز کے بارے میں روایت وارد ہوئی ہے مگر بہت سے روایات اس کی کراہت کے متعلق وارد ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے اور یہ روایات زیادہ ہیں اور انہی پر عمل ہے لیکن اگر من باب الاتباع والتسلیم پہلی حدیث پر عمل کرے تو وہ گنہگار نہیں ہے۔ (المقنعہ)

۷۔ قبل ازیں (باب ۱ میں) بروایت عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ آپ نے نذر کے بارے میں فرمایا: سفر میں روزہ جائز نہیں ہے۔ فریضہ ہو یا کوئی اور۔ اور سفر میں روزہ رکھنا گناہ ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ یہ مستحبی روزہ میں کراہت پر محمول ہو۔ اور ممکن ہے کہ غیر فریضہ سے واجب روزہ مراد ہو جسے اس لیے سنت کہا گیا ہے کہ اس کا وجوب بطریق سنت مستفاد ہے۔ اس قسم کی

کچھ حدیثیں بعد ازیں (مستحبی روزوں کے باب ۲۳ میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

مسافر کے لیے دن کے وقت جماع کرنا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے اسی طرح اس کے لیے شکم سیر ہو کر کھانا پینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں سفر کرتا ہے آیا وہ عورتوں سے مقاربت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ محمد بن سہل اپنے باپ (سہل) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں جبکہ وہ مسافر تھا۔ اپنی زوجہ سے مباشرت کی؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً و قرب الاسناد)

۳۔ ابو العباس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی کنیز کے ہمراہ ماہِ رمضان میں سفر کرتا ہے آیا وہ اس سے مجامعت کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(الفروع، کذا فی التہذیب عن داؤد بن بن حصین عن الصادق علیہ السلام)

۴۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں اپنی کنیز کے ہمراہ سفر کرتا ہے آیا وہ دن کے وقت اس کے ساتھ ہمبستری کر سکتا ہے؟ فرمایا: سبحان اللہ! کیا یہ شخص ماہِ رمضان کے احترام کو نہیں جانتا؟ رات کو اس کے پاس بہت سا وقت ہے! راوی نے عرض کیا: کیا وہ کھا پی نہیں سکتا۔ اور نماز قصر نہیں کرتا؟ فرمایا: خداوند تعالیٰ نے از راہ رحمت و رأفت مسافر کو اس کی تھکاوٹ و اکتاہٹ کی وجہ سے کھانے پینے اور قصر کرنے کی رخصت دی ہے مگر دن کے وقت اسے ماہِ رمضان میں عورتوں کے ساتھ جماع کرنے کی رخصت نہیں دی۔ اور جب سفر سے لوٹ کر واپس آئے تو اس پر روزوں کی قضا تو واجب قرار دی ہے مگر نماز پوری پڑھنے کی قضا واجب قرار نہیں دی۔ پھر فرمایا: سنت میں قیاس نہیں کیا جاتا۔ (کہ جب کھانا پینا روا ہے تو جماع بھی مباح ہونا چاہیئے) اور میں جب سفر کرتا ہوں تو صرف قوت لایموت پر گزارہ کرتا ہوں اور شکم سیر ہو کر پانی بھی نہیں پیتا ہوں۔ (کتب اربعہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ماہِ رمضان میں سفر کرے تو دن کے وقت عورتوں کے قریب نہ جائے کیونکہ یہ اس پر حرام ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ وصدوق اور دیگر علماء وفقہاء نے اس ممانعت کو کراہت پر محمول کیا ہے۔ نہ کہ اصطلاحی حرمت پر۔

۶۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہ رمضان میں عصر کے بعد واپس گھر پہنچا۔ ادھر اس کی بیوی حیض سے پاک ہوگئی۔ آیا اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسافر سفر میں روزہ افطار کرے تو اپنی بیوی یا کنیز سے مقاربت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ممانعت بھی وارد ہوئی ہے (جو کہ جمع بین الروایات کرتے ہوئے کراہت پر محمول ہے)۔ (المقنع)

باب ۱۴

مسافر جب سفر سے واپس آئے تو اس پر واجبی روزہ کی قضا تو واجب ہے مگر پوری نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خدا نے مسافر کو سفر میں روزہ افطار کرنے اور نماز قصر پڑھنے کی رخصت دی ہے اور اس پر روزہ کی قضا تو واجب قرار دی ہے مگر پوری نماز قضا کرنے کو واجب قرار نہیں دیا۔ اور سنت میں قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر مسافر زوال سے پہلے گھر سے نکلے تو روزہ افطار کرے اور اس دن کی قضا کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲و۵و۸و۱۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

بہت بوڑھے مرد، بوڑھی عورت اور جسے بہت پیاس لگتی ہو سے روزہ کا وجوب ساقط ہے جبکہ رکھنے سے عاجز ہوں ہاں البتہ ان پر روزہ کے عوض ایک مد طعام صدقہ دینا واجب ہے اور مستحب ہے کہ دو مد ہوں اور اگر ان کا یہ عذر (عجز) مستمر رہے تو ان پر قضا واجب نہیں ہے ہاں البتہ ولی کیلئے قضا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بہت بوڑھا مرد اور جسے سخت پیاس لگتی ہو۔ اگر وہ ماہِ رمضان کا روزہ افطار کر دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور ان میں سے ہر شخص ہر دن کے عوض ایک مد طعام صدقہ دے اور ان پر قضا واجب نہیں ہے اور اگر (صدقہ کی) طاقت نہ رکھتے ہوں تو پھر ان پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ محمد بن مسلم کی دوسری روایت جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں ایک مد کی بجائے دو مد طعام وارد ہے۔ جس کی حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے دو تاویلیں کی ہیں: (۱) ایک مد واجب اور دو مستحب ہیں۔ (۲) جو دو مد کی قدرت رکھتا ہے اس پر دو مد اور جو ایک کی طاقت رکھتا ہے اس پر ایک مد واجب ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَ عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ فرمایا: اس سے بہت بوڑھا آدمی اور جسے بہت پیاس لگتی ہے وہ مراد ہے۔ نیز اس آیت مبارکہ کے متعلق کہ اس کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بیماری یا پیاس کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے۔ (الفروع، التہذیب، المقنع)

۴۔ عبدالملک بن عقبہ ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بہت بوڑھے مرد اور بہت بوڑھی عورت کے بارے میں سوال کیا جو ماہِ رمضان کا روزہ رکھنے سے عاجز ہیں؟ فرمایا: ہر دن کے عوض گندم کا ایک مد صدقہ دیں۔ (کتب اربعہ)

۵۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ بوڑھا آدمی جو ماہِ رمضان کا روزہ نہ رکھ سکے وہ کیا کرے؟ فرمایا: ہر دن کے عوض اس قدر صدقہ دے جو ایک مسکین کے لیے کافی ہو۔ (یعنی ایک مد)۔ (الفروع)

۶۔ ابن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت

مبارکہ ﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے تھے مگر اب بوڑھاپے، پیاس یا اس قسم کا کوئی اور عارضہ لاحق ہو گیا۔ تو ان پر ہر دن کے عوض ایک مد طعام واجب ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۷۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا: ﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ فرمایا: اس سے وہ بوڑھا اور بیمار شخص مراد ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (تفسیر عیاشی)

۸۔ بروایت رفاعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے فرمایا: اس سے مراد وہ عورت ہے جو روزہ رکھے تو (دودھ کے خشک ہو جانے کی وجہ سے) اسے اپنے بیٹے (کی ہلاکت کا) خوف ہے اور بہت بوڑھا آدمی۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابوزیاد کرخی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک ایسا شخص ہے جو اپنی کمزوری کی وجہ سے بیت الخلاء کی طرف چل کر نہیں جا سکتا۔ اور رکوع و سجود نہیں کر سکتا تو؟ فرمایا: وہ سر کے اشارہ سے نماز پڑھے۔ عرض کیا: اور روزہ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: جب اس حد تک پہنچ جائے تو پھر خدا نے اس سے روزہ کو ساقط کر دیا ہے! ہاں البتہ اگر طاقت رکھتا ہو تو ہر دن کے عوض ایک مد طعام دینا مجھے زیادہ پسند ہے اور اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۱۰۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بہت بوڑھا شخص ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو؟ فرمایا: اس کی اولاد اس کی جانب سے روزہ رکھے! عرض کیا: اس کی اولاد نہیں ہے! فرمایا: زیادہ قریبی شخص رکھے! عرض کیا: اگر وہ بھی نہ ہو تو؟ فرمایا: ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام دے اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر فقہاء نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں ولی کے اس کی جانب سے روزہ رکھنے کا جو تذکرہ ہے وہ استحباب پر محمول ہے۔

۱۱۔ جناب احمد بن محمدؒ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بھی بوڑھا شخص روزہ نہ رکھ سکتا ہو۔ یا جو شخص ایک ماہِ رمضان سے دوسرے ماہِ رمضان تک مسلسل بیمار رہے اور بعد ازاں تندرست ہو جائے ان پر ہر اس روزہ کے عوض جو انہوں نے افطار کیا ہے ایک مسکین کو ایک مد طعام فدیہ دینا

ہے۔ (نوادرِ احمد بن محمدؒ)

باب ۱۶

اگر روزہ دار کو شدت پیاس سے ہلاکت کا اندیشہ ہو جائے تو اس کیلئے اس قدر پانی پینا جائز ہے جس سے جان بچ جائے مگر شکم سیر ہو کر پینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جسے اس قدر سخت پیاس لگے جس سے اسے ہلاکت کا خطرہ لاحق ہو جائے تو اس قدر پانی پی لے جس سے اس کی جان بچ جائے لیکن شکم سیر ہو کر نہ پئے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ مفضل بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے ہاں کچھ نوجوان لڑکیاں اور نوجوان لڑکے ایسے ہیں جن کو اس قدر پیاس لگتی ہے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتے تو؟ فرمایا: اس قدر پانی پی لیں کہ خطرہ ٹل جائے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

وہ حاملہ عورت جس کا وضع حمل قریب ہو یا دودھ پلانے والی عورت جس کا دودھ کم ہو اور ان کو روزہ رکھنے سے اپنے متعلق یا بیٹے کے متعلق ہلاکت کا اندیشہ ہو اور کسی اور عورت سے دودھ پلوانا بھی ممکن نہ ہو تو ان کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے مگر ان پر قضا اور ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام دینا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ وہ حاملہ عورت جس کا وضع حمل قریب ہو اور وہ دودھ پلانے والی جس کا دودھ کم ہو۔ اگر وہ ماہِ رمضان کا روزہ نہ رکھیں تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ روزوں کی طاقت نہیں رکھتیں۔ ہاں البتہ ان پر ہر اس روزہ کے عوض جو نہ رکھیں ایک مد طعام دینا واجب ہے اور (عذر کی برطرفی کے بعد) جس قدر روزے نہیں رکھے ان کی قضا بھی واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری زوجہ نے دو ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی تھی (ہنوز کچھ روزے رکھے تھے کہ) حاملہ ہونے کی وجہ سے اس کا وضع حمل ہو گیا لہٰذا اب وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتی تو؟ فرمایا: ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو ایک مد طعام دے۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں کتاب مسائل الرجال سے نقل کرتے ہیں کہ علی بن مہزیار نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک عورت ماہِ رمضان میں اپنے اور کسی اور کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے۔ تو اس پر روزہ رکھنا اس قدر شاق ہے کہ بعض اوقات اسے غشی کے دورے پڑ جاتے ہیں اور روزہ کی طاقت نہیں رہتی تو آیا وہ دودھ پلائے اور روزہ افطار کردے! اور بعد میں عذر کی برطرفی کے بعد ان کی قضا کرے؟ اور اگر اس کے لیے اپنے بیٹے کے لیے کسی دودھ پلانے والی کا انتظام کرنا ممکن نہ ہو۔ تو کیا کرے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: اگر تو اس کے لیے اپنے بیٹے کے لیے مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) کا انتظام کرنا ممکن ہے تو کرے اور خود روزہ رکھے۔ اور اگر اس کیلئے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے تو پھر روزہ افطار کرے۔ اور اپنے بیٹے کو دودھ پلائے۔ اور جب ممکن ہو تو ان روزوں کی قضا کرے۔ (السرائر ابن ادریس حلیؒ)

باب ۱۸

جس بیمار کو ماہِ رمضان وغیرہ میں روزہ نقصان پہنچائے اس پر روزہ نہ رکھنا اور اس کی قضا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں آیت مبارکہ ﴿فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا یعنی جو بیماری اور پیاس کی شدت کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار مجھے ماہِ رمضان میں بمقام مدینہ منورہ بخار چڑھ گیا۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے پاس ایک پیالہ بھیجا جس میں سرکہ اور زیتون تھا اور فرمایا: روزہ کھول دے اور بیٹھ کر نماز پڑھ۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۱۵ میں اور اس سے پہلے ج ۱ باب ۱ مقدمۃ العبادات، باب ۱ از قضاء صلوات و باب ۲۲ از نمازِ مسافر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

آنکھ کے درد کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے جبکہ روزہ اسے ضرر پہنچاتا ہو اور روزہ کی وجہ سے آنکھ کو خطرہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار کو جب آشوب چشم کی وجہ سے آنکھوں کا خطرہ ہو تو روزہ افطار کر سکتا ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ سلیمان بن عمر و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان میں جناب ام سلمہ رحمہا اللہ کی آنکھ میں تکلیف ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ روزہ کھول دے۔ اور فرمایا: تمہاری آنکھوں کے لیے رات کا رتوندا خراب ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

وہ بیماری جو روزہ نہ رکھنے کا باعث ہوتی ہے اس کی حد یہ ہے کہ اس سے ضرر وزیاں کا اندیشہ ہو اور ہر بیمار اپنی طاقت و کمزوری میں اپنی ذات کی طرف رجوع کرے گا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود بکر بن محمد ازدی بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (محمد) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا۔ اس بیماری کی حد کیا ہے جس میں انسان روزہ افطار کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب سحری نہ کھا سکے۔ (الفقیہ کذا فی الفروع عن بکر بن ابی بکر الحضرمی عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: جسے روزہ نقصان پہنچائے اس کے لیے افطار کرنا واجب ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بیماری کی وہ حد کون سی ہے جو اسے روزہ سے کمزور کرتی ہے؟ فرمایا: وہ اپنی طبیعت کو سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے پس جب طاقت ہو تو روزہ رکھے۔ (الفروع)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ بیماری کی وہ کون سی حد ہے کہ جب روزہ نہ رکھنا اسی طرح واجب ہو جاتا ہے جس طرح مسافر پر؟ جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿مَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ

مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ ﴾ فرمایا: یہ بات بیمار کے سپرد ہے اور وہ امین ہے! اگر اپنے اندر کمزوری محسوس کرے تو نہ رکھے۔ اور اگر طاقت محسوس کرے تو رکھے۔ بیماری جو بھی ہو۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۵۔ عمر بن اذینہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ اس بیماری کی حد کیا ہے جس میں بیمار روزہ کھولتا ہے اور اس بیماری کی حد کیا ہے جس میں بیمار بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے؟ فرمایا: ہر انسان اپنی طبیعت کی زیادہ معرفت رکھتا ہے اور فرمایا: وہ اپنے نفس کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ (کتب اربعہ والمقنعہ)

۶۔ عمار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کسی شخص کو سر میں سخت درد ہو تو روزہ افطار کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب سر میں سخت درد ہو، اور جب سخت بخار میں مبتلا ہو۔ اور جب سخت آشوب چشم میں گرفتار ہو تو اس کے لیے افطار کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۷۔ محمد بن عمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس گروہ والی حدیث کے ضمن میں فرمایا جس کو حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا جنہوں نے ماہِ رمضان میں روزہ نہیں رکھا تھا۔ تو آنجنابؑ نے اس گروہ سے فرمایا: آیا تم مسافر ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں! آیا تمہیں کوئی ایسی تکلیف ہے جس کا ہمیں احساس نہیں مگر تم اس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کے مستحق ہو گئے ہو؟ کیونکہ تم اپنے حالات سے بہتر واقف ہو جیسا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ﴾۔ (الفروع)

۸۔ علی بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اس بیماری کی حد کیا ہے جس کے ساتھ روزہ ترک کرنا واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: ہر وہ بیماری جس میں روزہ نقصان پہنچائے اس کی موجودگی میں روزہ ترک کرنے کی گنجائش ہے۔ (المسائل، بحارالانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے قیام (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔ اور مخفی نہ رہے کہ (یہ جو پہلی حدیث میں مرض کا معیار یہ بیان کیا گیا ہے کہ سحری نہ کھا سکے تو) غالباً ایسا ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں روزہ بیمار کو ضرر پہنچاتا ہے۔

باب ۲۱

مہینہ میں تین روزوں (۱۱، ۱۲، ۱۳) کی قضا کرنا مستحب ہے ان کے علاوہ مستحبی روزوں کی قضا مستحب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے اور وہ اپنے والد (فرقد) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں

نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص ماہِ رمضان میں تین (مستحبی) روزے ترک کرے تو؟ فرمایا: اگر بیماری کی وجہ سے ترک کئے ہیں تو ان کی قضا کرے۔ (التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان کے سوال کے جواب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: سفر میں روزہ نہ رکھے اور کسی مستحبی روزہ کی قضا نہ کرے۔ سوائے ان تین روزوں کے جو وہ ہر ماہ رکھا کرتا تھا۔ اور ان مستحبی روزوں کو بمنزلۂ واجبی روزوں کے قرار نہ دے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ تین روزے جو ہر مہینہ میں رکھے جاتے ہیں (اگر سفر کی وجہ سے رہ جائیں تو) مسافر پر ان کی قضا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع)

۴۔ مرزبان بن عمران نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں تو آیا اپنے وہ (تین) روزے جو مہینہ میں رکھا کرتا ہوں، رکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: جب سفر سے واپس آؤں تو ان کی قضا کروں؟ فرمایا: نہ۔ جس طرح (سفر میں) روزہ نہیں رکھو گے اسی طرح (واپسی پر) قضا نہیں کرو گے۔ (ایضاً)

۵۔ عذافر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کرتا ہوں مگر بعض اوقات میں سفر کرتا ہوں اور بعض اوقات کوئی تکلیف درپیش ہو جاتی ہے آیا ان کی قضا مجھ پر واجب ہے؟ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: قضا صرف فرض کی واجب ہوتی۔ لیکن جہاں تک غیر فرض کا تعلق ہے اس میں تمہیں اختیار ہے۔ عرض کیا: یہ اختیار سفر اور مرض دونوں میں ہے؟ فرمایا: مرض میں تو خدا نے (استحباب) اٹھا لیا ہے۔ باقی رہا سفر تو اگر چاہو تو قضا کر لو اور اگر نہ کرو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (صوم مندوب، باب ۲۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

جو شخص باوجود روزہ کے ضرر پہنچانے کے بیماری کی حالت میں روزہ رکھے وہ کافی نہیں ہے اور اس کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ قبل ازیں (باب ۱ میں) بروایت زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ فرمان گزر چکا ہے فرمایا: اگر کوئی شخص سفر میں یا بیماری میں روزہ رکھے تو اس پر قضا واجب ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ﴾ (کہ جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو اس پر واجب ہے کہ اتنے روزے اور رکھے)۔

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص باوجود بیماری کے روزے رکھتا رہا تو؟ فرمایا: روزہ مکمل کرے اور قضا نہ کرے۔ وہی کافی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب روزہ نقصان نہ پہنچائے۔ نیز اس مطلب پر فی الجملہ دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۵ و ۲۰ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

اگر بیمار دن کے کسی حصہ میں تندرست ہو جائے تو اس کیلئے امساک مستحب ہے اور قضا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہاں تک تادیبی روزے کا تعلق ہے تو جب کوئی بچہ سن بلوغ کو پہنچنے والا ہو تو اسے تادیباً روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا۔ جو کہ فرض نہیں ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسافر دن کے اوائل میں (بحالت سفر) کچھ کھا پی لے۔ پھر واپس گھر پہنچ جائے تو اسے دن کے باقی حصہ میں امساک کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ (الفروع)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے فرمایا: اسی طرح ہر وہ شخص جو کسی بیماری کی وجہ سے دن کے اوائل میں کچھ کھا پی لے اور پھر تندرست و توانا ہو جائے تو اسے تادیباً دن کے باقیماندہ حصہ میں امساک کا حکم دیا جائے گا مگر فرض نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۴

بے ہوش آدمی کا روزہ صحیح نہیں ہے اور نہ ہی اس پر قضا واجب ہے بلکہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن نوح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ جو شخص بے ہوش ہو جائے اور اس طرح اس کا ایک دن یا اس سے زائد کا روزہ قضا ہو جائے آیا افاقہ کے بعد اس کی قضا کرے گا؟ امام علیہ السلام

نے جواب میں لکھا کہ نہ روزہ کی قضا کرے گا اور نہ نماز کی۔ (التہذیب)

۲۔ علی بن محمد قاشانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا جو شخص ایک دن یا اس سے زیادہ دن بے ہوش ہو جائے آیا وہ فوت شدہ روزوں کی قضا کرے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ وہ روزہ کی قضا نہیں کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ تکلیف جو خدا مسلط کرے اس سلسلہ میں آدمی پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ منصور بن حازم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو شخص ایک ماہ یا چالیس دن تک بے ہوش پڑا رہے تو؟ (آیا نماز و روزوں کی قضا کرے گا؟) امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو چاہے تو تجھے اس بات کی اطلاع دوں جو میں اپنے آپ سے اور اپنی اولاد سے کہتا ہوں؟ (اور وہ یہ ہے کہ) جو کچھ تم سے فوت ہوا ہے اس سب کی قضا کرو! (ایضاً۔ کذا عن حفص بن البختری عن الصادق علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اعادہ کا حکم صرف استحباب پر محمول ہے۔ (یعنی قضا مستحب ہے واجب نہیں ہے)۔

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے یہی بے ہوش آدمی والا مسئلہ پوچھا؟ فرمایا: نہ روزہ کی قضا کرے گا اور نہ نماز کی۔ اور جو (خدا) تکلیف مسلط کرے تو وہ سب سے بڑھ کر عذر قبول کرنے کا سزاوار ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از قضاءِ نماز میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ از احکام ماہِ رمضان میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

خون حیض آنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے خواہ غروب آفتاب کے قریب دیکھے یا فجر کے تھوڑا سا بعد بند ہو اور اس روزہ کی قضا واجب ہے نہ نماز کی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے روزہ رکھا مگر جب کچھ سورج چڑھا یا پچھلے پہر اسے حیض آ گیا۔ آیا روزہ کھول دے؟ فرمایا: ہاں اگرچہ مغرب کا وقت ہو (یعنی اس سے کچھ پہلے) بھی افطار کر دے! پھر عرض کیا کہ آیا ماہِ رمضان میں جب حائض دن کے اوائل میں پاک ہو جائے اور غسل کرے اور ہنوز کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ (دوسرے نسخہ

کے مطابق ہنوز نہ غسل کیا ہو اور نہ ہی کچھ کھایا ہو) تو وہ اس دن کیا کرے؟ فرمایا: اس دن روزہ افطار کرے کیونکہ ان کی افطاری خون کی وجہ سے ہے۔ (جو سورج چڑھنے کے بعد بند ہوا)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت کو ماہِ رمضان میں غروب آفتاب سے کچھ پہلے خون حیض آجائے تو؟ فرمایا: جب ہی حیض آئے اسی وقت روزہ افطار کر دے۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر عورت کو صبح سویرے یا چاشت کے وقت یا زوال کے وقت خون حیض آجائے تو؟ فرمایا: اسی وقت افطار کر دے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب روزہ دار عورت دن کے کسی حصہ میں خون حیض دیکھے تو روزہ کھول دے۔ اور جب دن کے کسی حصہ میں حیض سے پاک ہو جائے تو جو نماز اس دن یا رات غسل کر کے پڑھ سکتی تھی اور نہیں پڑھی) اس دن رات کی نماز کی قضا کرے گی۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے ماہِ رمضان میں روزہ رکھا۔ جب سورج کچھ بلند ہوا تو اسے خون حیض آ گیا تو؟ فرمایا: روزہ کھول دے! پھر سوال کیا کہ ایک عورت دن کے اوائل میں حیض سے پاک ہوگئی تو؟ فرمایا: (ظہرین کی) نماز پڑھے گی۔ اور (اگر کچھ نہیں کھایا تو احتیاطاً) اس دن کا روزہ مکمل کرے گی۔ (دوسرے نسخہ کے مطابق وہ دن مکمل کرے گی) اور پھر اس دن کے روزہ کی قضا کرے گی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الطہارہ (باب ۳۹ و ۴۱ و ۵۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

عورت کے ہاں جب ہی ولادت ہو اور اسے خونِ نفاس آئے اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اس پر روزہ کھولنا واجب ہے اور اس کی قضا کرنا واجب ہے ہاں البتہ نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک (روزہ دار) عورت نے عصر کے بعد بچہ کو جنم دیا آیا وہ اس دن کا روزہ

تمام کرے یا کھول دے؟ فرمایا: کھول دے اور اس کی قضا کرے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کتاب الطہارہ (باب ۶ از نفاس میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

استحاضہ والی عورت جب غسل کرے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے اور کافی بھی ہے! اور جو شخص عمداً صبح تک جنابت پر باقی رہے وہ واجبی روزہ نہیں رکھ سکتا۔ ہاں البتہ مستحبی رکھ سکتا ہے اور غسل حیض و استحاضہ نہ کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے استحاضہ والی عورت کے بارے میں سوال کیا (جسے مسلسل خون استحاضہ جاری رہے)؟ فرمایا: تمام ماہِ رمضان کے روزے رکھے سوائے ان دنوں کے جن میں اسے خون حیض آیا کرتا تھا ان کی بعد میں قضا کرے۔ (الفروع، المقنعہ، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کتاب الطہارہ (باب ۲ از استحاضہ میں) مستحاضہ کا حکم اور کتاب الصوم (باب ۱۶، ۱۸، ۱۹، ۲۱ یا یمسک عنہ الصائم میں) جو عمداً جنابت کی حالت میں صبح کرے اور غسل نہ کرے اس کا حکم اور جو عورت غسل حیض و استحاضہ کرے اس کا حکم بیان کیا جا چکا ہے۔ فراجع۔

باب ۲۸

جب کسی عورت کو دن کے دوران خون حیض آجائے یا دن کے کسی حصہ میں خون حیض آجائے تو باقی دن میں اس کے لیے امساک مستحب ہے اور اس دن کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اسی طرح جب مسافر دن کے اوائل میں کچھ کھا پی لے اور پھر گھر پہنچ جائے تو اسے تادیباً باقی دن میں امساک کا حکم دیا جائے گا جو کہ فرض نہیں ہے۔ اور اسی طرح حیض والی عورت جب دن میں پاک ہو جائے تو باقی حصہ میں امساک کرے گی۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت ہے جو ماہِ رمضان میں جب صبح صادق کے وقت حائض تھی جب صبح ہوئی تو پاک ہوگئی مگر وہ پہلے کچھ کھا پی چکی تھی بعد ازاں نماز ظہر وعصر پڑھی اب اس دن کے روزہ کے متعلق کیا کرے جس میں پاک ہوئی ہے؟ فرمایا: اس دن روزہ رکھے (امساک کرے) مگر اسے شمار نہ کرے (اس کی قضا کرے)۔ (التہذیب والاستبصار)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت (روزہ کے ساتھ) صبح سویرے یا چاشت کے وقت یا زوال کے وقت خون حیض دیکھتی ہے تو؟ فرمایا: روزہ کھول دے۔ اور اگر زوال کے بعد یا عصر کے بعد دیکھے تو اپنے روزہ پر باقی رہے (امساک کرے) اور پھر اس دن کے روزہ کی قضا کرے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی عورت ماہِ رمضان میں زوال آفتاب سے پہلے حائض ہو جائے تو وہ (روزہ افطار کرکے) کھا پی سکتی ہے اور اگر زوال کے بعد یہ صورت پیش آئے تو غسل کرکے اس روزہ کو شمار کرے جب تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ (چونکہ حسب ظاہر یہ حدیث مسلمات کے خلاف ہے اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے: اسے راوی کو سمجھنے میں اشتباہ ہوا ہے۔ اور ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ امساک کرے اور ثواب کو شمار کرے۔ اگرچہ قضا واجب ہے کیونکہ یہاں قضا کے وجوب کی کوئی نفی نہیں کی گئی ہے۔

۵۔ ابو بصیر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت دن کے اوائل میں (حیض سے) پاک ہو جاتی ہے تو؟ فرمایا: نماز پڑھے گی۔ اور اس دن کا روزہ مکمل کرے گی اور بعد ازاں قضا کرے گی۔ (ایضاً)

باب ۲۹

(نابالغ) بچہ اور دیوانہ پر روزہ واجب نہیں ہے ہاں جب بچہ سات یا نو سال کا ہو جائے اور اسے طاقت بھی ہو یا قریب بہ بلوغ ہو تو اسے بقدر طاقت روزہ رکھنے کی مشق کرانا مستحب ہے اگرچہ دن کے بعض حصہ کی ہو اور لڑکے پر پندرہ سال کی عمر میں اور لڑکی پر نو سال کی عمر میں روزہ واجب ہے مگر یہ کہ لڑکا اس سے پہلے احتلام یا زیر ناف بال اگ آنے کی وجہ سے بالغ ہو جائے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک

حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: بچہ کس عمر میں روزہ پر پکڑا جائے گا (واجب ہوگا؟) فرمایا: پندرہ اور چودہ سال کے درمیان۔ اور اگر اس سے پہلے رکھے تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دو۔ (پھر فرمایا) میرے فلاں بیٹے نے اس عمر سے پہلے روزہ رکھا تھا جسے میں نے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ لڑکا کب روزہ رکھے؟ فرمایا: جب اس میں روزہ رکھنے کی قوت و طاقت ہو۔ (الفروع، کذا عن اسحاق بن عمار عن الصادق علیہ السلام کذا عن محمد بن مسلم عن الباقر علیہ السلام، راجع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس قسم کی حدیثوں کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

۳۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب ہمارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو ہم ان کو دن کے اتنے حصہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں جتنے کی وہ طاقت رکھتے ہوں۔ خواہ آدھے دن کا رکھیں یا اس سے زیادہ کا یا اس سے کم کا! پس جب ان پر پیاس کا، بھوک کا غلبہ ہوتا ہے تو کھول دیتے ہیں تاکہ وہ روزہ رکھنے کے عادی ہو جائیں۔ اور اس کی طاقت رکھنے لگیں۔ تمہارے بچے جب نو سال کے ہو جائیں تو ان کو روزہ رکھنے کا حکم دو۔ جس قدر طاقت رکھتے ہوں اور جب ان پر پیاس کا غلبہ ہو جائے تو کھول دیں۔ (کتب اربعہ)

۴۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جہاں تک تادیبی روزہ کا تعلق ہے تو بچہ جب بلوغت کے قریب ہو تو اسے روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے مگر یہ فرض نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، الخصال)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بچہ مسلسل تین دن تک روزہ رکھ سکے اس پر روزہ واجب ہو جاتا ہے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے یا اس بات پر کہ بچہ پندرہ سال کا ہو جائے جیسا کہ مقدمۂ عبادات میں یہ بات گزر چکی ہے۔

۶۔ علی بن جعفرؑ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ لڑکے پر کب نماز روزہ واجب ہوتے ہیں؟ فرمایا: جب بلوغ کے قریب ہو۔ اور نماز و روزہ کے مطلب و مفہوم کو سمجھے۔

(التہذیب، المسائل، بحار الانوار)

۷۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لڑکے کو جب احتلام ہو تو اس پر روزہ واجب ہے اور لڑکی کو جب حیض آئے تو اس پر روزہ رکھنا اور دوپٹہ کرنا واجب ہے مگر یہ کہ کنیز ہو کہ اس پر دوپٹہ کرنا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ خود دوپٹہ کرنے کو پسند کرے ہاں البتہ اس پر روزہ واجب ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، المقنعہ، الفقیہ)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں فرماتے ہیں: مروی ہے کہ لڑکے کو چودہ سے پندرہ سال کی عمر میں روزے رکھنے پر پکڑا جائے گا۔ مگر یہ کہ وہ اس سے پہلے طاقتور ہو جائے۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الصلوٰۃ (کتاب الطہارہ باب الجنازہ باب ۱۳، اور مقدمۂ عبادات نمبر ۳ میں) میں گزر چکی ہیں ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔

باب ۳۰

اس شخص کا حکم جو ماہِ رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے حتیٰ کہ کئی دن یا پورا مہینہ گزر جائے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن میمون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں کسی رات جنب ہو اور غسل کرنا بھول جائے یہاں تک کہ ایک ہفتہ یا پورا مہینہ گزر جائے تو؟ فرمایا: اس پر نماز و روزہ کی قضا واجب ہے۔

(الفقیہ، کذا فی التہذیب عن الحلبی عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں یوں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص یکم ماہِ رمضان کو مجامعت کرے اور پھر غسل جنابت کرنا بھول جائے یہاں تک کہ پورا مہینہ گزر جائے تو اس پر واجب ہے کہ غسل کرے اور (تمام مہینہ کی) نماز و روزہ کی قضا کرے گا۔ مگر یہ کہ اس نے غسل جمعہ کیا ہو تو پھر صرف اس جمعہ تک کی نماز و روزہ کی قضا کرے گا اور اس کے بعد نہیں کرے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے غسل جنابت اور ''ما یمسک عنہ الصائم'' (باب ۱۷) میں گزر چکی ہیں۔

احکام ماہِ رمضان کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سینتیس (۳۷) باب ہیں)

باب ۱

ماہِ رمضان کے روزے واجب ہیں اور ان کے علاوہ کوئی روزہ واجب نہیں ہے سوائے ان روزوں کے جن کے وجوب پر کوئی نص قائم ہو۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی انیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک حدیث کے ضمن میں فرمارہے تھے کہ جب تو (بروز قیامت) ماہِ رمضان کے روزہ لے کر آئے گا تو تجھ سے اس کے سوا کسی اور روزہ کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔(الفقیہ)

۲۔ ابوالورد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ دیا اور اس میں خدا کی حمد وثنا کرنے کے بعد فرمایا: ایہا الناس! تمہارے سروں پر اب وہ مہینہ سایہ فگن ہے جس میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینہ سے افضل ہے اور یہ ماہِ رمضان کا مہینہ ہے جس کے روزے خداوند عالم نے فرض کئے ہیں الحدیث۔(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۳۔ حفص بن غیاث نخعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس کے روزے ہم سے پہلے کسی امت پر فرض نہیں تھے۔ میں نے عرض کیا: پھر خدا کے اس ارشاد کا مطلب کیا ہے؟ ﴿یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (اے ایمان والو! تم پر ماہِ رمضان کے روزے اسی طرح فرض ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے) فرمایا: خدا نے صرف سابقہ انبیاء پر ماہِ رمضان کے روزے فرض کئے تھے۔ ان کی امتوں پر نہیں تھے۔ ہاں البتہ خداوند عالم نے اس امت کو فضیلت دی ہے اور اس مقدس مہینہ کے روزے جہاں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فرض کئے ہیں وہاں ان کی امت پر بھی فرض کئے ہیں۔(الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کچھ یہودی لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان میں سے جو سب سے بڑا عالم تھا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند مسائل پوچھے۔ اور منجملہ ان مسائل کے ایک مسئلہ یہ تھا کہ خدا نے کس وجہ سے آپ کی امت پر صرف تیس (۳۰) دن کے روزے فرض کئے ہیں جبکہ پہلی امتوں پر اس سے زیادہ[1] فرض تھے؟ فرمایا: جب جناب آدم علیہ السلام نے شجرہ (ممنوعہ) کا پھل کھایا تو وہ تیس دن تک ان کے پیٹ میں رہا۔ اس لیے خداوند حکیم نے ان کی اولاد پر تیس دن بھوک و پیاس فرض قرار دے دی۔ اور یہ جو رات کو کھاتے پیتے ہیں یہ ان پر خدا کا فضل ہے! اسی طرح یہ روزے آدم علیہ السلام پر بھی فرض تھے اور خدا نے میری امت پر بھی یہ فرض قرار دے! پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِینَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ أَیَّامًا مَعْدُودَاتٍ﴾ یہ جواب سن کر یہودی نے کہا: یا محمدؐ! آپ نے سچ کہا ہے؟ اب یہ بتائیں جو شخص یہ روزے رکھے اس کی جزاء کیا ہے؟ فرمایا: جو شخص خلوص نیت سے قربۃ الی اللہ ماہِ رمضان کے روزے رکھے تو خداوند عالم اس کے لیے سات خصلتیں واجب قرار دیتا ہے۔ اوّل: اس کے جسم میں جو حرام ہے وہ پگھل جاتا ہے۔ دوم: رحمت خداوندی کے قریب ہوتا ہے۔ سیوم: اپنے باپ آدمؑ کو خطاء کا کفارہ ادا کرتا ہے۔ چہارم: خدا اس پر سکرات موت کو آسان کر دیتا ہے۔ پنجم: یہ قیامت کے دن بھوک و پیاس سے امان نامہ ہے۔ ششم: خدا اسے جہنم سے نجات کا پروانہ عطا فرمائے گا۔ ہفتم: خدا اسے جنت کے پاک و پاکیزہ کھانے کھلائے گا۔ یہ سن کر یہودی نے کہا: یا محمدؐ! آپؐ نے سچ کہا ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الامالی، الخصال)

۵۔ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے زہری! کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: مسجد سے! فرمایا: وہاں کس بات میں مصروف تھے؟ عرض کیا: روزے کے بارے میں سلسلۂ کلام چل رہا تھا۔ بالآخر میری اور میرے ساتھیوں کی رائے اس بات پر متفق ہوئی کہ ماہِ رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فرض نہیں ہے۔ فرمایا: اے زہری! حقیقت حال اس طرح نہیں ہے جیسا تمہارا خیال ہے! بلکہ روزے کی چالیس قسمیں ہیں جن میں سے دس قسمیں تو اس طرح واجب ہیں۔ جس طرح ماہِ رمضان کے روزے واجب ہیں اور دس قسمیں وہ ہیں جن کا روزہ حرام ہے اور چودہ قسمیں ایسی ہیں کہ جن میں

---

[1] اس سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ اس حدیث اور اس سے پہلی میں تضاد ہے کیونکہ پہلی حدیث کا مفاد یہ ہے کہ ان پر ماہِ رمضان کا روزہ فرض نہ تھا اور اس میں یہ ہے کہ ان پر ایک ماہ سے زیادہ روزے فرض تھے۔ مگر اس میں یہ تو نہیں ہے کہ ماہِ رمضان کے تھے بلکہ وہ روزے دوسرے مہینوں کے تھے۔ کما لا یخفی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

آدمی کو اختیار ہے چاہے تو رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔ اور صوم الاذن کی تین قسمیں ہیں: علاوہ بریں صوم التادیب، صوم الاباحہ اور صوم سفر و مرض ہیں (یہ ہوئیں کل چالیس قسمیں) میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ان تمام قسموں کی تفسیر و تشریح فرمائیں۔ فرمایا: (سنو)۔ جہاں تک واجبی روزوں کا تعلق ہے تو وہ: (۱) ماہِ رمضان کے روزے۔ (۲) (کفارہ) کے مسلسل دو ماہ کے روزے الحدیث۔ (الفقیہ، الخصال، التہذیب، الفروع)

۶۔ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ دوسرے تمام مہینوں کو چھوڑ کر صرف ماہِ رمضان میں اس لئے روزے فرض کیے گئے ہیں کیونکہ ماہِ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔۔۔ اسی مہینہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عہدۂ نبوت ملا۔ اور اسی میں وہ لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینہ سے افضل ہے اور اسی رات میں (سال بھر کے) تمام معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور اسی مہینہ سے سال کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور اسی رات میں سال بھر کے خیر و شر، مغفرت و منفعت اور رزق و اجل کے تمام فیصلے ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے اور بے کم و کاست صرف تیس (۳۰) دن کے روزے اس لیے فرض کیے گئے ہیں کہ اتنے روزوں کی سب طاقتور اور کمزور بندے طاقت رکھتے ہیں اور خداوند حکیم نے جو فرائض فرض کیے ہیں تو وہ نوعی اور عمومی قوت و طاقت کو مدنظر رکھ کر کیے ہیں۔ پھر (خدائے رحیم نے) کمزوروں کو رخصت دی ہے۔ اور طاقتوروں کو فضیلت حاصل کرنے کی رغبت دلائی ہے اور اگر اس سے کمتر پر لوگوں کی اصلاح احوال ہو سکتی تو اس مقدار میں کمی کر دیتا۔ اور اگر اس سے زیادہ کی ضرورت ہوتی تو بڑھا دیتا۔

(علل الشرائع، عیون الاخبار)

۷۔ نیز فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا: ماہِ رمضان کا روزہ فرض ہے جو (ماہِ رمضان کا) چاند دیکھ کر رکھا جاتا ہے اور (شوال کا) چاند دیکھ کر کھولا جاتا ہے۔

(عیون الاخبار)

۸۔ علاء بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے میرے اب نے اور انہوں نے اپنے اب و جد سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان کا روزہ رکھے اور اپنی شرمگاہ اور زبان کی حفاظت کرے اور لوگوں کو (کسی قسم کی قولی و فعلی) اذیت نہ پہنچائے تو خداوند عالم اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اسے آتش دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے اور اسے دار القرار (جنت) میں جگہ عطا کرتا ہے اور عالج نامی ٹیلہ کی ریت کے ذروں کے برابر اہل توحید کے گناہگاروں کے حق میں اس کی شفاعت کو قبول فرماتا ہے (امالی شیخ صدوق)

۹۔ ابن عباس حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تمہیں معلوم ہو جاتا کہ ماہِ رمضان میں تمہارے لیے کیا (اجر وثواب) ہے تو تم اس کا شکر اور زیادہ کرتے۔ (پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہو تو خداوند عالم میری امت کے تمام پوشیدہ اور آشکارا گناہ معاف کر دیتا ہے اور تمہارے لیے ہزاروں ہزاروں درجے بلند کرتا ہے اور تمہارے لیے پچاسی شہر بناتا ہے اور دوسرے دن تمہارے ہر ہر قدم پر جو تم اٹھاتے ہو ایک ایک سال کی عبادت کا ثواب درج کرتا ہے اور ایک نبی کا ثواب عطا کرتا ہے اور ایک سال کے روزے رکھنے کا ثواب مرحمت کرتا ہے۔ اور تیسرے دن تمہارے ہر ہر موئے بدن کے عوض جنت الفردوس میں ایک ایک ایسا قبہ عطا کرتا ہے جو سفید رنگ کے موتیوں کا بنا ہوا ہے اس کے اوپر بارہ ہزار نورانی گھر اور اس کے نیچے بارہ ہزار نورانی گھر ہیں اور ہر ہر گھر میں ایک ایک ہزار چارپائی ہے اور ہر ہر چارپائی پر ایک حور ہے۔ ہر روز تمہارے پاس ایک ہزار فرشتے آئیں گے اور ہر فرشتہ کے پاس ایک ہدیہ ہوگا اور چوتھے دن خداوند عالم تمہیں ستر ہزار قصر عطا فرماتا ہے۔ اور پانچویں دن خداوند عالم تمہیں جنت الماویٰ میں ہزار ہزار شہر عطا فرماتا ہے (پھر ان کی توصیف فرمائی ہے) اور چھٹے دن خداوند عالم تمہیں دار السلام میں ایک لاکھ شہر عطا فرماتا ہے (پھر ان شہروں کے اوصاف بیان فرمائے ہیں) اور ساتویں دن خداوند عالم جنت النعیم میں چالیس ہزار شہید اور چالیس ہزار صدیق کا ثواب عطا فرماتا ہے اور آٹھویں دن خداوند عالم تمہیں ساٹھ ہزار عابد، ساٹھ ہزار زاہد کا ثواب کرامت فرماتا ہے۔ اور نویں کے دن خداوند عالم تمہیں ایک ہزار عالم، ایک ہزار اعتکاف میں بیٹھنے والے اور ایک ہزار مجاہد کا ثواب مرحمت فرماتا ہے۔ اور دسویں کے دن خداوند عالم تمہاری ستر ہزار حاجتیں برلاتا ہے اور ہر خشک وتر تمہارے لیے طلب مغفرت کرتا ہے اور گیارہویں کے دن خداوند عالم تمہارے لیے چار حجوں اور چار عمروں کا ثواب لکھتا ہے۔ اور بارہویں کے دن خداوند عالم تمہاری برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ تبدیل کر دیتا ہے اور تمہاری نیکیوں کو کئی گنا کر دیتا ہے اور تیرہویں کے دن خداوند عالم تمہارے نامۂ اعمال میں مکہ ومدینہ کے تمام لوگوں کی عبادت کے برابر عبادت کا ثواب درج کرتا ہے اور چودھویں کے دن خداوند عالم تمہیں اس قدر ثواب عطا کرتا ہے کہ گویا تم نے ہر نبی کے ہمراہ دو سو سال تک خدا کی عبادت کی ہے اور پندرھویں کے دن خداوند عالم تمہاری دنیا وآخرت کی حاجتیں برلاتا ہے اور سولہویں کے دن خداوند عالم تمہیں یہ عطا فرماتا ہے کہ جب اپنی قبروں سے نکلو گے تو خداوند عالم تمہیں ساٹھ حلّے عطا فرمائے گا جنہیں تم زیب بدن کرو گے۔ اور ناقہ عطا فرمائے گا جس پر تم سوار ہو گے۔ اور سترہویں کے دن خداوند عالم فرماتا ہے کہ میں نے تمہیں اور تمہارے آباء واجداد کو بخش دیا ہے۔ اور اٹھارہویں کے دن خداوند عالم فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ امت محمدیہؐ کے لیے آئندہ سال تک طلب مغفرت کریں۔ اور انیسویں کے دن کوئی

فرشتہ ایسا باقی نہیں رہ جاتا جو تمہاری قبروں کی زیارت کے لیے تمہارے پروردگار سے اجازت طلب نہیں کرتا۔ اور جب وہ زیارت کے لیے آتے ہیں تو ہر فرشتہ کے پاس ایک ہدیہ اور مشروب ہوتا ہے اور جب بیس دن مکمل ہو جاتے ہیں تو خداوند عالم ستر ہزار فرشتوں کو بھیجتا ہے جو ہر شیطان رجیم سے تمہاری حفاظت کرتے ہیں اور تمہارے ہر روزے کے عوض تمہارے لیے سو سال کے روزوں کا ثواب لکھتا ہے اور جب اکیسویں کا دن ہوتا ہے تو خداوند عالم تمہاری قبروں کو ہزار فرسخ تک کشادہ کر دیتا ہے اور بائیسویں کے دن خداوند عالم تم سے منکر ونکیر کی ہولناکی کو دور کرتا ہے اور تم سے دنیا کے ہم وغم اور آخرت کے عذاب کو دور کرتا ہے اور تیئیسویں کے دن تم پل صراط سے نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ہمراہ گزر جاؤ گے اور چوبیسویں کے دن تم میں کوئی شخص اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا۔ جب تک جنت میں اپنا مکان نہیں دیکھ لے گا۔ اور پچیسویں کے دن خداوند عالم تمہارے لیے عرش کے نیچے سبز رنگ کے ہزار قبے تعمیر فرمائے گا اور چھبیسویں ... خداوند عالم تمہاری طرف نظر رحمت کرتا ہے۔ اور تمہارے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور ستائیسویں کے دن تمہیں اس قدر اجر وثواب ملے گا کہ گویا تم نے ہر مؤمن مرد اور ہر مؤمنہ عورت کی نصرت اور مدد کی ہے اور اٹھائیسویں کے دن خداوند عالم تمہارے لیے جنت الخلد میں نور کے ایک ہزار شہر بناتا ہے۔ اور انتیسویں کے دن خداوند عالم تمہیں ہزار ہزار حلّہ عطا فرماتا ہے اور ہر ہر محلّہ کے اندر ایک سفید رنگ کا قبہ ہے اور جب تیس دن پورے ہو جاتے ہیں تو خداوند عالم ہر ہر دن کے عوض جو گزر چکا ہے تمہارے لیے ہزار صدیق اور ہزار شہید کا ثواب لکھتا ہے۔ الحدیث۔ حدیث بہت طویل ہے اور اس میں ثواب جزیل مذکور ہے۔ میں نے اس کو مختصر کر کے یہاں پیش کیا ہے۔ (امالی شیخ صدوق وثواب الاعمال)

۱۰۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم کے کچھ فرشتے ہیں جو روزہ داروں کے ساتھ مؤکل ہیں جو ماہِ رمضان کی اول سے اس کی آخر تک روزہ داروں کے لیے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ اور ہر روز افطار کے وقت روزہ داروں کو پکار کر کہتے ہیں: اے خدا کے بندو! تمہیں بشارت ہو کہ تم نے بھوک تھوڑی برداشت کی ہے اور اب تم شکم سیری زیادہ کرو گے تمہیں مبارک ہو۔ حتیٰ کہ جب ماہِ مبارک کی آخری رات ہوتی ہے تو فرشتے انہیں ندا کرتے ہیں: اے خدا کے بندو! تمہیں بشارت ہو کہ خداوند عالم نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں اور تمہاری توبہ قبول کر لی ہے۔ اب دیکھو تم آئندہ کیا کرتے ہو۔ (الامالی)

۱۱۔ محمد بن حسن کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو کہ اپنے گھر میں ایک شخص سے فرما رہے تھے: اے ابو ہارون! جو شخص مسلسل دس ماہِ رمضان کے روزے رکھے وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (الخصال)

۱۲۔ یونس بن حمران رازی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جو شخص (بلا عذر) ماہِ رمضان کا ایک روزہ ترک کرے اس سے روح ایمان نکل جاتی ہے۔
(عقاب الاعمال)

۱۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب خزاز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ماہِ رمضان خدائے عزوجل کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔ (التہذیب)

۱۴۔ عبدالرحمن بن عوف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس کے روزے خداوند عالم نے تم پر فرض کئے ہیں لہٰذا جو شخص خلوص و ایمان کے ساتھ اس کے روزے رکھے وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح ماں کے شکم سے نکلا تھا۔ (ایضاً)

۱۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: تمہارے پاس ماہِ رمضان آگیا ہے جو کہ ایک مبارک مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے کہ جس کے روزے خدا نے تم پر فرض کئے ہیں اس میں جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو ہتھکڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل ہے جو شخص اس سے محروم ہو جائے وہ محروم ہے۔ (التہذیب، امالی طوسی)

۱۶۔ معمر بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خداوند عالم نمازِ فریضہ ادا کرنے کے بعد بندہ سے کسی نماز کے بارے میں، زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد کسی صدقہ کے بارے میں اور ماہِ رمضان کے روزوں کے بعد کسی روزہ کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔ (التہذیب)

۱۷۔ عبداللہ بن الحسین (الحسن) روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ماہِ رمضان نے ہر روزے کو اور عید قربان کی قربانی نے ہر قربانی کو منسوخ کر دیا ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خداوند عالم بندوں کو طاقت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ پھر امام علیہ السلام نے چند فرائض کا ذکر کر کے فرمایا: چنانچہ خداوند عالم نے پورے سال میں صرف ایک ماہ کے روزے فرض کئے ہیں جبکہ وہ اس سے زیادہ کی طاقت رکھتے تھے۔ (ایضاً)

۱۹۔ فضیل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص نماز پنجگانہ ادا کرے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے، حج بیت اللہ ادا کرے اور ہماری طرح عبادت بجا

لائے اور ہم تک راہ پائے (ہماری امامت وولایت کا اقرار کرے) خداوند عالم اس کے اسی طرح عمل قبول کرتا ہے جس طرح ملائکہ کے قبول کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (مقدمۃ العبادات باب ۱، اعداد الفرائض باب ۱۳، آداب الصائم باب ۱۱ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ و ۲۲ و ۲۹ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص جائز سمجھ کر ماہِ رمضان کا روزہ نہ رکھے اسے قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص ناجائز سمجھ کر نہ رکھے تو اسے دو بار تو تعزیر کرنا اور تیسری بار قتل کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے متعلق (شرعی) گواہوں نے گواہی دی ہے کہ اس نے ماہِ رمضان میں مسلسل تین دن تک روزہ نہیں رکھا تو؟ فرمایا: اس شخص سے پوچھا جائے کہ آیا وہ اپنے آپ کو گنہگار جانتا ہے یا نہ؟ پس اگر کہے کہ نہ! تو امام پر واجب ہے کہ اسے (مرتد ہو جانے کی وجہ سے) قتل کر دے اور اگر کہے: کہ ہاں! تو امام پر واجب ہے کہ اسے (تعزیراً) مار مار کر کمزور کر دے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں تین بار روزہ نہیں رکھا اور ہر بار اس کا معاملہ امام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو؟ فرمایا: (دو بار تعزیر لگانے کے بعد) تیسری بار اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن عمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ان کے پاس ایک ایسے گروہ کو پیش کیا گیا جسے ماہِ رمضان میں دن کے وقت کھاتے پیتے ہوئے پایا گیا تھا؟ حضرت امیر علیہ السلام نے ان سے اس طرح سوال و جواب کیا: آیا تم نے روزہ نہ رکھنے کی صورت میں کھایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! فرمایا: آیا تم یہودی ہو؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: آیا تم نصرانی ہو؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: دین اسلام کے مخالف دینوں میں سے کس دین کے پیرو ہو؟ عرض کیا: بلکہ ہم مسلمان ہیں فرمایا: پھر کیا تم مسافر ہو؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: کیا تمہیں کوئی ایسی تکلیف ہے جس کی وجہ سے روزہ افطار کیا ہے جس کا ہمیں احساس نہیں ہے! چونکہ تم اپنے حالات کو بہتر جانتے ہو جیسا کہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی

نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴾ (بلکہ انسان اپنے نفس کو بہتر جانتا ہے) عرض کیا: کہ ہم نے اس حالت میں صبح کی ہے کہ ہمیں کوئی تکلیف نہ تھی! راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضرت امیر علیہ السلام ہنسے اور فرمایا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ خدا واحد لاشریک ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسولؐ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم یہ تو گواہی دیتے ہیں کہ خدا واحد لاشریک ہے مگر ہم محمدؐ کو نہیں پہچانتے! آپؑ نے فرمایا: وہ خدا کے رسولؐ ہیں! انہوں نے کہا: ہم ان کو بحیثیت رسولؐ کے نہیں پہچانتے ہاں صرف اتنا جانتے ہیں کہ وہ ایک اعرابی تھے جنہوں نے (لوگوں کو) اپنی طرف دعوت دی! آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر اقرار کرو تو فبہا ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا! کہا: جو چاہیں کریں (ہم اقرار نہیں کرتے)۔ آنجنابؑ نے ان کو شرطۃ الخمیس (مخصوص پولیس) کے حوالہ کیا اور وہ انہیں پشت کوفہ کی طرف لے گئے وہاں جا کر حکم دیا کہ وہاں (بڑے بڑے) دو گڑھے ایک دوسرے کے پہلو میں کھودے جائیں اور ان کے درمیان ایک بڑا سا روشندان نما رکھا پھر فرمایا: میں تمہیں ان میں سے ایک گڑھے میں رکھتا ہوں اور دوسرے گڑھے میں آگ روشن کرتا ہوں تو اس طرح تمہیں دھوئیں سے قتل کروں گا! کہا: آپ جو چاہیں کرلیں۔ یہ دنیا کی زندگی ہے (جوں توں کر کے) گزر جائے گی! چنانچہ آپؑ نے ان کو ان سے دو گڑھوں میں سے ایک میں رکھوا دیا اور دوسرے گڑھے میں آگ روشن کرا دی۔ (اور اُدھر اس کا دھواں اور اس کی تپش ان تک پہنچنے لگی) اور ادھر جناب امیر علیہ السلام ان کو پکار پکار کر پوچھتے تھے: اب کیا کہتے ہو؟ وہ جواب میں برابر یہی کہتے جاتے تھے جو کرنا ہے کرلو۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں مر گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک بڑے یہودی نے حضرت امیر علیہ السلام کے اس فعل پر اعتراض کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: میں تجھے ان نو آیات کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر نازل ہوئیں۔ اور پانچ مقدس کینسوں کا واسطہ اور سمت دیان کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تو جانتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جناب یوشع بن نون کے پاس ایک گروہ کو لایا گیا تھا جو گواہی دیتے تھے کہ خدا واحد لاشریک ہے۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسول نہیں مانتے تھے۔ تو جناب یوشع علیہ السلام نے ان کو اسی طرح قتل کیا تھا؟ اس پر اس یہودی نے اقرار کیا کہ ہاں ایسا واقعہ رونما ہوا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ (الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قتل کا سبب دو چیزوں میں سے ایک ہے: (۱) روزہ نہ رکھنے کو جائز سمجھنا۔ (۲) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا انکار کرنا۔ (وھو الاظہر) اور یہ دونوں چیزیں ارتداد کا باعث ہیں۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان میں ایک روزہ نہ رکھے۔ اس سے روح ایمان خارج ہو جاتی ہے۔ (الفقیہ، عقاب الاعمال، المقنعہ، فضائل رمضان)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب ۱۲ ما یمسک عنہ الصائم میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جو ماہِ رمضان میں جماع کرے اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ متابعت کرے۔ اور مرد اسے مجبور نہ کرے اور بعد ازیں (مرتد کی حد میں) کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

ماہِ رمضان وغیرہ کی علامت رؤیت ہلال ہے۔ پس (ابتداء میں) روزہ واجب نہیں ہوتا مگر چاند دیکھ کر یا جب (شعبان کے) تیس دن گزر جائیں اور آخر روزہ کھولنا جائز نہیں ہے مگر (شوال کا) چاند دیکھ کر یا جب (ماہِ رمضان کے) تیس دن گزر جائیں اور اس سلسلہ میں یقین پر عمل کرنا واجب ہے نہ ظن وتخمین پر!

(اس باب میں کل اٹھائیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی سترہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے چاندوں کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: یہ مہینوں کے چاند ہیں۔ پس جب (ماہِ رمضان کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (شوال کا) چاند دیکھو تو روزہ کھولو۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند دیکھو تو روزہ کھولو۔ اور رائے وگمان پر عمل نہ کرو بلکہ (چاند) دیکھ کر۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع، الفقیہ، المقنعہ کذا عن الصادق علیہ السلام فی عدۃ احادیث)

۳۔ ابو العباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمای: روزہ چاند دیکھ کر رکھا جاتا ہے اور چاند دیکھ کر کھولا جاتا ہے اور دیکھنا یہ نہیں ہے کہ صرف ایک یا دو یا پچاس آدمی دیکھیں (بلکہ جب مطلع صاف ہوگا تو سینکڑوں آدمی دیکھیں گے)۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

۴۔ محمد بن فضیل حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر کھولو۔ (التہذیب)

۵۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھ اور دیکھ کر کھول اور اگر دو پسندیدہ (عادل) گواہ گواہی دیں کہ انہوں نے (پہلے) چاند دیکھا تھا تو اس روزہ کی قضا کر۔ (التہذیب، المقنعہ، الاستبصار)

۶۔ عبد الرحمن بن ابو عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب شعبان کی انتیسویں تاریخ ہوتی ہے تو (افق پر) بادل چھا جاتا ہے تو؟ فرمایا: روزہ نہ رکھ مگر یہ کہ خود چاند دیکھے۔ اور اگر

(بعد میں) دوسرے شہر والے (دیکھنے کی) گواہی دیں تو اس کی قضا کر۔ (التہذیبین)

۷۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھ اور اسے دیکھ کر ہی کھول۔ اور خبردار! شک اور ظن پر عمل نہ کر۔ اور اگر صورت حال مخفی ہو جائے تو پہلے مہینہ کے تیس دن پورے کر۔ (ایضاً)

۸۔ فضل بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل قبلہ پر چاند دیکھنے کے سوا کچھ نہیں ہے اور مسلمانوں پر چاند دیکھنے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع، المقنعہ، الفقیہ)

۹۔ علی بن محمد قاسانی کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام محمد تقی یا امام علی نقی علیہما السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ جس دن میں شک ہو کہ وہ ماہِ رمضان (کی یکم ہے) یا نہ؟ آیا اس دن روزہ (بہ نیت فرض) رکھا جائے یا نہ؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: یقین میں شک کو داخل نہیں ہونا چاہیئے! چاند دیکھ کر روزہ رکھ اور اسے دیکھ کر کھول۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شعبان کے انتیس (۲۹) شمار کر۔ پس اگر افق پر بادل چھائے ہوں تو صبح (استحبابی طور پر) روزہ رکھ اور اگر مطلع صاف ہو اور تم چاند دیکھو مگر نظر نہ آئے تو پھر روزہ نہ رکھ۔ (ایضاً)

۱۱۔ ہارون بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جب تو چاند دیکھ کر روزہ رکھے اور دیکھ کر ہی کھولے تو تو نے ماہِ رمضان کے روزے مکمل کر دیئے۔ دوسری روایت میں یہ تتمہ بھی موجود ہے کہ اگرچہ تو نے انتیس روزے رکھے ہوں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (کبھی) مہینہ اس طرح، اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے اور ہاتھوں سے اشارہ کر کے فرمایا: دس، دس دس اور (کبھی) اس طرح اس طرح اور اس طرح ہوتا ہے اور ہاتھوں کے اشارہ سے فرمایا: دس، دس اور نو۔ (التہذیب)

۱۲۔ ابوایوب ابراہیم بن عثمان خزاز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ماہِ رمضان خدا کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے لہٰذا اسے ظن و گمان کے ساتھ ادا نہ کرو۔ (ایضاً)

۱۳۔ ابو خالد واسطی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیماری سخت ہوئی تو فرمایا: سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں سے چار محترم مہینے ہیں: (۱) رجب جو کہ تنہا ہے۔

(۲) ذی القعدہ۔ (۳) ذی الحجہ۔ (۴) اور محرم جو کہ تینوں اکٹھے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہ مہینہ جس کے روزے فرض ہیں۔ یہ ماہِ رمضان ہے پس اس کا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر ہی کھولو اور اگر مہینہ مخفی (مطلع ابر آلود ہو) تو پھر شعبان کے تیس دن مکمل کرو۔ اور اکتیس روزے رکھو۔ (جن میں ایک یوم الشک کا استحبابی روزہ بھی شامل ہے)۔ (ایضاً)

۱۴۔ عبداللہ بن علی بن الحسین اپنے والد (علی) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشادِ خداوندی ﴿قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ (کہہ دو کہ یہ مہینے لوگوں کیلئے اور حج کیلئے اوقات ہیں) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ اوقات ہیں روزہ رکھنے کیلئے، کھولنے کیلئے اور ان کی حج کیلئے۔ (ایضاً)

۱۵۔ ابوعلی بن راشد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: روزہ نہ رکھو مگر چاند دیکھ کر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ بغیر دیکھے بہ نیت وجوب روزہ نہ رکھو۔

۱۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون کے نام مکتوب میں لکھا: ماہِ رمضان کا روزہ فرض ہے جو چاند دیکھ کر رکھا جاتا ہے اور دیکھ کر کھولا جاتا ہے۔ (عیون الاخبار، تحف العقول، الخصال)

۱۷۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ روزہ نہ رکھ مگر خود چاند دیکھ کر یا جب دو عادل آدمی (دیکھنے کی) گواہی دیں۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور باب ۵ و ۶ از وجوب صوم میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ و ۵ و ۶ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ۔ اور کچھ حدیثیں ایسی بھی آئینگی جو بظاہر ان کے منافی ہیں ہم وہاں ان کی وجہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

باب ۴

جو شخص تنہا ماہِ رمضان کا چاند دیکھے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے جبکہ اسے شک نہ ہو اور اگر آخر ماہِ رمضان کا چاند دیکھے تو اس پر روزہ کھولنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تنہا ماہِ رمضان کا چاند دیکھے اور کوئی نہ دیکھے تو آیا وہ روزہ رکھے؟

فرمایا: جب اسے کوئی شک نہ ہو (بلکہ دیکھنے کا یقین ہو) تو تنہا روزہ رکھے۔ ورنہ عام لوگوں کے ساتھ جب وہ رکھیں۔ (الفقیہ، التہذیب، قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی روایت میں یوں وارد ہے کہ جب اسے شک نہ ہو تو روزہ افطار کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جب شوال کا چاند دیکھنے میں اسے شک نہ ہو ورنہ جب ماہِ رمضان کا اس طرح چاند دیکھے کہ اسے شک نہ ہو تو پھر ضرور روزہ رکھے گا۔ (کما لا یخفی)

باب ۵

ماہِ رمضان کا انتیس دن کا ہونا جائز ہے اور جب رؤیت کے مطابق اتنے ہی دن بنتے ہوں تو پھر ایک دن کا روزہ قضا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ شرعی بینہ قائم ہو جائے کہ ایک دن پہلے رؤیت ثابت ہوگئی تھی اور اگر ہلال شوال مخفی ہو جائے تو پھر تیس دن پورے کرنا واجب ہیں اور یہی حکم ہر اس مہینہ کا ہے جس کا مطلع ابر آلود ہو جائے۔

(اس باب میں کل سینتیس حدیثیں ہیں جن میں سے چودہ مکرر حدیثوں کو چھوڑ کر باقی تیئیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کمی دوسرے مہینوں کو لاحق ہوتی ہے وہی ماہِ رمضان کو بھی لاحق ہوتی ہے پس جب انتیس روزے رکھ چکو اور پھر مطلع ابر آلود ہو جائے تو پھر تیس دن پورے کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ اسحاق بن جریر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہینہ اس طرح ہے اس طرح ہے اس طرح ہے دونوں ہتھیلیاں بند کرتے رہے اور کھولتے رہے (تیس دن) پھر فرمایا: اور اس طرح ہے، اس طرح ہے، اس طرح ہے۔ پھر ایک ایک کر کے انگلیاں کھولتے گئے۔ یہاں تک کہ ایک انگوٹھا رہنے دیا (انتیس دن)۔ میں نے عرض کیا کہ آیا ماہِ رمضان ہمیشہ پورا مہینہ (تیس دن کا) ہوتا ہے۔ یا وہ بھی دوسرے مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے؟ فرمایا: عام مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے! پھر فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے تمہارے ہاں (کوفہ میں) انتیس روزے رکھے تھے کہ (تیسویں دن) کچھ لوگ حاضر ہوئے اور انہوں نے شہادت دی: یا امیر المؤمنینؑ! ہم نے چاند دیکھا ہے! آپؑ نے حکم دیا کہ روزہ کھول دو۔

(التہذیب)

۳۔ مفضل اور زید شحام بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے چاندوں کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ فرمایا: یہ مہینوں کے چاند ہیں۔ جب چاند دیکھے تو روزہ رکھ اور جب اسے دیکھے تو کھول۔ راوی نے عرض کیا

کہ اگر مہینہ انتیس دن کا ہوتو آیا ایک دن کے روزہ کی قضا کروں؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ بینۂ عادلہ گواہی دے کہ اس نے اس سے پہلے چاند دیکھا تھا تو پھر اس دن کی قضا کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ سماعہ (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان کا روزہ دیکھ کر رکھا جاتا ہے ظن وگمان پر بنیاد نہیں رکھی جاسکتی اور ماہِ رمضان کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔ اور اسے وہی کمی اور بیشی لاحق ہوتی ہے جو دوسرے مہینوں کو لاحق ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۵۔ محمد بن فضیل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ جس دن کے (روزہ کے) متعلق شک ہو کہ آیا وہ ماہِ رمضان کا ہے یا شعبان کا تو؟ فرمایا: ماہِ رمضان بھی عام مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے اسے بھی وہی کمی وبیشی لاحق ہوتی ہے جو دوسرے مہینوں کو لاحق ہوتی ہے لہٰذا چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اور دیکھ کر کھولو۔ (فرمایا) مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ کوئی شخص اس کے ایک دن کا روزہ رکھنے میں (رویت سے پہلے) سبقت کرے۔ (ایضاً)

۶۔ معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ مہینہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کبھی ناقص نہیں ہوتا۔ (بلکہ پورے تیس دن کا ہوتا ہے) ذوالقعدہ ہے حالانکہ سال کے پورے (بارہ) مہینوں میں اس سے زیادہ کمی والا مہینہ اور کوئی نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اصحاب عدد کی رد موجود ہے جو کہتے ہیں کہ ماہِ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے اور شوال ہمیشہ ناقص ہوتا ہے اور ذوالقعدہ تام۔ و علی ھذا القیاس۔

۷۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان کو بھی وہی کمی اور زیادتی لاحق ہوتی ہے جو دوسرے مہینوں کو لاحق ہوتی ہے پس اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو پھر تیس دن پورے کرو۔ (التہذیب)

۸۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: جب (شوال کا) چاند دیکھو تو روزہ افطار کرو۔ یا کوئی عادل مسلمان گواہی دے اور اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو پوری راتیں شمار کرو پھر افطار کرو۔ (التہذیب والاستبصار، الفقیہ)

۹۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ماہِ رمضان کے انتیس روزے رکھے تھے۔ فرمایا کہ اگر بینہ عادلہ (دو عادل گواہ) کسی شہر والوں کے بارے میں شہادت دیں کہ انہوں نے چاند دیکھ کر تیس روزے رکھے ہیں تو پھر یہ ایک روزہ کی قضا کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے چاند دیکھ کر ماہِ رمضان کے انتیس روزے رکھے ہیں اور کسی روزہ کی قضا نہیں کی۔ راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے بھی ماہ مبارک کے روزے رکھے ہیں اور کوئی قضا نہیں کی۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ مہینے اس طرح ہوتے ہیں کہ کوئی اس طرح (پورے تیس دن) اور کوئی اس طرح (انتیس دن)۔ (التہذیب)

۱۱۔ ابو خالد واسطی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ماہ (رمضان) بوجہ (آلودگی) مخفی ہو جائے تو شعبان کے پورے تیس دن شمار کرو اور کل اکتیس روزے (بشمول یوم الشک) رکھو۔ پھر فرمایا: ایہا الناس! کوئی مہینہ اس طرح (پورا) اور کوئی مہینہ اس طرح (ناقص) ہوتا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ماہِ رمضان کے انتیس روزے رکھے اور ہم نے کوئی قضا نہیں کی اور آپؐ اسے پورا خیال کرتے تھے۔ نیز حضرتؑ نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماہِ رمضان میں کسی اور مہینہ کا کوئی دن داخل کرے وہ خدا پر اور مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ (ایضاً)

۱۲۔ جابر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نہیں جانتا کہ میں نے (ماہِ رمضان کے) جو روزے پورے تیس دن رکھے ہیں وہ زیادہ ہیں اور یا جو انتیس دن رکھے وہ ادھورے ہیں! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اس طرح ہوتا ہے۔ (پورا) اور کوئی اس طرح (ادھورا) ہوتا ہے اور ہاتھ سے انتیس گر ہیں دیں۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا غلام صابر بیان کرتا ہے کہ میں نے آنجناب علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص دیکھ کر روزہ رکھتا ہے اور دیکھ کر کھولتا ہے اور اسی طرح وہ انتیس دن کے روزے رکھتا ہے۔ آیا وہ ایک دن کی قضا کرے؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: نہ۔ مگر یہ کہ دو عادل گواہ گواہی دیں کہ انہوں نے ایک رات پہلے چاند دیکھا تھا تو پھر ایک دن کی قضا کرے۔ (ایضاً)

۱۴۔ یعقوب احمر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا ماہِ رمضان ہمیشہ تام ہوتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ یہ بھی (عام) مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے (جو کبھی پورا ہوتا ہے اور کبھی ادھورا)۔ (ایضاً)

۱۵۔ قطر بن عبد الملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان کو بھی وہی کمی لاحق

ہوتی ہے جو دوسرے مہینوں کو لاحق ہوتی ہے پس جب انتیس دن روزے رکھ چکو اور پھر مطلع ابر آلود ہو جائے (اور اس طرح ہلال عید نظر نہ آئے) تو پھر تیس کا عدد مکمل کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کئی حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کئی اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۶۔ معاذ بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ رمضان کے انتیس روزے تیس روزوں کی نسبت زیادہ رکھے ہیں؟ فرمایا: یہ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعثت کے دن سے لے کر اپنی وفات تک کبھی تیس دن سے کم روزے نہیں رکھے تھے اور جب سے خدا نے آسمان و زمین خلق کئے ہیں ماہِ رمضان تیس شب و روز سے کبھی کم ہوا ہی نہیں! (التہذیب والاستبصار)

۱۷۔ حذیفہ بن منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے اس میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع، الاستبصار)

بروایتے فرمایا: بخدا! اس میں کبھی کمی واقع نہیں ہوئی۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال)

۱۸۔ نیز حذیفہ بن منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: نہ بخدا۔ نہ بخدا۔ نہ بخدا۔ ماہِ رمضان تیس دن اور تیس رات سے نہ کبھی کم ہوا ہے اور نہ کبھی کم ہوگا۔ ابوعمران منشو کہتا ہے کہ میں نے حذیفہ سے کہا کہ شاید امام علیہ السلام نے تیس رات اور تیس دن فرمایا ہو جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رات دن سے پہلے ہوتی ہے؟ حذیفہ نے کہا کہ میں نے آپ سے اسی طرح سنا (جیسا بیان کیا ہے کہ تیس دن اور تیس رات فرمایا)۔

(ایضاً، کذا عن معاذ بن کثیر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اس حدیث (کہ ماہِ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے) کے بارے میں فرماتے ہیں: (۱) یہ روایت شاذ ہے اصول معتمدہ میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی حذیفہ کی کتاب میں ہے۔ (۲) اس کا اسناد مضطرب اور الفاظ مختلف ہیں۔ (۳) یہ خبر واحد ہے اور موجب علم و عمل نہیں ہے۔ (۴) یہ ظاہر قرآن اور اخبار متواترہ (جن کا ایک شمہ اسی باب میں مذکور ہے) کے معارضہ کی تاب و توانائی نہیں رکھتی۔ (۵) علاوہ اس میں یہ ہرگز مذکور نہیں ہے کہ روزہ پورے تیس دن ہی رکھنا چاہیئے نہ کہ مہینہ کا۔ (۶) ہاں اس میں صرف اس بات کی نفی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس دن سے زیادہ انتیس دن کا روزہ رکھا ہے۔ اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کبھی کمی کا اتفاق نہیں ہوا۔ آئندہ کی کوئی نفی نہیں ہے اور

جہاں کمی کی نفی کی گئی ہے یہ بھی غالب پر محمول ہے کہ غالباً ماہِ رمضان کم نہیں ہوتا۔ بلکہ عام طور پر پورا ہوتا ہے۔

۱۹۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ ﴿وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ﴾ (تا کہ عدد کو مکمل کرو) کی تفسیر میں فرمایا: اس سے پورے تیس دن روزے رکھنا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب مطلع ابر آلود ہو اور شوال کا چاند نظر نہ آئے۔

۲۰۔ یعقوب بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتیس دن کے روزے بہ نسبت تیس دن کے زیادہ رکھے ہیں؟ فرمایا: یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ پورے روزے رکھے ہیں اور یہی خدا کے اس فرمان کا مطلب ہے کہ فرماتا ہے: (تا کہ تم عدد کو مکمل کرو) پس ماہِ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے اور شوال انتیس دن، ذوالقعدہ تیس دن کا۔ جو کبھی کم نہیں ہوتا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً﴾ (کہ ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ (جو یہی ذوالقعدہ کی راتیں تھیں) اور ذوالحجہ انتیس دن کا ہوتا ہے پھر تمام مہینے اسی ترتیب سے یعنی ایک مہینہ تام اور دوسرا ناقص۔ اور شعبان ہمیشہ ناقص ہوتا ہے جو کبھی تام نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۲۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے دنیا (آسمان و زمین) کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ پھر ان کو سال کے دنوں سے جدا کر دیا۔ اور سال کے دن (اب) تین سو چون دن ہیں۔ شعبان کبھی تام نہیں ہوتا اور ماہِ رمضان بخدا کبھی ناقص نہیں ہوتا۔ اور کبھی فریضہ ناقص نہیں ہوتا۔ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ﴾ (تا کہ عدد کو پورا کرو) شوال انتیس دن کا ہوتا ہے اور ذوالقعدہ تیس دن کا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً﴾ (کہ ہم نے جناب موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا۔ اور ہم نے ان کے دس راتیں اور ملا کر مکمل کر دیا۔ اس طرح خدا کی میقات پوری چالیس راتوں کی ہوگئی)۔ ذوالحجہ انتیس دن کا۔ محرم تیس دن کا۔ پھر بعد ازاں اسی حساب سے ایک مہینہ تام اور ایک ناقص ہوتا ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یاسر خادم امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا ماہِ رمضان انتیس دن کا بھی ہوتا ہے؟ فرمایا: ماہِ رمضان کبھی تیس دن

سے کم نہیں ہوتا۔ (الفقیہ، الخصال)

۲۳۔ محمد بن یعقوب بن شعیب اپنے والد (یعقوب سے) اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: ماہِ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ﴾ (تاکہ تم عدد کو پورا کرو) اور تام و کامل عدد تیس دن ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ کے اس قسم کی حدیثوں کی جو توجیہات بیان کی ہیں وہ حدیث نمبر سولہ (۱۶) کے تحت بیان کی جا چکی ہیں۔ علاوہ بریں ان حدیثوں کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ واقع اور نفس الامر میں ماہِ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہی ہوتا ہے مگر ہم ظاہر کے پابند ہیں کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھیں اور چاند دیکھ کر کھولیں۔ اسی لیے ایک دن کی قضا کا حکم وارد نہیں ہوا۔ (مگر جہاں رؤیت کے مقدم ہونے پر بینہ عادلہ قائم ہو جائے)۔ اور اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ جب رؤیت کے مطابق صرف انتیس دن بنتے ہوں۔ تب بھی اجر و ثواب پورے تیس دن کا ملے گا۔ لہٰذا اس کے شرف و کمال میں کوئی نقص نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے فضل و کمال میں پورا سمجھا جائے گا۔ نیز ممکن ہے اس سے مراد یہ ہو کہ شعبان کے تیسویں دن کا بھی روزہ رکھنا چاہیئے (تاکہ ماہِ رمضان سے وصال ہو جائے) اور اس طرح تیس روزے مکمل ہو جائیں۔ (واللہ اعلم)۔

باب ۶

جو شخص ماہِ رمضان کی تیس تاریخ کو روزہ رکھ کر صبح کرے اور پھر دو عادل گواہ رؤیت ہلال کی شہادت دیں تو اس پر روزہ کھولنا واجب ہے اگرچہ زوال کے بعد ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دو (عادل) گواہ امامؑ کے پاس گواہی دیں کہ انہوں نے تیس کی رات چاند دیکھا ہو تو امام اس دن روزہ افطار کرنے کا حکم دے گا۔ جبکہ زوال سے پہلے ہو (اور نماز عید بھی پڑھے گا) اور اگر زوال کے بعد تو امام روزہ افطار کرنے کا حکم تو دے گا مگر نماز (عید) کو دوسرے دن تک مؤخر کرے گا۔ اور پھر پڑھائے گا۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ جب لوگ چاند نہ دیکھیں اور روزہ کی حالت میں صبح کریں اور ایک گروہ آکر شہادت دے کہ اس نے چاند دیکھا ہے تو روزہ افطار کر دیں اور دوسرے دن علی الصبح نماز عید پڑھنے کے لیے برآمد ہوں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد

(باب ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

جب کسی قیدی کو ماہِ رمضان کی آمد کا علم نہ ہو سکے تو اس پر اس مہینہ میں روزہ رکھنا واجب ہے جس کے متعلق ظن غالب ہو کہ ماہِ صیام ہے پس اگر بعد میں موافقت کا علم ہو گیا یا بدستور اشتباہ قائم رہا یا ماہِ صیام کے بعد رکھنے کا انکشاف ہوا تو رکھے ہوئے روزے کافی سمجھے جائیں گے اور اگر اس سے پہلے رکھنے کا علم ہوا تو پھر قضا واجب ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کو رومی قید کر کے لے گئے اور اسے معلوم نہ ہو سکا کہ ماہِ رمضان کب ہے تو؟ فرمایا: جس مہینہ کے بارے میں اسے ظن و گمان ہو کہ وہ ماہِ رمضان ہے اس میں روزہ رکھے پس اگر یہ مہینہ (واقعی) ماہِ رمضان سے پہلے ہوا تو رکھے ہوئے روزے کافی نہ ہونگے۔ اور اگر اس کے بعد ہوا تو پھر کافی ہونگے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کو روم والے پکڑ کر لے گئے۔ اور وہاں جا کر قید کر دیا۔ اور اسے کوئی ایسا شخص نہ مل سکا جس سے پوچھتا۔ لہٰذا اس پر مہینے مشتبہ ہو گئے اب وہ ماہِ رمضان کے روزوں کے بارے میں کیا کرے؟ فرمایا: ایک مہینہ کی جستجو کرے اور اس کے روزے رکھے! یعنی تیس دن۔ اور جب قید سے آزاد ہو یا کسی سے پوچھنے پر قادر ہو تو دیکھے کہ اگر اس نے ماہِ صیام سے پہلے رکھے ہیں تو پھر کافی نہیں ہیں اور اگر اسے ماہِ صیام میں رکھنے کی توفیق ہوگئی ہے۔ یا اس کے بعد تو پھر کافی ہیں۔ (المقنعہ)

باب ۸

زوالِ آفتاب سے پہلے یا اس کے بعد چاند کے نظر آنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے پس اگر ماہِ رمضان کی ابتداء میں ایسا اتفاق ہو تو اس دن کا روزہ واجب نہیں ہے اور اگر اس کے آخر میں ایسا ہو تو اس دن افطار بھی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں: جب (شوال) کا چاند دیکھو تو روزہ نہ رکھو۔ اور اگر کوئی عادل گواہی دے تو اس پر مسلمانوں میں سے کئی عادل آدمیوں کو گواہ بناؤ۔ اور اگر پہلے چاند نظر نہ آئے اور اب دوپہر کو یا اس کے بعد نظر آ جائے (تو اسے سابقہ شب کا چاند سمجھ کر روزہ افطار نہ کرو بلکہ) رات تک روزہ مکمل کرو۔ اور اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو پوری تیس راتیں (دن) شمار کر کے روزہ رکھو۔ بعد ازاں افطار کرو۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ جراح مدائنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شوال کا چاند ماہِ رمضان کے (آخری) دن میں دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اس دن کا روزہ مکمل کرے۔ (التہذیب)

۳۔ اسحاق بن عمار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ انتیسویں شعبان کو مطلع ابر آلود ہو جاتا ہے تو ماہِ رمضان کے چاند کے بارے میں کیا کیا جائے؟ فرمایا: اس دن (ماہِ رمضان سمجھ کر) روزہ نہ رکھ۔ اور اگر کسی اور شہر والے لوگ گواہی دیں کہ انہوں نے (اس ماہ کا) چاند دیکھا ہے تو پھر اس کی قضا کر۔ اور اگر اسے دوپہر کو دیکھو تو اس دن کا روزہ رات تک مکمل کرو۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے ماہِ شعبان کے یوم الشک والے مستحبی روزہ پر محمول کیا ہے کہ اس کی تکمیل مستحب ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد شوال کا چاند ہو۔ (**وھو الظاھر**)

۴۔ محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! جب مطلع ابر آلود ہو اور ماہِ رمضان کا چاند نظر نہ آئے اور دوسرے دن زوال سے پہلے یا بسا اوقات زوال کے بعد نظر آ جائے تو کیا زوال سے پہلے نظر آنے کی صورت میں روزہ افطار کر دیں یا نہ؟ (اگر رکھا ہو)۔ امامؑ نے جواب میں لکھا: روزہ کو رات تک مکمل کرو کیونکہ جب چاند مکمل ہوتا ہے (تو آنے والی رات کا چاند) زوال سے پہلے بھی نظر آ جاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ عبید بن زرارہ اور عبداللہ بن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دن کے وقت زوال سے پہلے چاند نظر آ جائے تو یہ شوال کا چاند (یعنی سابقہ رات کا) سمجھا جائے گا۔ اور اگر زوال کے بعد نظر آئے تو یہ دن رمضان کا سمجھا جائے گا (اور یہ چاند آنے والی رات کا)۔

(ایضاً، کذا عن حماد بن عثمان عن الصادق علیہ السلام۔ کما فی الفروع والتھذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کی وجہ سے ظاہر قرآن اور اخبار متواترہ پر ایراد نہیں کیا جا سکتا اور پھر اس کی یہ تاویل کی ہے کہ جب کسی اور جگہ سے رؤیت ہلال کی تصدیق ہو جائے اور زوال سے پہلے چاند بھی نظر آ جائے تب اسے سابقہ رات کا سمجھا جائے گا نیز یہ بھی

امکان ہے کہ اسے اغلب پر یا تقیہ پر محمول کیا جائے۔

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مغیریہ خیال کرتے ہیں کہ آج کا دن آنے والی رات کا ہوتا ہے؟ فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ آج کا دن گزشتہ رات کا ہوتا ہے ان کے ہم مسلک لوگ جو پہلی رات کا چاند دیکھتے تھے تو کہتے تھے محترم مہینہ داخل ہو گیا ہے۔ (روضۂ کافی)

۷۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود جراح (مدائنی) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادِ خداوندی ﴿وَ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ (رات تک روزہ کو مکمل کرو) کی تفسیر میں فرمایا: یعنی ماہِ رمضان کا روزہ لہٰذا جو شخص دن میں چاند دیکھے اس پر لازم ہے کہ رات تک روزہ مکمل کرے۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۹

چاند کے شفق کے زائل ہونے کے بعد غروب ہونے یا اس کے طوق دار ہونے یا اس میں سر کے سایہ کے نظر آنے یا مشرقی جانب سے اس کے مخفی ہونے (کی علامتوں کا) کوئی اعتبار نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعلی بن راشد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے میری طرف ایک مکتوب ارسال کیا جس کی تاریخ یہ لکھی: منگل کے دن جبکہ ہنوز شعبان کی ایک رات باقی ہے اور یہ ۲۳۲ھ کی بات ہے اور بدھ کا دن شک کا دن تھا۔ پس اہل بغداد نے خمیس کے دن روزہ رکھا اور انہوں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے خمیس کی رات چاند دیکھا ہے۔ اور (مغربی) شفق (کی سرخی) کے زائل ہونے کے کافی دیر بعد غروب ہوا۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا یہ عقیدہ پختہ ہوا کہ خمیس کا روزہ ہی درست ہے۔ اور ہمارے ہاں بغداد میں مہینہ (کی ابتداء) بدھ کو تھی (اس طرح تیس دن پورے ہوئے) میں نے یہ تمام صورت حال امام علیہ السلام کو لکھ بھیجی تو امام علیہ السلام نے جواب میں مجھے لکھا: خدا تمہاری توفیق میں اضافہ فرمائے۔ تو نے ہمارے روزہ کے مطابق روزہ رکھا ہے۔ ابوعلی کہتے ہیں کہ بعد ازاں امامؑ سے ملاقات ہوئی اور میں نے جو کچھ خط میں لکھا تھا۔ اس کے بارے میں بالمشافہ بات کی۔ امامؑ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں نہیں لکھا تھا کہ میں نے خمیس کے دن روزہ رکھا تھا۔ (پھر فرمایا) اور روزہ نہ رکھ مگر دیکھ کر! (التہذیب)

۲۔ محمد بن مرازم اپنے باپ (مرازم) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چاند طوق دار ہو تو وہ دوسری رات کا ہوتا ہے اور جب تم اس میں اپنے سر کا سایہ دیکھو تو وہ تیسری رات کا ہوتا ہے

(یعنی غالباً ایسا ہوتا ہے)۔ (کتب اربعہ)

۳۔ اسماعیل بن الحسن (بحر) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چاند شفق (مغربی سرخی) سے پہلے غروب ہو جائے تو وہ پہلی رات کا ہوتا ہے اور اگر اس کے زائل ہونے کے بعد غروب ہو تو وہ دوسری رات کا ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ جب دن بے بادل نہ ہو تو اس سے مہینہ کے داخل ہونے کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور اقرب یہ ہے کہ اسے تقیہ پر یا اس علامت کے اغلبی ہونے پر محمول کیا جائے۔

۴۔ داؤد رقی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب صبح سویرے مشرقی جانب چاند کو ڈھونڈا جائے اور وہ نہ ملے تو وہ اس طرف پہلی کا چاند ہوتا ہے۔ نظر آئے یا نہ آئے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ غالب پر محمول ہے کہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے یا محمول بر تقیہ ہے کیونکہ یہ عامہ کی روایات اور ان کے عمل کے مطابق ہے۔

باب ۱۰

گزشتہ سال جس دن (ماہِ مبارک کی) یکم تھی اس کے پانچویں دن اور یکم رجب کے ساٹھویں دن اور جس روز گزشتہ سال عید قربان تھی اسی روز اس سال (ماہِ رمضان کی یکم سمجھ کر) روزہ رکھنا مستحب ہے مگر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمز د کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عثمان جدری (ہیثم الخدری) سے اور وہ اپنے بعض مشائخ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس دن اس سال (ماہِ رمضان کا) روزہ رکھا تھا۔ آئندہ سال اس کے پانچویں دن روزہ رکھو۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن فرج نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آپ کے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام سے روزہ رکھنے کے بارے میں جو حساب مروی ہے کہ جس دن گزشتہ سال (ماہِ صیام) کی پہلی تاریخ تھی اس کے بعد پانچ دن شمار کیے جائیں تو جو پانچواں دن ہوگا اس سال اس دن پہلی تاریخ ہوگی؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ یہ صحیح ہے مگر ہر چار سالوں تک تو پانچ پانچ شمار کر لیکن پانچویں سال پہلے اور اس سال کے درمیان چھ دن شمار کر اور عام حالات میں وہی پانچ پانچ دن۔ سیاری (راوی حدیث) بیان

کرتے ہیں کہ یہ حساب کبیسہ سن و سال کے حساب سے درست ہے اور ہمارے اصحاب نے اس کا حساب کیا جسے صحیح پایا۔ نیز سیاری بیان کرتے ہیں کہ محمد بن الفرج نے ۲۳۸ھ میں انہیں یہ حساب لکھ کر بھیجا تھا۔ اور یہ حساب صرف اس شخص کے لئے سودمند ہے کہ جو سن و سال کو جانتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ "سنۂ کبیسہ" کب تھا۔ وہ اس سے معلوم کرسکتا ہے۔ کہ ماہِ رمضان کی کیم تاریخ کب ہے؟ پس جب پہلی تاریخ کا چاند صحیح ہوگا اور وہ شخص سن و سال کو جانتا ہوگا تو اس کے لیے یہ صحیح ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۳۔ عمران زعفرانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے ہاں عراق میں دو دو تین تین دن بادل چھا جاتے ہیں تو کس دن روزہ رکھیں؟ فرمایا: دیکھو کہ گزشتہ سال کس دن روزہ رکھا تھا۔ اس سے شروع کر کے پانچ دن شمار کرو۔ اور پانچویں دن روزہ رکھو۔

(الفروع، المقنع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے اور یہ کہ اس دن شعبان کا روزہ سمجھ کر رکھے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رجب کی پہلی تاریخ معلوم ہو تو اس سے لے کر انسٹھ (۵۹) دن شمار کر اور ساٹھویں دن روزہ رکھ۔

(الفقیہ، المقنع، فضائل شہر رمضان)

۵۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: عید قربان اس دن ہوتی ہے جس دن (کیم ماہِ رمضان کا) روزہ رکھا جاتا ہے اور روزِ عاشوراء اس دن ہوتا ہے جس دن روزہ کھولا جاتا ہے (عید الفطر ہوتی ہے)۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو یوم الشک کے روزہ کے باب میں نقل کیا ہے اور اس کا مفہوم یہ لیا ہے کہ عید قربان اول رمضان کے مطابق اور روزِ عاشوراء اول شوال (عید الفطر) کے موافق ہوتا ہے۔ اور یہ حکم اغلبی ہے۔ کلی نہیں ہے۔ اور اس کے مطابق (شرعی طور پر) حکم دینا ممکن نہیں ہے۔

۸۔ جناب سید بن طاؤسؒ اسحاق بن ابراہیم کی کتاب حلال و حرام سے نقل کرتے ہیں کہ عاصم بن حمید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جس دن روزہ رکھا تھا اس کو اور اس کے بعد تین دن شمار کرو۔ اور پانچویں دن روزہ رکھو۔ اس طرح کرو گے تو کبھی نہیں چوکو گے۔ (کتاب الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

چاند دو عادل مردوں کی گواہی دینے سے ثابت ہو جاتا ہے اور صرف عورتوں کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتا۔ اور جب آسمان پر بادل نہ ہو اور گواہیاں باہم معارض ہو جائیں تو پھر پچاس آدمیوں کی گواہی معتبر ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں چاند کے معاملہ میں نافذ نہیں کرتا مگر دو عادل مردوں کی گواہی کو۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم (امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا) چاند کے معاملہ میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چاند کے بارے میں عورتوں کی شہادت جائز (نافذ) نہیں ہے اور صرف دو عادل مردوں کی شہادت جائز (نافذ) ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اور اگر تمہارے پاس دو پسندیدہ (عادل) گواہی دیں کہ انہوں نے (ایک دن پہلے) چاند دیکھا تھا تو پھر اس دن کی قضا کرو۔ (التہذیب والاستبصار، المقنعہ)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ماہِ رمضان کے کس دن کے روزہ کی قضا کی جائے؟ فرمایا: کسی کی قضا نہ کرے مگر یہ کہ نمازیوں میں سے دو شاہد عادل ثابت کریں کہ ماہِ مبارک کی ابتداء کب تھی؟ (یعنی ایک دن پہلے تھی)۔ (التہذیب)

۶۔ محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب (شوال کا) چاند دیکھو تو روزہ نہ رکھو۔ یا مسلمانوں کا بیّنہ عادلہ گواہی دے کہ اس نے دیکھا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ لفظ ''عدل'' ایک اور ایک سے زائد پر بولا جاتا ہے پس جب اس کے ساتھ لفظ ''بیّنہ'' نہ ہو یا ''عدول'' نہ ہو تو پھر اس سے دو یا اس سے زائد عادل گواہ مراد لیے جائیں گے۔

۷۔ شعیب بن یعقوب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں طلاق اور چاند کے معاملہ میں صرف دو (عادل) مردوں کی گواہی کو نافذ سمجھتا ہوں۔ (التہذیب)

۸۔ ابوایوب ابراہیم بن عثمان خزاز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ رؤیت ہلال کے بارے میں کس قدر گواہ درکار ہیں؟ فرمایا: ماہِ رمضان خداوند عالم کے فرائض میں سے ایک (اہم) فریضہ ہے لہٰذا اسے ظن وگمان سے ادا نہ کرو اور رؤیت ہلال کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ چند آدمی اٹھ کھڑے ہوں۔ ایک کہے کہ میں نے دیکھا ہے اور دوسرے کہیں کہ ہم نے تو نہیں دیکھا۔ جب ایک دیکھے گا تو سو دیکھے گا۔ اور جب سو آدمی دیکھے گا تو ہزار دیکھے گا۔ اور جب آسمان پر کوئی علت (بادل اور گرد وغبار) نہ ہو تو پچاس آدمیوں سے کم کی گواہی کافی نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب آسمان پر کوئی علت موجود ہو تو پھر ایسے دو شخصوں کی گواہی قبول کی جائے گی جو شہر میں آتے جاتے ہوں۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (ماہِ صیام کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (شوال کا) دیکھو تو افطار کرو اور رائے اور ظن سے روزہ نہ رکھو۔ اور رؤیت ہلال کا یہ طریقہ درست نہیں ہے کہ دس آدمی دیکھنے کھڑے ہوں۔ پس ان میں سے ایک تو کہے وہ (چاند) یہ ہے! اور باقی نو (۹) دیکھیں مگر ان کو نظر نہ آئے! جب ایک شخص دیکھے گا تو دس ہزار افراد دیکھیں گے اور جب کوئی مانع ہو تو پھر شعبان کے پورے تیس دن پورے کرو۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۱۰۔ ابوالعباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ چاند دیکھ کر رکھا جاتا ہے اور دیکھ کر کھولا جاتا ہے اور رؤیت ہلال اس طرح نہیں ہے کہ صرف ایک شخص دیکھے یا دو یا پچاس۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۱۱۔ حبیب خزاعی (خثعمی، جماعی) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (جب مطلع صاف ہو) تو پچاس آدمیوں سے کم کی گواہی نافذ نہیں ہے جو قسامہ کا عدد ہے ہاں دو گواہوں کی شہادت اس صورت میں نافذ ہوتی ہے کہ جب شہر میں کوئی علت (ابر وغبار وغیرہ) ہو اور وہ باہر سے آئیں اور بتائیں کہ انہوں نے خود چاند دیکھا ہے یا ایسے گروہ کا پتہ بتائیں جو چاند دیکھ کر روزہ رکھتے ہیں اور دیکھ کر کھولتے ہیں (کہ انہوں نے رکھا ہے یا کھولا ہے)۔ (التہذیبین)

۱۲۔ عبداللہ بن بکیر بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر کھول۔ اور رؤیت ہلال کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک یا دو شخص آئیں اور کہیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے بلکہ

اصل رؤیت تو یوں ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں نے چاند دیکھا ہے اور دوسری تمام قوم کہے کہ یہ سچ کہتا ہے۔

(التھذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اس صورت پر محمول ہیں کہ جب دو چار آدمیوں کی رؤیت میں شبہ ہو اور وہ لوگ متہم ہوں اور حاضر لوگ ان کی تکذیب کریں کیونکہ غالباً اسی طرح ہوتا ہے کہ جب ایک دو شخص چاند دیکھتے ہیں تو پھر تمام حاضرین بھی دیکھتے ہیں لہٰذا ایسی صورت حال میں ایک دو شخصوں کا دعویٰ کرنا باعث تہمت ہوتا ہے یا یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب مدعی رؤیت عادل نہ ہوں تا کہ پچاس آدمیوں کی گواہی سے شیاع حاصل ہو جائے۔ (جس میں عدالت معتبر نہیں ہے) اور جس حدیث میں پچاس آدمیوں کی شہادت کو رد کیا گیا ہے یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس سے زائد افراد ان کے خلاف گواہی دیں۔

۱۳۔ داؤد بن حصین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: عید الفطر کے بارے میں صرف دو عادل مردوں کی گواہی نافذ ہے عورتوں کی گواہی نافذ نہیں ہے مگر روزہ (رکھنے) کے بارے میں عورتوں کی شہادت میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ ایک عورت ہو۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے مستحبی روزہ پر محمول کیا ہے۔

۱۴۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرضہ کے سلسلہ میں ایک شخص کی گواہی اور قسم کے ساتھ فیصلہ کیا مگر چاند کے سلسلہ میں صرف دو عادل گواہوں کی گواہی سے فیصلہ کرتے تھے (نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۶ و ۱۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

شیاع سے اور قریبی شہر میں نظر آ جانے سے چاند ثابت ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہِ رمضان کے اس دن کے بارے میں پوچھا گیا جس کی قضا کی جاتی ہے؟ فرمایا: اس کی کوئی قضا نہ کر مگر یہ کہ تمام نمازیوں میں سے دو عادل گواہ اپنی گواہی سے ثابت کریں کہ مہینہ کی ابتداء کب تھی؟ اور فرمایا: جس دن کی قضا کی جاتی ہے تو اس دن روزہ نہ رکھ مگر یہ کہ سب شہروں والے اس (دن روزہ رکھنے) کا فیصلہ کریں تو پھر تو

بھی رکھ۔ (التہذیب)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر شعبان کی انتیسویں تاریخ کو مطلع ابر آلود ہو جائے تو؟ فرمایا: اس دن روزہ نہ رکھ مگر یہ کہ تمام شہروں والے رکھنے کا فیصلہ کریں اگر ایسا کریں تو پھر تو بھی رکھ۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالحمید ازدی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں پہاڑی علاقہ میں ایک ایسی بستی کے اندر ہوتا ہوں جو پانچ سو نفوس پر مشتمل ہے تو (روزہ کب رکھوں؟) فرمایا: ان لوگوں کے ساتھ روزہ رکھ اور انہی کے ساتھ افطار کر۔ (ایضاً)

۴۔ ابوالجارود اور زیاد بن منذر عبدی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب (عام) لوگ روزہ رکھیں تو تو بھی رکھ اور جب وہ نہ رکھیں تو تو بھی نہ رکھ۔ کیونکہ خداوند عالم نے چاندوں کو لوگوں کے لیے اوقات مقرر کیا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے چاند کے بارے میں سوال کیا کہ جب تمام قوم دیکھے اور اتفاق کر لے کہ وہ دوسری رات کا ہے تو آیا وہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ، التہذیب)

۶۔ سماعہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ماہِ رمضان کے ایک دن کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو؟ فرمایا: جب کسی شہر والے بوجہ رویت اس دن کے روزہ رکھنے پر متفق ہو جائیں تو تُو اس کی قضا کر۔ جبکہ وہ شہر والے پانچ سو انسان ہوں۔ (ایضاً)

۷۔ باب المواقیت (باب ۲۰ میں) ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا یہ ارشاد نقل ہو چکا ہے کہ تجھ پر تمہاری مشرق و مغرب لازم ہے اور لوگوں پر جانچ پڑتال لازم نہیں ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ دور شہر کے رہنے والوں پر محمول ہے۔ ورنہ قریبی شہروں کی مشرق و مغرب ایک ہوتی ہے۔

باب ۱۳

روزہ رکھتے، کھولتے اور عیدالاضحیٰ کے سلسلہ میں مخالفین کے قول پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل رازی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ روزہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ کیونکہ مروی

ہے کہ وہ (مخالفین) روزہ کے لیے موفق نہیں ہوں گے؟ فرمایا: ہاں ایک فرشتہ کی بد دعا ان کے متعلق قبول ہو گئی۔! عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں وہ کس طرح؟ فرمایا: جب لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا تو خداوند عالم نے ایک فرشتہ کو حکم دیا جس نے ندا دی! اے ظالم اور اپنے نبی کی ذریت کی قاتل امت! خدا تمہیں (صحیح تاریخ پر) روزہ رکھنے اور عید الفطر منانے کی توفیق نہیں دے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

۱۔ رزین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام پر تلوار کا وار ہوا اور امام علیہ السلام زمین پر گرے اور (قاتل) بڑھا تا کہ ان کا سر قطع کرے تو ایک منادی نے بالائے عرش سے ندا دی کہ اے سرگردان اور اپنے نبیؐ کی رحلت کے بعد گمراہ امت خدا تمہیں عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے لیے موفق نہ کرے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: لامحالہ وہ نہ آج موفق ہوئے ہیں اور نہ آئندہ موفق ہونگے۔ جب تک حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز اس سے پہلے کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں۔ (باب ۵۷ ما یمسک عنہ الصائم اور یہاں باب ۱۲ میں) جو بظاہر ان سے منافات رکھتی ہیں جو تقیہ پر محمول ہیں یا جب شیاع اور یقین حاصل ہو جائے۔

باب ۱۴

اگر (ظاہری) رؤیت کے مطابق ماہِ رمضان کے اٹھائیس دن بنتے ہوں تو ایک دن کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے کوفہ کے اندر اٹھائیس دن کے روزے رکھے اور لوگوں نے (شوال کا) چاند دیکھ لیا۔ تو آنجنابؑ نے منادی کو حکم دیا کہ وہ منادی کرے کہ ایک دن کی قضا کرو کیونکہ مہینہ کم از کم انتیس دن کا ہوتا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ و ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

اہل نجوم اور اہل حساب کی خبروں کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ فلاں تاریخ کو چاند نظر آئے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابو عمر نے ان (امام علی

نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: میرے آقا! بعض اوقات ماہِ رمضان کا چاند مشتبہ ہو جاتا ہے باوجودیکہ آسمان پر کوئی علت نہیں ہوتی مگر ہمیں چاند نظر نہیں آتا۔ لہٰذا لوگ روزہ نہیں رکھتے اور ہم بھی ان کے ساتھ نہیں رکھتے اور ہمارے ہاں کچھ اہل حساب رہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس رات مصر، افریقہ اور اندلس میں چاند دیکھا جائے گا! میرے آقا! آیا اس سلسلہ میں اہل حساب جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اعتبار کیا جا سکتا ہے؟ جسکی وجہ سے مختلف شہروں کے روزہ رکھنے اور (بوجہ عید) کھولنے کی تاریخوں میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ ان کا روزہ اور تاریخ کو اور ہمارا اور تاریخ کو ان کی عید الفطر اور تاریخ کو اور ہماری اور تاریخ کو ہوتی ہے! امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے لکھا: شک کے ساتھ روزہ نہیں رکھا جا سکتا۔ روزہ کھولے تو دیکھ کر اور روزہ رکھے تو دیکھ کر۔ (التہذیب)

۲۔ جناب محقق حلیؒ اپنی کتاب معتبر میں فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص کسی کاہن یا نجومی کی تصدیق کرے وہ اس دین کا منکر ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوا ہے۔ (کتاب المعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ وغیرہ) میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ چاند کے ثبوت کی دو علامتیں ہیں: (۱) خود دیکھا جائے۔ (۲) سابقہ مہینہ کے تیس دن گزر جائیں۔ اور بعد ازیں کتاب الحج (باب ۱۴، از آداب سفر میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نجوم پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

باب ۱۶

یوم الشک کا روزہ اس نیت سے رکھنا جائز نہیں ہے کہ وہ ماہِ رمضان کا روزہ ہے ہاں شعبان کی نیت سے اس کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خالد واسطی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اس دن حاضر ہوئے جس کے متعلق شک تھا کہ وہ ماہِ رمضان کی کیم ہے دیکھا کہ ان کے سامنے دسترخوان بچھا ہوا ہے اور وہ کھانا کھانے میں مشغول ہیں اور ہم چاہتے تھے کہ آپ سے یہ مسئلہ پوچھیں۔ امام نے فرمایا: قریب آؤ اور کھانا کھاؤ۔ اور فرمایا: جب اس قسم کا دن ہو اور تمہارے پاس کوئی بینہ موجود نہ ہو۔ جو رؤیت کا دعویٰ کرے تو اس دن کا روزہ نہ رکھو۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماہِ رمضان کے ساتھ جان بوجھ کر کسی دن کو شامل کرے وہ نہ خدا پر ایمان لایا ہے اور نہ مجھ پر۔ (التہذیب)

۲۔ ربیع بن ولاّد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب شعبان کا چاند دیکھو تو اس کی انتیس راتیں شمار کرو پس اگر (تیسویں کی رات) مطلع صاف ہو اور (باوجود دیکھنے کے) چاند نظر نہ آئے تو روزہ نہ رکھو اور اگر مطلع ابر آلود ہو تو پھر روزہ رکھو۔ (ایضاً، کذا فی الفروع۔ عن ہارون بن خارجہ عن الصادق علیہ السلام)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصلت عبدالسلام بن صالح سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے دین کی حفاظت کی خاطر یوم الشک کا روزہ رکھے تو گویا اس نے آخرت کے دنوں میں سے ایک ہزار دن کا روزہ رکھا ہے جو دنیا کے دنوں کے مشابہ نہیں ہیں (بلکہ آخرت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے)۔ (المقنعہ)

۴۔ زید بن علیؑ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کے راز کا روزہ رکھو! عرض کیا گیا: وہ خدا کا راز کیا ہے؟ فرمایا: یوم الشک! (ایضاً)

۵۔ محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے یوم الشک کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میرے والد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) رکھتے تھے۔ پس تم بھی رکھو۔ (ایضاً)

۶۔ شعیب عرقوقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے یوم الشک کا روزہ رکھا اور بعد ازاں معلوم ہوا کہ وہ دن ماہِ رمضان کا دن تھا تو؟ فرمایا: یہ ایسا دن ہے جس کے لیے خدا نے اسے موفق فرمایا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ کاہلی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم الشک کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میں اگر ماہِ شعبان کا ایک روزہ رکھوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ ماہِ رمضان کا روزہ افطار کروں! (المقنعہ، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ و ۴ میں اور اس سے پہلے باب الصوم باب ۵ و ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

ماہِ رمضان کے داخل ہونے سے پہلے اس کیلئے تیاری کرنا مستحب ہے بایں طور کہ اپنی کوتاہیوں کی تلافی کرے اور اس مقدس مہینہ میں عمل خیر کرنے میں بالخصوص قرآن کی تلاوت کرنے میں جدوجہد کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالسلام بن صالح ھروی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ماہِ

شعبان کے آخری جمعہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو الصلت! ماہِ شعبان کا اکثر و بیشتر حصہ گزر گیا اور یہ اس کا آخری جمعہ ہے پس اس کے باقیماندہ دنوں میں اپنی اس کوتاہی کی تلافی کر جو تو نے اس کے سابقہ دنوں میں کی ہے! اور تجھ پر لازم ہے کہ صرف کام کی باتوں کی طرف توجہ کرے اور لایعنی باتوں کو ترک کرے اور دعا و استغفار اور قرآن کی تلاوت بہت زیادہ کر اور اپنے گناہوں سے خدا کی بارگاہ میں توبہ و انابہ کر۔ تاکہ خدا کا خاص مہینہ (ماہِ رمضان) اس حالت میں تمہارے پاس آئے کہ تو خدا کے لیے مخلص ہو اور اگر تمہاری گردن میں کوئی امانت ہے تو اسے ادا کر دے اور اگر کسی مومن کے متعلق دل میں کوئی بغض و کینہ ہے تو اسے نکال دے اور اگر کسی گناہ کا ارتکاب کرتا تھا تو اس سے بالکل باز آ جا۔ تقوائے الٰہی اختیار کر۔ اور اپنے ظاہر و باطن میں خدا پر توکل و اعتماد کر۔ کیونکہ جو خدا پر توکل کرتا ہے خدا اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور اس کے معاملہ کو اس کے انجام تک پہنچاتا ہے کیونکہ خدا نے ہر چیز کے لیے ایک قدر (اندازہ) مقرر کر رکھا ہے۔ اور اس ماہ (شعبان) کے باقیماندہ دنوں میں یہ دعا بکثرت پڑھ: ﴿**اللّٰھم ان لم تکن غفرت لنا فیما مضٰی من شعبان فاغفرلنا فیما بقی عنہ**﴾ کیونکہ خداوند عالم ماہِ رمضان کے احترام میں کسی وجہ سے اس مہینہ میں کئی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (عیون الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر چیز کا موسم ربیع ہوتا ہے اور (تلاوت) قرآن کا موسم ربیع ماہِ رمضان ہے۔

(الاصول من الکافی، معانی الاخبار، الامالی، ثواب الاعمال، المقنعہ)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ آدمی ماہِ رمضان میں دس ختم قرآن کرے یعنی ہر تین دن میں ایک قرآن ختم کرے۔ (المقنعہ)

۴۔ یہ بھی مروی ہے کہ اس سے بھی زیادہ ختم کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) اور اس سے بھی پہلے قرأۃ القرآن (باب ۲۷، ج ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ و ۲۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

ماہِ رمضان میں بالخصوص اس کی لیلۃ القدر اور آخری رات میں عبادت خدا بجا لانے بالخصوص دعا و استغفار کرنے، غلام آزاد کرنے، اور صدقہ میں خوب جد و جہد اور کد و کاوش کرنا مستحب مؤکد ہے۔

(اس باب میں کل انتیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی ستائیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عرفات سے منیٰ پہنچے اور مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں لوگ جمع ہوگئے اور لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھنا شروع کیا تو آپؐ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا جس میں خدا کی حمد وثنا کرنے کے بعد فرمایا: تم نے مجھ سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا ہے۔ میںؐ نے اسے تم سے نہیں چھپایا (بلکہ) خود مجھے اس کا علم نہیں تھا۔ ایہا الناس! اچھی طرح جان لو! کہ جس شخص کے پاس اس حالت میں ماہِ رمضان آئے کہ وہ صحیح وسلامت ہو اور اس کے دنوں میں روزہ رکھے اور راتوں کا کچھ حصہ بیدار رہ کر اس کی عبادت کرے، نماز پڑھنے پر مداومت کرے، دوپہر کے وقت اس کا جمعہ پڑھنے جائے اور صبح سویرے نماز عید پڑھنے کے لیے جائے پس اس نے لیلۃ القدر کو پالیا ہے اور وہ خدا کے (خصوصی) انعام واکرام کا مستحق بن گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفرؑ صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بخدا وہ لوگ ایسے انعامات (خداوندی) حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے جو لوگوں کے انعامات کی مانند نہیں ہیں۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال، المقنعہ)

۲۔ جابر (جعفی) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے جابر! جس شخص کے پاس ماہِ رمضان آئے اور وہ اس کے دنوں میں روزے رکھے اور راتوں کا کچھ حصہ عبادت خدا میں گزارے۔ اور اپنی شرمگاہ اور زبان کی حفاظت کرے، اپنی آنکھ کو جھکائے رکھے اور (لوگوں سے) اپنی ایذا رسانی کو روکے تو وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جس طرح شکم مادر سے برآمد ہوا تھا۔ جابر نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! یہ کس قدر عمدہ حدیث ہے؟ فرمایا: مگر یہ شرطیں کس قدر کڑی ہیں؟ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ایہا الناس! خداوند عالم نے جنوں اور انسانوں میں سے تمہارے دشمنوں سے تمہاری کفایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو۔ میں قبول کروں گا۔ اس نے قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اس نے (اس مقدس مہینہ میں) ہر ہر سرکش شیطان کے ہمراہ سات سات فرشتے مؤکل کر دیئے ہیں اور جب تک یہ مہینہ ختم نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک انہیں آزاد نہیں کیا جاتا۔ آگاہ ہو جاؤ! اس مہینہ کی پہلی رات سے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس میں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ عمرو بن خالد جناب زید سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ماہِ رمضان میں تم پر بکثرت دعا و استغفار کرنا لازم ہے جہاں تک دعا کا تعلق ہے تو وہ تم سے بلا و مصیبت کو دفع کرتی ہے اور جہاں تک استغفار کا تعلق ہے تو اس سے تمہارے گناہ محو ہوتے ہیں۔ (الفقیہ، فضائل شہر رمضان)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب ماہِ رمضان داخل ہوتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قیدی کو آزاد کر دیتے تھے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ عطا فرماتے تھے۔ (الفقیہ، الامالی، ثواب الاعمال)

۶۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کی ماہِ رمضان میں مغفرت نہ ہو پھر اس کی اگلے ماہِ رمضان تک مغفرت نہیں ہوتی مگر یہ کہ بمقام عرفات حاضر ہو۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمعی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے سنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے بیٹوں کو وصیت فرما رہے تھے کہ جب ماہِ رمضان داخل ہو تو اپنی جانوں کو جہد و مشقت میں ڈالو کیونکہ اسی مہینہ (کی لیلۃ القدر) میں روزیاں تقسیم ہوتی ہیں اور زندگیاں لکھی جاتی ہیں اور اسی میں خدا کے وفد لکھے جاتے ہیں جو اس کی بارگاہ (حج) میں حاضر ہوتے ہیں اور اسی مہینہ میں وہ رات ہے جس میں عمل کرنا ایک ہزار مہینہ میں عمل کرنے سے بہتر ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۸۔ عمرو شامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سے خدا نے زمین و آسمان پیدا کئے ہیں خدا کے نزدیک بارہ مہینے ہیں۔ ان تمام مہینوں میں سے پہلا مہینہ خدائے عزوجل کا مہینہ ہے جو کہ ماہِ رمضان ہے اور ماہِ رمضان کا دل لیلۃ القدر ہے اور قرآن اس ماہ کی پہلی رات میں نازل ہوا ہے اس طرح اس مہینہ کا استقبال قرآن سے ہوا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، الامالی، التہذیب)

۹۔ محمد بن مروان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم ماہِ رمضان کی ہر رات بہت سے لوگوں کو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے سوائے اس کے جو کسی نشہ آور چیز پر روزہ افطار کرے۔ اور جب اس کی آخری رات ہوتی ہے تو اس میں اتنے آدمیوں کو آزاد کرتا ہے جتنے پورے ماہِ رمضان میں آزاد کرتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، امالی صدوق، امالی فرزند شیخ طوسیؒ، التہذیب، ثواب الاعمال)

۱۰۔ ابوالورد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماہِ شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ دیا جس میں خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: ایہا الناس! تمہارے سروں پر وہ مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل ہے۔ خدا نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس میں ایک رات جاگ کر مستحبی نماز پڑھنا اس کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ستر راتوں میں نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ اور اس میں کوئی مستحبی کارِ خیر انجام دینے کا اجر وثواب دوسرے مہینوں میں فرض و واجب کام انجام دینے کے برابر قرار دیا ہے اور جو شخص اس ماہ میں ایک فریضہ ادا کرے وہ دوسرے مہینوں میں ستر فرائض ادا کرنے کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے، یہ مواسات و ایثار اور ہمدردی کا مہینہ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں خدا بندۂ مؤمن کے رزق میں اضافہ کرتا ہے اور جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار مؤمن کا روزہ افطار کرائے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اس

مہینہ میں اپنے غلام سے رعایت برتے خدا اس کے حساب و کتاب میں رعایت کرے گا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کی ابتداء رحمت، وسط مغفرت اور آخر اجابت اور جہنم سے آزادی ہے۔ تمہیں اس مہینہ میں چار خصلتوں سے کوئی چارۂ کار نہیں ہے جن میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے تم اپنے پروردگار کو راضی کرتے ہو۔ اور دو ایسی خصلتیں ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو۔ پس وہ دو خصلتیں جن سے تم خدا کو راضی کرتے ہو۔ وہ یہ ہیں: (۱) شہادت توحید، (۲) شہادت رسالت۔ اور وہ دو خصلتیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو، وہ یہ ہیں: (۱) خدا سے اپنی حاجتیں طلب کرو۔ (۲) خدا سے عافیت طلب کرو۔ اور جہنم سے پناہ مانگو۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، الامالی، فضائل شہر رمضان، ثواب الاعمال، الخصال، المقنعہ)

۱۱۔ اسی سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ جب ماہِ رمضان کا مہینہ ہوتا تھا تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سوائے دعا، تسبیح، استغفار اور تکبیر کے (یا کسی انتہائی ضروری بات کے) اور کوئی کلام نہیں کرتے تھے۔ اور جب روزہ افطار کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿اللّٰھم ان شئت ان تفعل فعلت﴾ (الفروع، التہذیب)

۱۲۔ عبداللہ بن عبداللہ (عبید اللہ) ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان قریب آیا یعنی جب ہنوز شعبان کی تین راتیں باقی تھیں۔ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو اکٹھا کرو۔ چنانچہ جب لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا: ایہا الناس! خدا نے تمہیں اس (مقدس) مہینہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے! وہ حاضر ہو رہا ہے۔ یہ تمام مہینوں کا سردار ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینہ سے افضل ہے۔ اس مہینہ میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس جو شخص ماہِ رمضان کو پائے اور پھر اس کے گناہ نہ بخشے جائیں تو پھر اسے خدا ہلاک کرے اور جو شخص اپنے والدین کو پائے اور پھر اس کے گناہ نہ بخشے جائیں تو خدا اسے ہلاک کرے۔ اور جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود و سلام نہ پڑھے اور (اس طرح) اس کے گناہ نہ بخشے جائیں تو خدا اسے ہلاک کرے۔

(الفروع، الفقیہ، فضائل شہر رمضان، ثواب الاعمال، الامالی، التہذیب)

۱۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے: اے معاشر الناس! جب ماہِ رمضان کا چاند نمودار ہوتا ہے تو سرکش شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں اور آسمانوں کے، جنتوں کے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ہر افطاری کے وقت خداوند عالم بہت سے لوگوں کو

دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ہر رات ایک منادی ندا کرتا ہے: کوئی سائل ہے؟ کوئی طلب مغفرت کرنے والا ہے؟ (پھر یہ دعا کرتا ہے) بارِ الٰہا! ہر خرچ کرنے والے کو بدل دے! اور ہر کنجوس کو تلفی دے (اس کے مال کو تلف کر) یہاں تک کہ شوال کا چاند طلوع ہوتا ہے تو پھر مؤمنوں کو ندا دی جاتی ہے (بروز عید) صبح سویرے اپنے انعامات حاصل کرنے کے لیے گھروں سے نکلو کیونکہ یہ انعام کا دن ہے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ درہم و دینار کا جائزہ و انعام نہیں ہے (بلکہ بخشش گناہ اور حصول جنت کا انعام ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الامالی، ثواب الاعمال)

۱۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان سلامتی سے گزر جائے تو پھر سارا سال سلامتی کے ساتھ گزر جاتا ہے کیونکہ سال کی ابتداء ماہِ رمضان سے ہوتی ہے۔ (التہذیب)

۱۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توراۃ ماہِ رمضان کی چھٹی تاریخ کو نازل ہوئی اور انجیل ماہِ رمضان کی بارہ تاریخ کو اتری اور زبور اٹھارہ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی اور فرقان لیلۃ القدر میں نازل ہوا۔ (التہذیب، الفروع)

۱۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ صیام کا آخری عشرہ داخل ہوتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عبادت خدا کے لیے) کمر مضبوط باندھ لیتے تھے، عورتوں سے اجتناب کرتے تھے اور رات بھر جاگا کرتے تھے اور اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ کر لیتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ)

۱۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن صہیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے بتائیں کہ ابوذر افضل ہیں یا آپ اہل بیتؑ؟ فرمایا: اے فرزند صہیب! سال کے کتنے مہینے ہیں؟ میں نے عرض کیا: بارہ! فرمایا: ان میں سے محترم مہینے کس قدر ہیں؟ عرض کیا: چار۔ فرمایا: آیا ماہِ رمضان بھی اس میں شامل ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: تو پھر ماہِ رمضان افضل ہے یا چار محترم مہینے؟ عرض کیا: ماہِ رمضان افضل ہے؟ فرمایا: اسی طرح ہم اہل بیتؑ کے ساتھ کسی کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ (علل الشرائع)

۱۸۔ علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے والد (حسن) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمؐ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ماہِ

رمضان وہ عظیم الشان مہینہ ہے کہ جس میں خداوند کریم نیکیوں کو دو گنا کرتا ہے۔ گناہوں کو معاف کرتا ہے، درجات کو بلند کرتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں صدقہ دے خدا اسے بخش دیتا ہے اور جو شخص اپنے غلاموں سے عمدہ سلوک کرے خدا اسے بخش دیتا ہے جو اس میں اپنے اخلاق اچھے بنائے خدا اسے بخش دیتا ہے جو اس میں اپنے غصے کو پئے خدا اسے بخش دیتا ہے اور جو اس میں صلۂ رحمی کرے خدا اسے بخش دیتا ہے۔ پھر فرمایا: تمہارا یہ مہینہ عام مہینوں کی مانند نہیں ہے۔ یہ جب آتا ہے جو خیر و برکت اور رحمت کے ساتھ آتا ہے۔ اور جب جاتا ہے تو گناہوں کی بخشش کے ساتھ جاتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں نیکیاں دوگنی ہوتی ہیں اور اس میں نیک عمل قبول ہوتے ہیں۔ اس میں جو شخص دو رکعت مستحبی نماز پڑھے خدا اسے بخش دیتا ہے۔ پھر فرمایا: حقیقی معنوں میں بدبخت وہ شخص ہے کہ یہ پورا مہینہ گزر جائے اور اس کے گناہ معاف نہ ہوسکیں۔ جب کہ نیکوکار رب کریم کے انعامات سے فائز المرام ہوں گے۔ (عیون الاخبار)

۱۹۔ علی بن حسن بن فضال اپنے باپ (حسن) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباءِ طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایہا الناس! تمہارے پاس خدا کا خاص مہینہ (ماہِ رمضان) برکت، رحمت اور مغفرت کے ساتھ آرہا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جو خدا کے نزدیک تمام مہینوں سے افضل ہے۔ اس کے دن تمام دنوں سے افضل، اس کی راتیں تمام راتوں سے افضل اور اس کی گھڑیاں تمام گھڑیوں سے افضل ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں تمہیں خدا کی مہمان نوازی کی طرف بلایا گیا ہے اور اس میں تمہیں خدا کے ہاں اہل عزت و کرامت سے بنایا گیا ہے۔ اس میں تمہارے سانس تسبیح، تمہاری نیند عبادت، تمہارا عمل مقبول اور تمہاری دعائیں مستجاب ہیں۔ پس تم خدا سے خالص اور سچی نیتوں کے ساتھ اور پاک و پاکیزہ دلوں کے ساتھ سوال کرو کہ وہ تمہیں اس کے روزے رکھنے، اپنی کتاب کی تلاوت کرنے کی توفیق دے کیونکہ شقی و بدبخت وہ ہے جو اس عظیم مہینہ میں خدا کی بخشش سے محروم رہے۔ اور اپنی (موجودہ) بھوک اور پیاس سے قیامت کی بھوک و پیاس کو یاد کرو۔ اور اپنے فقراء و مساکین کو صدقہ دو۔ اپنے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر رحم کرو، صلۂ رحمی کرو، اپنی زبانوں کی حفاظت کرو اور اپنی آنکھوں کو ادھر دیکھنے سے بند رکھو جدھر دیکھنا جائز نہیں ہے اور اس آواز کے سننے سے اپنے کانوں کی حفاظت کرو جس کا سننا جائز نہیں ہے۔ لوگوں کے یتیموں پر شفقت کرو۔ تمہارے بھی یتیموں پر شفقت کی جائے گی اور خدا کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ اور اس کی بارگاہ میں نماز کے اوقات میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کرو۔ کیونکہ یہ افضل ترین اوقات ہیں جن میں خدا اپنے بندوں کی طرف رحمت کی نظر کرتا ہے۔ جب اس سے دعا و مناجات کرتے ہیں

تو قبول کرتا ہے اور جب اسے پکارتے ہیں تو وہ لبیک کہتا ہے اور جب اس سے مانگتے ہیں تو وہ ان کو عطا کرتا ہے اور جب دعا کرتے ہیں تو مستجاب کرتا ہے۔ ایہا الناس! تمہاری جانیں تمہارے (برے) اعمال کی وجہ سے گروی ہیں، استغفار کر کے انہیں آزاد کراؤ۔ تمہاری پشتیں تمہارے گناہوں کے بوجھوں سے بوجھل ہیں، لمبے سجدے کر کے انہیں ہلکا کرو۔ اور جان لو کہ خداوند عالم نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ وہ نماز گزاروں اور استغفار کرنے والوں کو عذاب نہیں کرے گا اور ان کو دوزخ کی آگ سے نہیں ڈرائے گا جب لوگ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ ایہا الناس! جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار مؤمن کا روزہ افطار کرائے خدا اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کرے گا۔ اور اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! ہم میں سے ہر شخص اس پر قدرت نہیں رکھتا تو؟ فرمایا: دوزخ کی آگ سے بچو! اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو۔ دوزخ کی آگ سے ڈرو اگرچہ پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ ہو۔ ایہا الناس! تم میں سے جو شخص اس مہینہ میں اپنے اخلاق کو اچھا بنائے گا تو اس کی وجہ سے اسے پل صراط سے گزرنے کا پاس مل جائے گا۔ جہاں لوگوں کے قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔ اور جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلاموں سے نرمی برتے گا خدا اس کے حساب و کتاب میں نرمی برتے گا۔ اور جو اس میں اپنے شر و فساد کو (لوگوں سے) روکے گا تو جب وہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ تو وہ اس سے اپنے قہر و غضب کو روکے گا اور جو شخص اس میں یتیم کا احترام کرے گا تو بروزِ قیامت خدا اس کا احترام کرے گا۔ اور جو اس میں صلۂ رحمی کرے گا تو بروزِ قیامت خدا اس سے رحمت کے ساتھ وصل کرے گا۔ اور جو قطع رحمی کرے گا تو بروزِ قیامت اس سے اپنی رحمت قطع کرے گا۔ اور جو شخص اس میں مستحبی نماز پڑھے گا تو خدا اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھے گا۔ اور جو اس میں فرض ادا کرے گا تو اسے اس مبارک مہینہ کے علاوہ ستر فریضے ادا کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ اور جو شخص اس میں مجھ پر بکثرت درود پڑھے گا تو اس سے خدا اس کا میزان اعمال کو ثقیل کرے گا جس دن لوگوں کے میزان خفیف ہوں گے۔ اور جو شخص اس میں قرآن مجید کی ایک آیت کی تلاوت کرے گا تو اسے دوسرے مہینوں میں پورے ختم قرآن کا ثواب ملے گا۔ ایہا الناس! اس مہینہ میں جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ اسے تمہارے لیے بند نہ کرے اور جہنموں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ انہیں تمہارے لیے کبھی نہ کھولے۔ اور اس میں شیطان بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پس اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ ان کو تم پر کبھی مسلط نہ کرے۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اٹھ کر عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اس مہینہ میں افضل الاعمال کیا ہے؟ فرمایا: اے ابوالحسنؑ! اس مہینہ میں افضل الاعمال محرماتِ الٰہیہ سے اجتناب کرنا ہے۔ الحدیث۔ (فضائل شہر رمضان، الامالی، عیون الاخبار)

۲۰۔ دارم بن قبیصہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رجب خدا کا وہ مہینہ ہے جس میں (رحمت) برستی ہے، شعبان وہ مہینہ ہے جس میں خیرات تقسیم ہوتی ہے اور ماہِ رمضان کی پہلی تاریخ کو سرکش شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں اور اس کی ہر رات میں ستر ہزار لوگ بخشے جاتے ہیں اور جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اس میں اس قدر لوگوں کو بخشتا ہے جتنے اس نے رجب، شعبان اور اس رات تک ماہِ رمضان میں بخشے ہوتے ہیں۔ سوائے اس شخص کے جس کے دل میں اپنے دینی بھائی کے متعلق بغض ہوتا ہے۔ خدا فرماتا ہے: ان (آزادشدگان) کی طرف نگاہ کرو تا کہ وہ صلح کریں۔ (عیون الاخبار)

۲۱۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: خداوند عالم کراماً کاتبین کی طرف وحی کرتا ہے کہ میرے بندہ اور کنیز پر عصر کے بعد ان کی دل تنگی اور لغزشیں نہ لکھو۔

(الآمالی، ثواب الاعمال، فضائل شہر رمضان)

۲۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: خداوند عالم نے روزہ داروں کے ساتھ کچھ فرشتے مؤکل کر رکھے ہیں جو ان کے لیے ہر روز آئندہ ماہِ رمضان تک طلب مغفرت کرتے ہیں اور ہر روز افطاری کے وقت روزہ داروں کو پکار کر کہتے ہیں: اے خدا کے بندو! تمہیں خوشخبری ہو کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (اس میں ثواب جزیل مذکور ہے)۔ (فضائل شہر رمضان)

۲۳۔ حفص بن غیاث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿شهر رمضان..... ﴾ (رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اترا۔۔۔۔) کے بارے میں کچھ فرمائیں؟ فرمایا: قرآن ماہِ رمضان میں یکبارگی بیت معمور پر اترا۔ پھر وہاں سے بیس سال کی مدت میں (تھوڑا تھوڑا کر کے) نازل ہوا۔ (ایضاً)

۲۴۔ علی بن الحسن بن فضال اپنے والد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص افطاری کے وقت کسی مسکین کو ایک روٹی صدقہ میں دے تو خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اسے اولادِ اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (ایضاً)

۲۵۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے جناب جابر بن عبد اللہ (انصاری) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت کو ماہِ رمضان المبارک میں ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی بھی نبی کی امت کو عطا

نہیں کی گئی ہیں: (۱) جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو خداوند عالم ان پر اپنی نگاہ (کرم) ڈالتا ہے۔ اور جب خدا کسی چیز پر نگاہ کرم ڈالے تو پھر اسے عذاب نہیں کرتا۔ (۲) شام کے وقت ان کے مونہوں کی بُو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے۔ (۳) ہر شب و روز فرشتے ان کے لیے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ (۴) خداوند عالم جنت کو حکم دیتا ہے کہ میرے مؤمن بندوں کے لیے اپنے آپ کو مزین کر۔ ہوسکتا ہے کہ وہ دنیا کی تھکاوٹ اور اذیت سے میری اس جنت و کرامت میں استراحت کریں۔ (۵) اور جب اس مہینہ کی آخری رات ہوتی ہے تو خدائے عزوجل سب کو بخش دیتا ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۶۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود محمد بن عجلان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب ماہِ رمضان داخل ہوتا تھا تو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے کسی غلام اور لونڈی کو نہیں مارتے تھے۔ تا آخر حدیث جو کہ طویل ہے۔ اور اس میں یہ بھی وارد ہے کہ امام علیہ السلام سارا مہینہ ان (غلاموں اور کنیزوں) کی غلطیاں نوٹ کرتے رہتے اور جب اس مہینہ کی آخری رات ہوتی تو ان کو معاف کر دیتے۔ اور ان سے فرماتے: جاؤ۔ میں نے تمہیں معاف کیا۔ اور تمہاری گردنوں کو آزاد کیا۔ فرمایا: اس طرح وہ ہر سال ماہِ رمضان کی آخر میں بیس کے مابین یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ افراد کو آزاد کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ خداوند عالم ہر رات افطاری کے وقت ایسے ستر ستر ہزار آدمیوں کو آتش دوزخ سے آزاد کرتا ہے جو (اپنی بدعملیوں کی وجہ سے) دوزخ کے سزاوار ہوتے ہیں۔ اور جب اس کی آخری رات ہوتی ہے تو اس میں اتنے آدمی آزاد کرتا ہے جتنے تمام مہینہ میں کرتا ہے اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خدا مجھے اس حال میں دیکھے کہ میں دار دنیا میں اپنے مملوکوں کو آزاد کیا ہے۔ اس امید کے ساتھ کہ خدا میری گردن کو آتش دوزخ سے آزاد کرے! امام علیہ السلام کسی خادم سے ایک سال سے زیادہ خدمت نہیں لیتے تھے یعنی آپؑ کا دستور یہ تھا کہ جب سال کی ابتداء میں کسی غلام کے مالک بنتے تو اس کے وسط تک اسے برقرار رکھتے۔ پس جب عید الفطر کی رات ہوتی تو اسے آزاد کر دیتے اور اس کی جگہ دوسرے سال کے لیے۔ اور غلام تبدیل کرتے (نیا خرید فرماتے) پھر (اگلے سال) اسے آزاد کر دیتے۔ جب تک واصل باللہ نہیں ہوئے برابر اسی طرح کرتے رہے! امام علیہ السلام سیاہ فام غلام خریدتے تھے حالانکہ ان کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ پس ان کو مقام عرفات میں لے جاتے اور ان سے اس خلا کو پورا کرتے (جو حاجیوں کی وجہ سے باقی رہ جاتا تھا) پھر جب وہاں سے لوٹتے تو ان کو آزاد کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور ان کو اپنے مال میں سے کچھ انعام بھی دیتے تھے۔ (کتاب الاقبال)

۲۷۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: رمضان خدا کا مہینہ ہے لہٰذا اس میں تہلیل (لا الٰہ الا اللہ)، تکبیر (اللہ اکبر)، تحمید (الحمد للہ) اور تسبیح (سبحان اللہ) بہت زیادہ کرو۔ یہ غرباء وفقراء کا موسم ربیع ہے۔ (فرمایا) عید الاضحیٰ اس لیے مقرر کی گئی ہے تاکہ مسکینوں کو پیٹ بھر کر گوشت کھلایا جائے تو بس خدا کے احسان وانعام سے بچے ہوئے مال میں سے اپنے اہل وعیال کو، اپنے پڑوسیوں کو کھلاؤ اور خدا کی نعمتوں کے قرب وجوار کو عمدہ طریقہ پر نبھاؤ۔ اور اپنے دینی بھائیوں سے صلۂ رحمی کرو۔ اور اپنے غریب ومسکین بھائیوں کو کھلاؤ۔ کیونکہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے گا تو اسے اس روزہ دار کے برابر اجر ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں کچھ کمی واقع ہو۔ ماہِ رمضان کا نام آزادی کا مہینہ رکھا گیا ہے کیونکہ اس کے ہر شب وروز میں خداوند عالم ہر روز چھ سو آدمیوں کو (آتش دوزخ سے) آزاد کرتا ہے۔ اور اس کے آخر میں اتنے آزاد کرتا ہے جتنے پورے ماہ میں کئے ہوتے ہیں۔ (نوادر احمد بن محمدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ از ذکر ج ۲ اور ج ۳ باب ۴۰، از نمازِ جمعہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰، ۲۱، ۳۱، ۳۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز قبل ازیں ایسی روایتیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ماہِ رمضان میں ہر تیسری رات بلکہ ہر رات ایک قرآن ختم کرنا مستحب ہے۔ (فراجع)۔

باب ۱۹

ماہِ رمضان کہے بغیر صرف ''رمضان'' کہنا مکروہ ہے گو حرام نہیں ہے اور ایسا کہنے کا کفارہ؟ اور ماہِ رمضان کے شب وروز میں شعر پڑھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ نہ کہو ''رمضان'' بلکہ کہو ''ماہِ رمضان''، تمہیں کیا معلوم کہ رمضان کیا ہے۔[1] (الفروع، الفقیہ، امالی الاخبار)

۲۔ سعد (فضل) بیان کرتے ہیں کہ ہم آٹھ آدمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے کہ رمضان کا ذکر آیا۔ فرمایا: یہ نہ کہا کرو۔ کہ ''یہ رمضان ہے'' یا ''رمضان چلا گیا'' کیونکہ رمضان خدا کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ آنا جانا زائل (فانی) ہونے والی مخلوق کا کام ہے بلکہ کہا کرو: ''ماہِ رمضان'' اس طرح ماہ مضاف ومنسوب ہوگا (خدا کے نام) (رمضان) کی طرف یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اترا ہے۔ اور خدا نے اسے مثل اور وعدہ

وعید قرار دیا ہے۔ (ایضاً و بصائر الدرجات کذا فی کتاب فضائل شہر رمضان عن الصادق و عن الرضا علیہما السلام)

۳۔ جناب سید ابن طاؤس کتاب جعفریات سے نقل کرتے ہیں جو بڑی عظیم الشان کتاب ہے جس میں ایک ہی اسناد سے ایک ہزار حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نہ کہو رمضان کیونکہ تم نہیں جانتے کہ رمضان کیا ہے؟ اور جو ایسا کہے اسے چاہیئے کہ کچھ صدقہ دے! اور بطور کفارہ روزہ رکھے! بلکہ اس طرح کہو جس طرح خدا نے فرمایا ہے: ''ماہِ رمضان''۔ (کتاب الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ایسا کہنے کے حرام نہ ہونے پر علاوہ اس کی صراحت نہ ہونے کے یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ خود کئی حدیثوں میں صرف ''رمضان'' (بغیر اضافت) وارد ہوا ہے اور یہ کفارہ استحباب پر محمول ہے نیز قبل ازیں آداب الصائم (باب ۱۴) میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ماہِ رمضان میں شعر پڑھنے کی کراہت پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۰

جب ماہِ رمضان کا چاند نظر آئے تو اس وقت اور اسکی پہلی رات میں منقولہ دعائیں پڑھنا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب ماہِ رمضان کا چاند نظر آتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روبقبلہ ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ﴿اللّٰھم اھلہ علینا بالامن و الایمان و السلامة و الاسلام و العافیة المجلّلة و الرزق الواسع و دفع الاسقام اللّٰھم ارزقنا صیامه و قیامه و تلاوة القرآن فیه اللّٰھم سلّمه لنا و تسلّمه منا و سلمنا فیه﴾۔ (الفروع، الفقیہ، الامالی، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے مگر انہوں نے ''ہاتھ'' اٹھانے کا تذکرہ نہیں کیا اور ''دفع الاسقام'' کے بعد ان جملوں کا اضافہ کیا ہے: ﴿و تلاوة القرآن و العون علی الصلٰوة و الصیام. اللّٰھم سلمنا لشھر رمضان و سلمه لنا و تسلّمه منا حتی ینقضی عنا شھر رمضان

---

۱ بعض حدیثوں میں وارد ہے کہ لفظ ''رمضان'' خداوند عالم کے بہت سے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ تو گویا رمضان ''رمض'' سے مشتق ہے جس کے معنی ''گرمی'' کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ﴿رمض النھار﴾ ''دن بہت گرم ہے۔'' ﴿رمض الشمس﴾ ''دھوپ بہت سخت ہے۔ تو جس طرح گرمی کی شدت چیزوں کو جلا دیتی ہے اسی طرح خدا کی رحمت و رأفت کی شدت لوگوں کے گناہوں کو بھسم کر دیتی ہے اور وہ اپنی رحمت واسعہ سے ان کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

و قد غفرت لنا﴾۔(الامالی، ثواب الاعمال، والتہذیب)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن موسیٰ ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان کی پہلی شب ہو تو اس میں یہ دعا پڑھو: ﴿اللّٰهم رب شهر رمضان و منزل القرآن هذا شهر رمضان الذی انزلت فيه القرآن و انزلت فيه آيات بينات من الهدى و الفرقان اللّٰهم ارزقنا صيامه و اعنّا على قيامه اللّٰهم سلّمه لنا و سلمنا فيه و تسلمه منا فی يسرٍ منک و معافاةٍ واجعل فيما تقضی و تقدر من الامر المحتوم فيما تفرق من الامر الحكيم فی ليلة القدر من القضاء الذی لا يردّ ولا يبدّل ان تكتبنی من حجاج بيتک الحرام المبرور حجّهم المشكور سعيهم المغفور ذنبهم المكفر عنهم سيّئاتهم و اجعل فيما تقضی و تقدّر ان تطول لی فی عمری و توسّع علی من الرزق الحلال﴾۔(الفروع)

۴۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ جب ماہِ رمضان کا چاند نظر آتا تھا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ﴿اللّٰهم ادخله علينا بالسلامة و الاسلام و اليقين و الايمان و البر و التوفيق لما تحب و ترضیٰ﴾۔(ایضاً)

۵۔ حسین بن مختار مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نیا چاند دیکھے تو اپنی جگہ سے ہٹنے سے پہلے یہ دعا پڑھ: ﴿اللّٰهم انی اسئلک خير هذا الشهر و فتحه و نوره و نصره و بركته و طهوره و رزقه اسئلک خير ما فيه و خير ما بعده و اعوذ بک من شر ما فيه و شر ما بعده اللّٰهم ادخله علينا بالامن و الايمان و السلامة و الاسلام و البركة و التوفيق لما تحب و ترضیٰ﴾۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود دارم بن قبیصہ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پہلی تاریخ کا چاند دیکھتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿ايها الخلق المطيع الدائب السريع المتصرف فی ملكوت الجبروت بالتقدير ربی و ربک اللّٰه اللّٰهم اهله علينا بالامن و الايمان و السلامة و الاسلام و الاحسان وكما بلغتنا اوله فبلغنا آخره و اجعله شهراً مباركاً تمحو فيه السيئات و تثبت لنا فيه الحسنات و ترفع لنا فيه الدرجات باعظم الخيرات﴾۔(عیون الاخبار)

۷۔ شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود محمد بن حنفیہ سے اور وہ اپنے عظیم والد حضرت امیر علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تھے تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿بسم اللّٰه اللّٰهم اهلّه علينا بالامن و الايمان والسلامة و الاسلام ربی و ربک اللّٰه﴾۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۸۔ ابومریم عبدالغفار بن القاسم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ جب چاند دیکھتے تو روبقبلہ ہو کر تکبیر کہتے اور فرماتے: رشد وہدایت کا چاند ہے (اور یہ دعا پڑھتے) ﴿اللّٰهم اهله علينا بيمن و ايمان و سلامة واسلام و هدی و مغفرة و عافية مجلّلة و رزق واسع انک علی کل شیئ قدير﴾۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں منقولہ دعائیں بکثرت ہیں (جو کتب ادعیہ میں دیکھی اور پڑھی جا سکتی ہیں)۔

باب ۲۱

ماہِ رمضان کے ہر روز کی منقولہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان حاضر ہو تو یہ دعا پڑھ: ﴿اللّٰهم قد حضر شهر رمضان و قد افترضت علينا صيامه و انزلت فيه القرآن هدی للناس و بينات من الهدیٰ و الفرقان اللّٰهم اعنا علی صيامهٖ اللّٰهم تقبله منا و سلمنا فيه و تسلّمه منا فی يسر منک و عافية انک علی کل شیئ قدير يا ارحم الراحمين﴾۔(الفروع)

۲۔ نیز ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ماہِ رمضان میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ﴿اللّٰهم انی بک (متوسل) و منک اطلب حاجتی و من طلب حاجته الی الناس فانی لا اطلب حاجتی الا منک وحدک لا شريک لک و اسئلک بفضلک و رضوانک ان تصلی علی محمدٍ و اهلبيتهٖ وان تجعل لی فی عامی هذا الی بيتک الحرام سبيلاً حجة مبرورة متقبلةً زاكيةً خالصةً لک تقرّبها عينی و ترفع بها درجتی و ترزقنی ان اغض بصری وان احفظ فرجی وان اکف عن جميع محارمک حتی لا يکون شیئ آثر عندی من طاعتک و خشيتک والعمل بما احببت و الترک لما کرهت و نهيت عنه و اجعل ذلک فی يُسْرٍ

و یسار و عافیةٍ و ما انعمت به علی و اسئلک ان تجعل وفاتی قتلاً فی سبیلک تحت رایة نبیک مع اولیائک و اسئلک ان تقتل بی اعدائک و اعداء رسولک و اسئلک ان تکرمنی بهوان من شئت من خلقک و لا تهنی بکرامة احد من خلقک و اولیائک اللّٰهم اجعل لی مع الرسول سبیلاً حسبی اللّٰه ماشاء اللّٰه﴾۔(۔۔۔۔۔؟۔۔۔۔۔)

۳۔ عبد الرحمٰن بن بشیر اپنے بعض آدمیوں سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ماہِ رمضان میں ہر روز یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ﴿اللّٰهم ان هذا شهر رمضان و هذا شهر الصیام و هذا شهر الانابة و هذا شهر التوبة و هذا شهر المغفرة و الرحمة و هذا شهر العتق من النار و الفوز بالجنة اللّٰهم فسلّمه لی و تسلّمه منی اعنی علیه بافضل عونک و وفقنی فیه لطاعتک و فرغنی فیه لعبادتک و دعائک و تلاوة کتابک و اعظم لی فیه البرکة و احسن لی فیه العافیة و اصح لی فیه بدنی و اوسع فیه رزقی و اکفنی فیه ما اهمنی و استجب لی فیه دعائی و بلغنی فیه رجائی. اللّٰهم اذهب فیه عنی النعاس و الکسل و السامة و الفترة و القسوة و الغفلة و الغرة اللّٰهم جنّبنی فیه العلل و الاسقام (الاشغال) و الهموم و الاحزان و الاعراض و الامراض و الخطایا و الذنوب و اصرف عنی فیه السوء و الفحشاء و الجهد و البلاء و التعب و العناء انک سمیع الدعاء اللّٰهم اعذنی فیه من الشیطان الرجیم و همزه و لمزه و نفثه و نفخه و وسواسه و کیده و مکره و حیله و امانیه و خدعه و غروه و فتنته و خیله و رجله و شرکه و اعوانه و اتباعه و اخوانه (احزابه) و اشیاعه (اعوانه) و اولیائه و شرکائه و جمیع کیدهم اللّٰهم ارزقنی فیه تمام صیامه و بلوغ الامل فی قیامه و استکمال ما یرضیک فیه صبراً و ایماناً و یقیناً و احتساباً ثم تقبل ذلک منا بالاضعاف الکثیرة و الاجر العظیم اللّٰهم ارزقنی فیه الجد و الاجتهاد و القوة و النشاط و الانابة و التوبة و الرغبة و الرهبة و الجزع و الرقة و صدق اللسان و الوجل منک و الرجاء لک و التوکل علیک و الثقة بک و الورع عن محارمک بصالح القول و مقبول السعی و مرفوع العمل و مستجاب الدعاء و لا تحل بینی و بین شیئ من ذلک بعرض و لا مرض و لا غم برحمتک یا ارحم الراحمین﴾۔(الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بکثرت دعائیں منقول ہیں مگر اس سے زیادہ کا یہاں نقل کرنا طوالت کا

باعث ہوگا۔

باب ۲۲

جو شخص ماہِ رمضان میں اسلام لائے تو اس پر حالت کفر والے روزوں اور اس دن کے روزہ کی جس میں اسلام لایا ہے قضا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ فجر سے پہلے اسلام لائے اور مخالف مذہب جب مستبصر ہو جائے تو اس پر سابقہ روزوں کی قضا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینیؒ علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کچھ لوگ ماہِ رمضان میں اس وقت ایمان لائے جبکہ اس کے کچھ دن گزر چکے تھے تو آیا ان پر ان گزشتہ دنوں نیز اس دن کی جس میں وہ اسلام لائے قضا واجب ہے؟ فرمایا: نہیں۔ نہ ان سابقہ دنوں کی قضا واجب ہے اور نہ اس دن کی جس میں اسلام لائے مگر یہ کہ طلوع فجر سے پہلے اسلام لائیں (تو ان پر اس دن کا روزہ واجب ہوگا اور نہ رکھنے کی صورت میں قضا لازم ہوگی)۔(کتب اربعہ)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نیمۂ ماہِ رمضان میں اسلام لایا۔ اس پر کس قدر روزے واجب ہیں؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے سوائے اس دن کے جس میں اسلام لایا ہے۔(ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: اس پر کوئی روزہ واجب نہیں ہے سوائے اس دن کے جس میں اسلام لایا ہے اور اس پر سابقہ دنوں کی قضا واجب نہیں ہے۔(ایضاً والمقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہے کہ جب وہ رات کو (طلوع فجر سے پہلے) اسلام لائے کہ اس صورت میں اس دن کا روزہ واجب ہے۔

۴۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام اس شخص کے بارے میں جو نیمۂ ماہِ رمضان میں اسلام لائے فرمایا کرتے تھے کہ اس پر صرف آئندہ روزہ رکھنا واجب ہے۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ماہِ رمضان کے کچھ دن گزر چکے تھے کہ ایک شخص اسلام لایا تو؟ فرمایا: گزشتہ فوت شدہ روزوں کی قضا کرے۔(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جو روزے اسلام لانے کے بعد فوت ہوں ان کی قضا کرے، نیز اسے اس مرتد پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے جو ارتداد کے بعد اسلام لائے یا اسے استحباب پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے۔ اور جب مخالف مستبصر ہو جائے تو اس پر سابقہ رکھے ہوئے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے۔ اس پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں مقدمۃ العبادات (ج ا، باب ۳۱ میں) اور کچھ مستحقین زکوٰۃ (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۳

میت کے ان روزوں کی قضا اس کی اولادِ ذکور میں سے بڑے بیٹے پر واجب ہے جن کی قضا پر وہ قادر تھا مگر نہیں کی۔ اور اگر کوئی شخص اس کی طرف سے ادا کرنا چاہے تو جائز ہے اور اگر وہ قضا پر قادر نہیں ہوا تھا تو پھر اس کی جانب سے قضا واجب نہیں ہے مگر یہ کہ سفر کی وجہ سے قضا ہوئے ہوں اور اگر میت کا کچھ مال ہو تو ہر روز کے عوض ایک مد طعام صدقہ دیا جائے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جب کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمہ ماہِ رمضان کے کچھ روزے ہوں! تو اس کے اہل و عیال میں سے جو چاہے اس کی طرف سے قضا کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص بیمار تھا کہ ماہِ رمضان داخل ہوا۔ اور شفایابی سے پہلے وفات پا گیا۔ تو؟ فرمایا: اس پر کچھ (قضا وغیرہ) نہیں ہے۔ ہاں قضا اس شخص کی جانب سے کی جاتی ہے جو شفایاب ہو جائے اور (باوجود قدرت کے) قضا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ محمد بن حسن صفار بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص فوت ہوا اور اس کے ذمہ ماہِ رمضان کے دس روزوں کی قضا لازم تھی اور اس کے دو ولی ہیں آیا یہ جائز ہے کہ دونوں ولی پانچ پانچ دن کے روزے قضا کریں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ صرف بڑا ولی قضا کرے گا اور وہ بھی مسلسل۔ (کتب اربعہ)

۴۔ ابوحمزہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت ماہِ رمضان میں بیمار ہو گئی یا اسے حیض آ گیا، یا سفر پر چلی گئی اور ماہِ رمضان کے ختم ہونے سے پہلے وفات پا گئی تو آیا اس کی جانب سے ان

روزوں کی قضا کی جائے؟ فرمایا: جو روزے حیض یا بیماری کی وجہ سے قضا ہوں۔ ان کی قضا نہیں ہے۔ ہاں البتہ جو سفر کی وجہ سے فوت ہوں ان کی قضا کی جائے گی۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مر جائے اور اس کے ذمہ کچھ نماز یا روزہ ہو؟ فرمایا: وہ شخص قضا کرے جو اس کی وراثت کا سب سے زیادہ حقدار ہے! میں نے عرض کیا: اگر سب سے زیادہ عورت حقدار ہو تو؟ فرمایا: نہ۔ صرف مردوں میں سے جو اولیٰ ہوگا (وہ قضا کرے گا)۔ (الفروع، کذا عن حماد بن عثمان عن الصادق علیہ السلام کما فی الفروع والتہذیبین)

۶۔ ابو مریم انصاری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ پھر بیمار ہو جائے حتیٰ کہ اسی بیماری میں وفات پا جائے اس پر کچھ (قضا وغیرہ) نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر تندرست ہو جائے (اور قضا نہ کرے) اور پھر بیمار ہو کر مر جائے تو اگر اس کے پاس کچھ مال ہو تو اس میں سے ہر روزہ کے عوض ایک مد دیا جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو پھر اس کا ولی ان روزوں کی قضا کرے گا۔ (کتب اربعہ)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں بیمار ہوا اور پھر تندرست نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ اس بیماری میں وفات پا گیا تو؟ فرمایا: اس کے فوت شدہ روزوں کی قضا نہیں کی جائے گی۔ عرض کیا: اگر حائض ماہِ رمضان میں ہی فوت ہو جائے تو؟ فرمایا: اس کے روزوں کی بھی قضا نہیں کی جائے گی۔ (التہذیب)

۸۔ سماعہ بن مہران کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص بیمار تھا کہ ماہِ رمضان شروع ہوا اور وہ بوجہ بیماری روزہ رکھنے پر قادر نہ تھا۔ پھر اسی بیماری میں ماہِ رمضان یا شوال میں وفات پا گیا تو؟ فرمایا: اس پر روزہ فرض نہ تھا۔ اس لیے اس کی قضا نہیں کی جائے گی۔ پھر عرض کیا: ایک عورت نفساء تھی (بچہ کو جنم دیا) کہ ماہِ رمضان شروع ہو گیا۔ اور نفاس کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکی۔ اور پھر اس ماہِ رمضان یا شوال میں وفات پا گئی (قضا کی فرصت نہ ملی) تو؟ فرمایا: اس کی طرف سے قضا نہیں کی جائے گی۔ (ایضاً)

۹۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ماہِ رمضان میں سفر کیا (پھر واپس آیا) مگر قضا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا؟ فرمایا: اس کے خاندان میں سے جو افضل (و اولیٰ) ہوگا وہ (اس کی طرف سے) قضا کرے گا۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت ماہِ رمضان میں بیمار

ہوئی اور شوال میں وفات پاگئی اور اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کے ان روزوں کی قضا کروں تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: آیا وہ اس بیماری سے صحت یاب ہوگئی تھی؟ (اور قضا کرنے پر قادر تھی؟) عرض کیا: نہیں، بلکہ اسی بیماری میں فوت ہوگئی! فرمایا: پھر ان روزوں کی قضا نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ خدا نے اس پر فرض ہی نہیں کئے! میں نے عرض کیا: مگر میں چاہتا ہوں کہ قضا کروں کیونکہ اس نے مجھے وصیت کی تھی؟ فرمایا: تم اس کی طرف سے اس چیز کی کس طرح قضا کرتے ہو جسے خدا نے اس پر فرض کیا ہی نہیں تھا؟ اگر تو روزہ رکھنا چاہتا ہے تو پھر اپنے لیے رکھ۔
(التہذیب، الاستبصار، الفروع، علل الشرائع)

۱۱۔ عبداللہ بن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں مرجائے تو اس کے ولی پر باقیماندہ دنوں کی قضا نہیں ہے اور اگر بیمار ہو جائے اور اس کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے یہاں تک کہ پورا ماہِ رمضان گزر جائے اور پھر اسی بیماری میں مرجائے تو اس کے ولی پر ان فوت شدہ روزوں کی قضا نہیں ہے! اور اگر بیمار ہو اور بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھے مگر بعد ازاں تندرست ہو جائے اور (باوجود قدرت کے) قضا نہ کرے اور پھر بیمار ہو جائے اور وفات پا جائے تو اس کا ولی ان روزوں کی قضا کرے گا کیونکہ وہ تندرست ہو گیا اور قضا واجب ہوگئی تھی مگر اس نے ادا نہ کی۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ماہِ رمضان میں سفر کرے اور مرجائے، فرمایا: ان روزوں کی قضا کی جائے گی! فرمایا: اور اگر کوئی عورت ماہِ رمضان میں حائض ہو (اور پھر انہی ایام میں) وفات پا جائے تو اس کے فوت شدہ روزوں کی قضا نہیں کی جائے گی۔ اور اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں بیمار ہو اور پھر تندرست نہ ہو حتیٰ کہ مرجائے تو اس کی طرف سے قضا نہیں کی جائے گی۔
(التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے سونے کی زکوٰۃ (باب ۱۱ میں)، دفن اور قضا صلوٰت میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو فی الجملہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۴

جو شخص مرجائے اور اس کے ذمہ دو ماہ کے روزے ہوں تو ولی کے لیے جائز ہے کہ ایک ماہ کے روزے رکھے اور دوسرے ماہ کے عوض صدقہ دے دے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی وشاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی شخص مر جائے اور کسی (کفارہ وغیرہ) کی وجہ سے اس کے ذمہ مسلسل دو ماہ کے روزے ہوں تو (اس کے ولی کو چاہیئے کہ) پہلے مہینہ کے عوض صدقہ دے اور دوسرے مہینہ کی قضا کرے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۳ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۵

جس شخص کے ذمہ سابقہ ماہِ رمضان کی قضا کے روزے ہوں اور (ان کی ادائیگی سے پہلے) دوسرا ماہِ رمضان آجائے اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں بیمار ہو گیا اور اس طرح روزے نہ رکھے حتیٰ کہ دوسرا ماہِ رمضان داخل ہو گیا تو؟ فرمایا: اگر تو یہ شخص دوسرے ماہِ رمضان کی آمد سے پہلے تندرست ہو گیا تھا مگر قضا کرنے میں سستی کی، یہاں تک کہ دوسرا ماہِ رمضان آ گیا تو اس ماہ کے روزے رکھے گا اور (بعد ازاں) سابقہ روزوں کی قضا بھی کرے گا اور ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام بطور صدقہ ایک مسکین کو دے گا اور اگر دوسرے ماہِ رمضان کی آمد تک مسلسل بیمار رہے (جس کی وجہ سے قضا نہ کر سکے) تو پھر صرف ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو ایک مد طعام صدقہ دے گا۔ ان روزوں کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو بیمار تھا کہ ماہِ رمضان داخل ہوا اور ماہِ مبارک ختم بھی ہو گیا مگر وہ ہنوز بدستور بیمار تھا۔ یہاں تک کہ دوسرا ماہِ رمضان داخل ہو گیا؟ فرمایا: پہلے ماہِ رمضان کے روزوں کے متعلق تو صدقہ دے گا (ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام) اور دوسرے ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھے گا۔ اور اگر دو ماہِ رمضانوں کے درمیان تندرست ہو گیا تھا مگر (سستی کی وجہ سے) قضا نہ کی۔ یہاں تک کہ دوسرا ماہِ رمضان داخل ہو گیا تو دونوں کے روزے رکھے گا (پہلے کے قضا۔ اور دوسرے کے ادا)۔ اور پہلے کے روزوں کے علاوہ صدقہ بھی دے گا۔ (کتب اربعہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: جو شخص کسی (شرعی) عذر (جیسے بیماری وغیرہ) کی وجہ سے ماہِ رمضان کے روزے نہ رکھے۔ یہاں تک کہ جب دوسرا ماہِ رمضان داخل ہو تو وہ بدستور بیمار ہو تو وہ ہر روز کے عوض صرف ایک مد طعام صدقہ دے گا مگر (میرے ساتھ ایسا ہوا تو) میں نے تو (احتیاطاً) روزہ بھی رکھا اور صدقہ بھی دیا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ سماعہ کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمہ سابقہ ماہِ رمضان کے روزے موجود تھے کہ دوسرا ماہِ رمضان داخل ہو گیا تو؟ فرمایا: سابقہ ماہِ رمضان کے ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام دے اور اس ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ اور جب یہ ماہِ مبارک ختم ہو جائے تو پھر سابقہ ماہِ رمضان کے روزے (بطور قضا) رکھے کیونکہ میں بیمار تھا اور اس طرح مجھ پر تین ماہِ رمضان گزر گئے اور میں شفایاب نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ ایک اور (چوتھے) ماہِ رمضان کو پایا۔ تو میں نے تمام گزشتہ روزوں کے عوض بحساب ایک مد فی یوم صدقہ دیا۔ بعد ازاں خدا تعالیٰ نے مجھے صحت و عافیت عطا فرمائی تو میں نے ان کی قضا کی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ (اور دیگر فقہاء) نے اس حدیث کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

۵۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک ماہِ رمضان سے دوسرے ماہِ رمضان تک مسلسل بیمار رہے۔ بعد ازاں صحت یاب ہو جائے تو اس پر صرف فدیۂ طعام واجب ہے یعنی ہر روز کے عوض ایک مسکین کو ایک مد طعام دے۔ فرمایا: اور قسم اور ظہار کے روزوں کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے (کہ اگر بیماری کی وجہ سے نہ رکھ سکے تو ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام دے)۔ اور اگر دو ماہ رمضانوں کے درمیان تندرست ہو جائے تو اس پر قضا واجب ہے اور اگر قضا کرنے میں سستی کرے تو اس ماہِ رمضان سے فارغ ہو کر اس پر قضا کے علاوہ ہر روز کے عوض ایک مد طعام ادا کرنا بھی واجب ہے۔ (ایضاً)

۶۔ سعد بن سعد ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں بیمار تھا۔ بعد ازاں صحت یاب ہو گیا۔ مگر ایک سال یا اس سے کم و بیش مدت تک قضا نہیں کی تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا: میں جلدی روزے رکھنے کو پسند کرتا ہوں! لیکن اگر وہ مؤخر کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً) (چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ مستند روایتوں کے منافی ہے۔ اس لیے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب یہ تاخیر کسی عذر کی وجہ سے ہو۔ جیسے کمزوری و سہل انگیزی کی وجہ سے نہ ہو۔ اور قضا کی نیت بھی ہو۔ تو اس صورت میں صرف قضا واجب ہو گی کفارہ لازم نہ ہو گا۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب کوئی شخص ماہِ رمضان میں بیمار ہو یا اس میں سفر کرے اور آئندہ ماہِ رمضان تک اس بیماری سے اور اس سفر سے فراغت نہ پا سکے تو اس پر پہلے ماہِ رمضان کا صرف فدیہ واجب ہوتا ہے۔ اور قضا ساقط ہوتی ہے اور اگر درمیان میں بیماری سے صحت اور سفر سے فراغت حاصل ہو جائے اور قضا نہ کرے تو پھر قضا اور فدیہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں؟ تو اس سے کہا جائے گا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ روزے اس سال اس ماہ میں واجب تھے مگر جب وہ پورا سال معذور رہا ہے۔ اور منجانب اللہ غلبہ ہو تو اس سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے جیسے اگر کوئی شخص ایک شب و روز (یا اس سے کم و بیش عرصہ) تک بیہوش ہو جائے تو اس پر ان نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب بھی خدا کوئی تکلیف بندہ پر مسلط کر دے تو وہ عذر قبول کرنے کا سب سے زیادہ سزاوار ہے کیونکہ جب ماہِ رمضان داخل ہوا تو یہ بیمار تھا تو اس ماہ میں تو اس پر روزہ واجب نہ ہوا۔ اور مسلسل بیماری کی وجہ سے پورا سال واجب نہ ہوا۔ (تو قضا کیسے واجب ہوگی)۔ ہاں البتہ اس پر فدیہ واجب ہے کیونکہ یہ بمنزلہ اس کے ہے کہ جس پر روزہ واجب ہو اور ادا نہ کرے۔ تو اس پر فدیہ ہوتا ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾ (جو عمداً روزہ نہ رکھے وہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اور جو نہ رکھ سکے تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے)۔ یا جیسے خدا فرماتا ہے: ﴿فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾ (وہ روزہ رکھ کر، صدقہ دے کر یا عبادت کر کے فدیہ ادا کرے)۔ دیکھئے یہاں خدا نے روزہ نہ رکھ سکنے کی صورت میں صدقہ کو اس کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ شخص اگر اس وقت استطاعت نہیں رکھتا تھا تو اب تو رکھتا ہے؟ (تو اب قضا کیوں نہ کرے؟) تو اس سے کہا جائے گا کہ جب دوسرا ماہِ رمضان داخل ہو گیا تو اب اس پر صرف فدیہ لازم تھا جیسے کسی پر کفارہ کے روزے واجب ہوں۔ اور وہ نہ رکھ سکے تو پھر اس پر صرف فدیہ واجب ہوتا ہے پس روزہ رکھنا ساقط اور فدیہ دینا لازم ہو گیا۔ ہاں البتہ اگر یہ شخص دو ماہ رمضانوں کے درمیان تندرست ہو جائے اور (سہل انگیزی کی وجہ سے) روزہ نہ رکھے تو پھر اس پر فدیہ بھی واجب ہوگا۔ بوجہ روزے کو ضائع کرنے کے۔ اور قضا واجب ہوگی۔ بوجہ استطاعت و طاقت رکھنے کے۔

(علل الشرائع، عیون الاخبار)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص مسلسل دوسرے ماہ رمضان تک بیمار رہا اور درمیان میں تندرست نہیں ہوا البتہ بعد ازاں صحتیاب ہو گیا۔ وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس آخری (دوسرے) ماہِ رمضان کے

روزے رکھے اور پہلے کے متعلق ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام ایک مسکین کو دے۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

۹۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے) پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان میں بیمار رہا۔ اور دوسرے ماہِ رمضان تک مسلسل بیمار رہا اور درمیان میں تندرست نہ ہوا اور نہ ہی روزہ رکھنے کی استطاعت ہوئی تو؟ فرمایا: ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو ایک مد طعام دے اور اگر گندم میسر نہ ہو تو ایک مد کھجور دے دے۔ اور یہی خدا کا فرمان ہے کہ ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ اب اگر آئندہ ماہِ رمضان کے روزے رکھ سکے تو فبہا ورنہ اس سے اگلے (تیسرے) ماہِ رمضان تک انتظار کرے۔ اگر درمیان میں تندرست ہو گیا تو قضا کرے گا۔ ورنہ حسب سابق صرف فدیہ دے گا۔ اور اگر درمیان میں صحتیاب ہو گیا مگر قضا کرنے میں سستی کی تو اس پر قضا اور فدیہ دونوں واجب ہوں گے۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۲۶

ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا میں تسلسل مستحب ہے لیکن واجب نہیں ہے بلکہ تفریق جائز ہے اور مقامات منصوصہ و مخصوصہ کے علاوہ تسلسل واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن صفار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص فوت ہوا جس کے ذمہ ماہِ رمضان کے دس روزے قضا تھے۔ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس کا بڑا بیٹا اس کی طرف سے پے در پے دس روزے رکھے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان کے قضا روزے متفرق طور پر رکھتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں اگر اسے دن یاد ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام روزوں کو متفرق طور پر رکھا جا سکتا ہے سوائے کفارۂ قسم کے تین روزوں کے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی (شرعی) عذر کی بنا پر ماہِ رمضان کا روزہ نہ رکھ سکے تو اگر اس کی قضا پے در پے کی جائے تو یہ افضل ہے اور اگر متفرق طور پر کی جائے تو بھی اچھی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کے کچھ قضا

روزے ہوں وہ جس مہینہ میں چاہے پے در پے قضا کر سکتا ہے! اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر جس طرح چاہے قضا کرے پس اگر متفرق طور پر رکھے تو ٹھیک ہے اور اگر مسلسل رکھے تو بھی ٹھیک ہے۔ (کتب اربعہ)

۶۔ موسیٰ بن عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کے چند روزے ہیں وہ ان کی کس طرح قضا کرے؟ فرمایا: اگر دو روزے ہوں تو ان کے درمیان ایک دن افطار کرے، اور اگر پانچ روزے ہوں تو ان کے درمیان چند دن افطار کرے۔ اور وہ چھ (۶)، (آٹھ) دن سے زیادہ مسلسل نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر اس کے ذمہ آٹھ یا دس دن ہوں تو ان کے درمیان ایک دن افطار کرے بروایت دیگر فرمایا: اگر اس کے ذمہ پانچ دن ہوں تو ان کے درمیان دو دن افطار کرے اور اگر اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے ہوں تو ان کے درمیان چند دن افطار کرے اور اسے آٹھ دن سے زیادہ مسلسل روزہ رکھنے کا حق نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

(چونکہ یہ روایت بظاہر سابقہ روایات کے منافی نظر آتی ہے اس لیے) مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے جواز پر محمول کیا ہے (کہ متفرق طور پر قضا کرنا جائز ہے) نہ کہ وجوب پر۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اس شخص پر محمول کیا جائے جو مسلسل روزہ رکھنے سے کمزور ہو۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن جعفر جعفری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کسی شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کے چند روزوں کی قضا لازم ہو تو آیا وہ انہیں متفرق طریقہ پر قضا کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں ماہِ رمضان کے قضا روزوں کو متفرق طور پر رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں البتہ وہ روزے جن میں تفریق جائز نہیں ہے وہ صرف ظہار، قربانی (نہ کرنے) اور قسم کے کفارہ کے روزے ہیں۔ (الفقیہ، کتب اربعہ)

۸۔ فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا: اگر تم ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کرنا چاہو اور متفرق طور پر مناسب سمجھو تو کافی ہے۔ (عیون الاخبار، تحف العقول)

۹۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کے سلسلہ میں فرمایا: تین دن روزہ رکھ کر پھر افطار کر۔ (المقنع)

۱۰۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث شرائع دین میں فرمایا: جس شخص سے ماہِ رمضان کے کچھ روزے فوت ہو جائیں تو وہ اگر متفرق طور پر رکھے تو جائز ہے اور اگر مسلسل رکھے تو افضل ہے۔ (الخصال)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کے دو روزے ہوں وہ کس طرح ان کی قضا کرے؟ فرمایا: ان کے درمیان ایک دن کا وقفہ کرے۔ اور اگر اس سے زائد ہوں تو پھر مسلسل رکھے۔

(قرب الاسناد، بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے "من یصح عنه الصوم" میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

ماہِ رمضان کے قضا شدہ روزوں کی ادائیگی کسی بھی مہینہ میں جائز ہے اگرچہ ذی الحجہ میں ہو اور فوریت واجب نہیں ہے اور سفر میں قضا کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کے روزے ہوں تو وہ جس مہینہ میں چاہے قضا کر سکتا ہے۔ راوی نے عرض کیا: اگر میرے ذمہ ماہِ رمضان کے کچھ روزے ہوں تو آیا ذی الحجہ میں ان کی قضا کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذی الحجہ میں ماہِ رمضان کے روزے قضا کرنے اور تسلسل کو توڑنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہاں ذی الحجہ میں قضا کر سکتے ہو اور جب چاہو تسلسل کو توڑ دو۔ (کتب اربعہ)

۳۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ماہِ رمضان کی قضا کے بارے میں فرمایا: اگر مسلسل رکھنے پر قادر نہ ہو تو متفرق طور پر رکھے اور فرمایا: ذی الحجہ کے عشرے میں ماہِ رمضان کی قضا نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس شخص پر محمول کیا ہے جو حج کر رہا ہو۔ کیونکہ وہ سفر میں روزہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز اس کے محمول بر تقیہ ہونے کا بھی احتمال ہے۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے ذمہ ماہِ رمضان کے قضا روزے ہوتے تھے تو ان کی قضا کو شعبان تک مؤخر کرتی تھیں۔ پس جب ماہِ شعبان داخل ہوتا تو وہ قضا کرتی تھیں اور آنحضرتؐ ان کے ساتھ

(سنتی ادا) روزے رکھتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۸

جس شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کی قضا یا کوئی اور واجبی روزہ ہو اس کیلئے مستحبی روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے صبح کے دوگانہ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: صبح سے پہلے پڑھے جاتے ہیں! فرمایا: تو قیاس کرنا چاہتا ہے؟ اگر تیرے ذمہ ماہِ رمضان کے (قضا) روزے ہوں تو کیا مستحبی روزے رکھے گا؟ جب نمازِ فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو بس پہلے نماز فریضہ پڑھ۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے ذمہ کوئی واجبی روزہ ہو وہ مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (الفقیہ)

۳۔ سابقہ موضوع کے بارے میں آئمہ اطہار علیہم السلام کے متعدد اخبار و اثار وارد ہوئے ہیں۔ (کذا فی المقنع)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کے قضا روزے ہیں آیا وہ مستحبی روزے رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ جب تک پہلے قضا کو ادا نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۹

جو شخص ماہِ رمضان کے قضا روزہ کو زوال کے بعد توڑ دے تو اس پر قضا اور کفارہ میں دس آدمیوں کو کھانا کھلانا واجب ہے اور اگر اس سے عاجز ہو تو تین روزے رکھے ہاں زوال سے پہلے افطار کرنا جائز ہے اور بعد از زوال جائز نہیں ہے اور مستحبی کو ہر وقت توڑا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کر رہا تھا کہ اپنی عورت سے مقاربت کی تو؟ فرمایا: اگر زوال سے پہلے ایسا کیا ہے تو ایک روزہ کے عوض ایک روزہ رکھنے کے سوا کچھ نہیں ہے اور اگر زوال کے بعد ایسا کرے تو اس پر واجب ہے کہ دس مسکینوں کو صدقہ دے اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو ایک روزے کے عوض ایک روزہ رکھنے کے علاوہ کفارہ کے تین روزے رکھے۔ (الفروع، الفقیہ، المقنع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا کررہا تھا کہ اپنی زوجہ سے مباشرت کی تو؟ اگر نماز عصر سے پہلے ایسا کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ صرف اس روزہ کی قضا کرے۔ اور اگر نمازِ عصر کے بعد ایسا کرے تو اس کی قضا بھی کرے گا اور (کفارہ میں) دس آدمیوں کو کھانا بھی کھلائے گا۔ اور اگر ایسا نہ کر سکے تو تین روزے رکھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ پہلی حدیث کے مطابق ہو جائے (مطلب یہ (کہ نمازِ عصر سے مراد زوال آفتاب ہے کیونکہ) زوال کے وقت دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔

۳۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ماہِ رمضان کی قضا کے روزے رکھ رہا تھا کہ عورتوں سے مباشرت کی تو؟ فرمایا: اس پر وہی کفارہ واجب ہے جو ماہِ رمضان میں مباشرت کرنے والے پر واجب ہے! کیونکہ یہ دن بھی خدا کے نزدیک ماہِ رمضان کے دنوں میں سے ہے۔ (ایضاً کذا فی الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے! اور فرمایا ہے کہ یہ بھی جائز ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ جب کوئی آدمی استخفاف کرتے ہوئے ایسا کرے! اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے اصل وجوب کفارہ میں تشبیہ مقصود ہو نہ کہ مقدار کفارہ میں!

۴۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے ذمہ ماہِ رمضان کی قضا کے روزے ہیں۔ فرمایا: اگر روزہ کی نیت کی تھی اور زوال آفتاب کے بعد افطار کر دیا تو اس نے برا کام کیا ہے مگر اس روزہ کی قضا کے سوا اس پر اور کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے جب آدمی کفارہ ادا کرنے سے عاجز ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ قضا ایک دن سے زیادہ واجب نہیں ہے (گو کفارہ واجب ہے)۔ نیز فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے وجوب روزہ (باب ۳ و ۴ میں) اور اس کی نیت کے بیان میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

ماہِ رمضان کی پہلی رات اپنی اہلیہ سے مقاربت کرنا مستحب ہے اور ماہِ رمضان کے دوسرے مستحبی غسل۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء

طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: آدمی کے لیے مستحب ہے کہ ماہِ رمضان کی پہلی رات میں اپنی اہلیہ سے مقاربت کرے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَائِكُمْ﴾ (کہ ماہِ رمضان کی رات میں تمہارے لیے عورتوں سے مجامعت حلال ہے)۔
''رفث'' سے مراد مجامعت ہے۔ (الفروع، الفقیہ، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کتاب الطہارہ (باب ۴ و ۱۴ میں) مستحبی غسلوں کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔

باب ۳۱

لیلۃ القدر اور آخری عشرہ میں عبادتِ خدا بجالانے اور مختلف امورِ خیر یہ انجام دینے میں جدوجہد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ لیلۃ القدر کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: اس کی علامت یہ ہے کہ اس رات خوشبو پھیل جاتی ہے، اگر موسم سرما میں ہو تو گرم ہو جاتی ہے اور اگر موسم گرما میں ہو تو سرد اور خوشگوار ہو جاتی ہے۔ پھر لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اس میں ملائکہ اور کاتبین آسمانِ دنیا پر نازل ہوتے ہیں اور سال بھر کے ہونے والے واقعات اور لوگوں کو پہنچنے والے سانحات لکھتے ہیں۔ اور کچھ امور خدا کے پاس ہوتے ہیں جن میں اس کی مشیت نافذ ہوتی ہے ان میں سے جسے چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مؤخر کرتا ہے جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے لکھتا ہے۔ اور اس کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ ابن ابی عمیر کئی اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ سعید سمان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لیلۃ القدر کس طرح ہزار مہینہ سے افضل ہو سکتی ہے۔ (جبکہ ان میں بھی لیلۃ القدر ہوتی ہے؟) فرمایا: مطلب یہ ہے کہ اس رات میں نیک عمل کرنا اس ایک ہزار مہینہ میں عمل کرنے سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ (ایضاً)

۳۔ حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس ارشادِ خداوندی ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ﴾ (ہم نے اس (قرآن) کو ایک بابرکت رات میں اتارا ہے) کے متعلق سوال کیا (کہ وہ بابرکت رات کونسی ہے؟) فرمایا: ہاں اس سے مراد لیلۃ القدر ہے! اور وہ ہر سال ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ قرآن لیلۃ القدر ہی میں اترا ہے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ﴾ فرمایا: لیلۃ القدر میں ہر وہ چیز لکھی جاتی ہے جو اس سال

سے لے کر آئندہ سال اس تاریخ تک از قسم خیر وشر، طاعت ومعصیت، مولود، عمر ورزق (وغیرہ) وقوع پذیر ہونے والی ہوتی ہے۔ پس اس سال جو کچھ مقدر ہوتا ہے وہ حتمی ہوتا ہے۔ ہاں البتہ خداوند عالم کی مشیت اس میں نافذ ہوتی ہے۔ عرض کیا: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ (لیلۃ القدر ایک ہزار مہینہ سے افضل ہے) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: اس رات میں جو عمل صالح از قسم نماز، زکوٰۃ اور مختلف امورِ خیر یہ انجام دیئے جائیں وہ اس ایک ہزار مہینہ میں عمل صالح کرنے سے بہتر ہے جس میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ اور اگر خداوند عالم اہل ایمان کیلئے نیکیوں کو کئی گنا نہ کرتا تو وہ (اس منزلت کو) حاصل نہ کرتے لیکن وہ کئی گنا کرتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۴۔ علی بن عیسیٰ قماط اپنے چچا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم خواب میں دکھایا گیا کہ آپؐ کے بعد بنی امیہ آپؐ کے منبر پر چڑھ رہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کر کے پچھلے پاؤں لوٹا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے حزن وملال کی حالت میں صبح کی۔ خدا نے آپ پر یہ آیتیں نازل کیں: ﴿اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ اس طرح خداوند عالم نے لیلۃ القدر کو آنحضرتؐ کے لیے اس ایک ہزار مہینہ سے افضل قرار دیا جس میں بنی امیہ حکومت کریں گے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تھا تو آپؐ کمر کس لیتے تھے، عورتوں سے اجتناب کرتے تھے، راتوں کو جاگتے تھے اور اپنے آپ کو عبادت خدا کے لیے فارغ کر لیتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لیلۃ القدر ہی سال کی ابتداء ہے۔ اور وہی سال کی انتہاء ہے۔ (الفقیہ، الخصال، الفروع)

۷۔ عمر بن شامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے آیت مبارکہ ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ (جب سے خدا نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا ہے اس کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ (۱۲) ہے) کے بارے میں فرمایا: تمام مہینوں کی ابتداء ماہِ رمضان ہے اور ماہِ رمضان کا دل لیلۃ القدر ہے۔ (فضائل شہر رمضان)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سال کی ابتداء لیلۃ القدر سے ہوتی ہے اور اس میں اس سال سے لے کر آئندہ سال تک ہونے والے تمام واقعات لکھے جاتے ہیں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں (باب ۱۸ میں) اور اس سے پہلے نافلۂ ماہ رمضان (باب او ۳ و ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

لیلۃ القدر کی تعیین اور یہ کہ وہ ہر سال میں ہوتی ہے۔ اس رات غسل کرنا اور اسے عبادت خدا میں جاگ کر گزارنا مستحب مؤکد ہے اور اگر چاند میں اشتباہ ہو جائے تو تمام مشتبہ راتوں میں عمل کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی انیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسان بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لیلۃ القدر کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: اسے (ماہ رمضان کی) اکیسویں یا تیسویں رات میں تلاش کر۔ (الفروع، الخصال)

حضرت شیخ نے الخصال میں یہ روایت نقل کر کے لکھا ہے کہ ہمارے تمام مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ تیسویں کی رات ہے۔

۲۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تقدیر (حالات کا ابتدائی خاکہ) انیسویں کی رات میں کھینچا جاتا ہے، اکیسویں کی رات اسے مبرم و محکم کیا جاتا ہے۔ (اس میں رنگ بھرا جاتا ہے) اور تیسویں کی رات میں اس کا امضا و انفاذ ہوتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ ابوحمزہ ثمالی کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبصیر نے آپؑ سے پوچھا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ رات جس سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں وہ کب ہے؟ فرمایا: اکیسویں یا تیسویں کی رات؟ میں نے عرض کیا: اگر میں دونوں راتوں میں عمل نہ کر سکوں تو؟ فرمایا: جس چیز کا تو طلب گار ہے اس کے بالمقابل صرف دو راتیں کس قدر معمولی ہیں؟ پھر میں نے عرض کیا: بعض اوقات ہم (کسی تاریخ کو) چاند دیکھتے ہیں مگر کسی اور جگہ سے کوئی شخص آ کر کسی اور تاریخ کو رؤیت ہلال کی خبر دیتا ہے تو؟ (کیونکہ اس طرح راتیں مشتبہ ہو جائیں گی؟) فرمایا: چار راتیں کس قدر معمولی اور آسان ہیں جن میں تم (لیلۃ القدر کے) طلبگار رہو! پھر عرض کیا: کیا تیسویں کی رات جہنی (صحابی) والی رات ہے؟ فرمایا: یہی کہا جاتا ہے۔ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! سلیمان بن خالد نے روایت کی ہے کہ حاجیوں کا وفد انیسویں کی رات لکھا جاتا ہے؟ فرمایا: اے ابو محمد! حاجیوں کا وفد ہو یا موتیں، بلائیں ہوں یا رزق اور آئندہ سال تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب امور لیلۃ

القدر میں لکھے جاتے ہیں اور اسے اکیسویں یا تیئسویں کی رات میں تلاش کر۔ اور ان دونوں راتوں میں ایک ایک سو رکعت نماز (نافلہ) پڑھو۔ اور ہو سکے تو ان دونوں (راتوں) میں نور (صبح صادق) تک جاگو اور ان میں غسل بھی کرو۔ عرض کیا: اگر کھڑے ہو کر یہ نہ کر سکوں تو؟ فرمایا: بیٹھ کر پڑھو! عرض کیا: اگر بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکوں تو؟ فرمایا: اپنے بستر پر لیٹ کر پڑھ۔ عرض کیا: اگر لیٹ کر بھی نہ پڑھ سکوں تو؟ فرمایا: اگر رات کے ابتدائی حصہ میں تھوڑی سی دیر کے لیے کچھ سوؤ تو کوئی مضائقہ نہیں ہے! ماہِ رمضان میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور اہل ایمان کے اعمال قبول کئے جاتے ہیں۔ ماہِ رمضان بہترین مہینہ ہے جسے عہد رسالت میں ''مرزوق'' کہا جاتا تھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۴۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ جب اکیسویں اور تیئسویں کی رات ہوتی تھی۔ تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام دعا مانگنا شروع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رات ڈھل جاتی تھی پس جب رات ڈھل جاتی تو پھر نماز پڑھنا شروع کرتے تھے۔ (الفروع، الخصال)

۵۔ داؤد بن فرقد بیان کرتے ہیں کہ مجھے یعقوب نے بتایا کہ میں نے ایک شخص کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ پوچھتے ہوئے سنا کہ یہ فرمائیں کہ آیا لیلۃ القدر تھی (جو ختم ہوگئی) یا ہر سال ہوتی ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اگر لیلۃ القدر اٹھالی جاتی تو پھر قرآن بھی اٹھالیا جاتا۔ (جو خبر دیتا ہے کہ لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے)۔

(الفروع، الفقیہ، علل الشرائع)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کہ کچھ لوگ ان سے پوچھ رہے تھے کہ روزیاں نیمۂ شعبان کو تقسیم ہوتی ہیں؟ فرمایا: نہ بخدا یہ سب کچھ تو ماہِ رمضان کی انیسویں، اکیسویں اور تیئسویں کی رات میں ہوتا ہے کیونکہ انیسویں کی رات دو چیزیں جمع ہوتی ہیں اور اکیسویں کی رات ہر محکم امر کی تقسیم ہوتی ہے اور تیئسویں کی رات میں جو قضا ہوتی ہے اس کی امضا ہوتی ہے اور یہی وہ لیلۃ القدر ہے جو ایک ہزار مہینہ سے افضل ہے۔ راوی نے عرض کیا: (انیسویں کی رات) ''دو چیزوں کے جمع'' ہونے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم جس چیز کو مقدم یا مؤخر کرنا چاہتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے اور اس کی قضا چاہتا ہے۔ (یہ کام انیسویں کی رات میں کرتا ہے)۔ پھر عرض کیا کہ تیئسویں کی رات امضاء کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: فرمایا: اکیسویں کی رات معاملات کی تقسیم کرتا ہے مگر اسے ان میں بدلنے (تغیر و تبدل کرنے) کا حق ہوتا ہے مگر جب تیئسویں کی رات ہوتی ہے تو اس قضا کو امضا کر دیا جاتا ہے (آخری شکل دے دی جاتی ہے) اور وہ معاملہ حتمی ہو جاتا ہے جس میں بدا کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سفیان بن سمط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ماہِ رمضان کی وہ راتیں کون سی ہیں جن کے متعلق امید کی جاتی ہے؟ (کہ وہ لیلۃ القدر ہیں؟) فرمایا: انیسویں، اکیسویں اور تیئسویں! عرض کیا: اگر کسی انسان کو سستی آ دبائے یا کوئی تکلیف ہو (اور ہر سہ رات میں عمل نہ کر سکے) تو ان میں سے کس رات پر اعتماد کرے؟ فرمایا: تیئسویں کی رات۔ (الفقیہ)

۸۔ صالح بن ابوحماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں ماہِ رمضان میں غسل کرنے کے متعلق سوال کیا تھا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر ہو سکے تو سترہ، انیس، اکیس اور تیئس کی راتوں میں غسل کرو کیونکہ ان میں لیلۃ القدر کی امید ہے! اور اگر ان تمام راتوں میں نہ جاگ سکو تو (کم از کم) تیئسویں کی رات کا جاگنا تو ترک نہ کرو۔ جس میں ایک سو رکعت (ہر دو رکعت بیک سلام) پڑھ ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ھو اللہ گیارہ بار۔ (فضائل شہر رمضان)

۹۔ حسن بن عباس بن حریش حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباءِ طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص لیلۃ القدر کو جاگے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ تعداد میں آسمانی ستاروں کے برابر پہاڑوں کے ہم وزن اور سمندروں کے پانیوں کے مقدار کے مطابق ہوں۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابن ابی عمیر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص لیلۃ القدر میں غسل کرے اور طلوعِ فجر تک (عبادات خدا میں) جاگے وہ گناہوں سے نکل جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے؟ فرمایا: جو شخص ایمان و ایقان کے ساتھ قربۃً الی اللہ لیلۃ القدر عبادت خدا میں گزارے اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات کو جاگا کرتے تھے اور اس سے فارغ نہیں ہوتے تھے۔ (ایضاً)

۱۲۔ جابر جعفی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان کی تیئسویں کی رات شب بیداری کرے اور اس میں ایک سو رکعت نماز پڑھے۔ خدا اس کے رزق میں وسعت عطا فرماتا ہے۔ تا آخر حدیث کہ اس میں ثواب جزیل منقول ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اکیسویں یا تیئسویں کی رات ہے! عرض کیا: کیا وہ صرف

ایک رات نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: بس مجھے وہی ایک رات بتائیں؟ فرمایا: اگر دو راتوں میں نیکی کا کام کرو تو اس میں تمہارا کیا نقصان و زیاں ہے؟ (التہذیب)

۱۴۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے اور (فضیلت میں) اس کا دن اس کی رات کی مانند ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ محمد بن یوسف اپنے والد (یوسف) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جہنی (بنی جہینہ کا ایک شخص) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے پاس اونٹ ہیں، بھیڑ بکریاں ہیں اور غلام ہیں (یعنی مصروف آدمی ہوں) تو آپؐ مجھے کسی ایسی رات کا حکم دیں کہ جس میں حاضر ہو کر (آپ کے ہمراہ) نماز پڑھوں؟ اور یہ واقعہ ماہِ رمضان کا ہے! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے قریب بلایا اور اس کے کان میں رازدارانہ انداز میں ایک بات کہی! پس اس کے بعد جہنی کا یہ معمول تھا کہ جب تیئسویں کی رات داخل ہوتی تھی تو وہ اپنے اونٹوں، بکریوں اور اہل وعیال کے ساتھ مدینہ میں آتا تھا (اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اعمال بجا لاتا تھا)۔ (ایضاً)

۱۶۔ جناب ابن ادریس حلیؒ موسیٰ بن بکر الواسطی کی کتاب سے اور وہ حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ لیلۃ القدر کب ہے؟ فرمایا: وہ تیسری یا چوتھی (تیئسویں یا چوبیسویں) کی رات ہے! راوی نے عرض کیا: ان میں سے ایک کی تعیین فرمائیں۔ فرمایا: اس ایک رات کی خاطر دو راتوں میں عمل کرو تو تمہارا نقصان ہے۔ (سرائر)

۱۷۔ عبدالواحد انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: میں تمہیں اس کی ایسی خبر دیتا ہوں کہ کچھ پوشیدہ نہیں رکھتا۔ وہ (آخری) سات دنوں کی پہلی رات ہے اس طرح چوبیسویں کی رات کا اشتباہ ہوتا تھا۔[1] (ایضاً)

۱۸۔ فاضل طبرسیؒ بیان کرتے ہیں کہ عیاشی نے باسناد خود عبدالواحد بن مختار سے راویت کی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: تیئسویں اور اکیسویں میں سے ایک رات ہے! عرض کیا: ان میں سے ایک معین کر دیں! فرمایا: اگر تم ایسی دو راتوں میں عمل کرو جن میں سے ایک میں لیلۃ القدر

---

[1] کیونکہ اگر مہینہ تیس دن کا ہو تو آخری ہفتہ کی پہلی رات چوبیسویں کی رات بنتی ہے اور اگر انتیس دن کا ہو تو پھر تیئسویں کی رات بنتی ہے اس لیے قدرے پھر بھی التباس واشتباہ باقی رہ جاتا ہے واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے تو تمہارا کیا بگڑتا ہے۔ (مجمع البیان)

۱۹۔ حسان بن ابوعلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لیلۃ القدر کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: اسے انیسویں، اکیسویں اور تیسویں کی راتوں میں تلاش کر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

ماہِ رمضان کی تیسویں کی رات سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم کا (ایک ایک بار) اور سورۂ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کا ایک ہزار بار پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان کی تیسویں کی رات سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم کی تلاوت کرے۔ اے ابومحمد! وہ بخدا جنتی ہے۔ میں کسی کا استثنا نہیں کرتا۔ اور مجھے کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ خدا میری اس قسم کی وجہ سے کوئی گناہ لکھے۔

(ثواب الاعمال، مصباح المتہجد، المقنعہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابویحییٰ صنعانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص ماہِ رمضان کی تیسویں کی رات سورۂ انا انزلناہ پڑھے تو وہ بوجہ اس چیز کے جو خواب میں مشاہدہ کرے گا اس حالت میں صبح کرے گا کہ وہ ان چیزوں کے بارے جو ہمارے ساتھ مختص ہیں ان کا اعتراف کرنے میں اس کا یقین بڑا بہت مضبوط و مستحکم ہوگا۔ (مصباح المتہجد، المقنعہ، التہذیب)

باب ۳۴

ماہِ رمضان کی ہر رات میں سورۂ دخان کا سو بار پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن عباس بن حریش سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث میں سورۂ قدر کے فضائل بیان فرمائے۔ سائل نے عرض کیا: فرزند

رسولؐ! مجھے کس طرح پتہ چلے کہ لیلۃ القدر ہر سال میں ہوتی ہے؟ فرمایا: جب ماہِ رمضان داخل ہوتو ہر رات سورۂ دخان سو مرتبہ پڑھ تو جب تیسویں کی رات آئے گی تو تم خود وہ دیکھ لوگے جس کے بارے میں تم سوال کر رہے ہو؟ (الاصول من الکافی)

باب ۳۵

ماہِ رمضان کے جمعوں میں بکثرت عبادت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ماہِ رمضان کے جمعوں کو دوسرے جمعوں پر وہی فضیلت ہے جو ماہِ رمضان کو دوسرے مہینوں پر ہے۔ اور ایک نسخہ میں یوں ہے کہ جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے رسولوں پر فضیلت ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۳ باب ۳۷، از نمازِ جمعہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

جو شخص بغیر عذر شرعی کے ماہِ رمضان کا روزہ نہ رکھے تو اگر کوئی شخص ایسے آدمی کے کام کا محتاج ہو اور وہ بغیر کھانا کھائے کام نہ کرے تو اسے کھانا کھلانا جائز ہے جبکہ اسے کھانا کھلانے والا ملتا ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن فضال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ہمارے ہاں کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر وہ روزہ نہیں رکھتے۔ بعض اوقات میں (گندم وغیرہ کی) کٹائی کے سلسلہ میں ان کا محتاج ہوتا ہوں اور جب میں ان کو اس کام کے لیے بلاتا ہوں تو جب تک ان کو روٹی کھلانے کا وعدہ نہ کروں وہ کام کے لیے نہیں آتے۔ کیونکہ ان کو کھانا کھلانے والے لوگ مل جاتے ہیں اس لیے مجھے چھوڑ کر اُدھر چلے جاتے ہیں مگر میں ماہِ رمضان میں ان کو کھانا کھلانے سے دل تنگ ہوتا ہوں تو؟ امام علیہ السلام نے اپنے اس مخصوص خط کے ساتھ جسے میں پہچانتا ہوں، جواب میں لکھا: ان کو کھانا کھلا سکتے ہو۔ (الفقیہ، المقنعہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں قیام وغیرہ میں اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بوقت ضرورت اس قسم کے کام کے جواز پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۷

ماہِ رمضان کی آخری رات میں یا اس کے آخری جمعہ میں دعاءِ وداع کا پڑھنا مستحب ہے اور ماہِ رمضان کے نقص کا امکان ہو تو پھر دو راتوں میں پڑھے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ طبرسیؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری کے مسائل کے جواب میں حضرت امام العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف نے لکھا جبکہ انہوں نے آپؑ سے پوچھا تھا کہ ماہِ رمضان کی دعائے الوداع کب پڑھے کیونکہ اس سلسلہ میں ہمارے اصحاب نے اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کی آخری رات میں پڑھے اور بعض کہتے ہیں: آخری دن میں پڑھے جب شوال کا چاند نظر آ جائے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ماہِ رمضان کے اعمال اس کی راتوں میں کئے جاتے ہیں اور دعائے الوداع اس کی آخری رات میں پڑھی جاتی ہے اور اگر مہینہ میں کمی کا امکان ہو تو پھر دو راتوں میں پڑھے۔ (احتجاج طبرسی، الغیبۃ)

۲۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ماہِ رمضان کے آخری جمعہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھ پر نگاہ پڑی تو فرمایا: اے جابر! یہ ماہِ رمضان کا آخری جمعہ ہے لہٰذا اسے الوداع کرو۔ اور یہ دعا پڑھو:

﴿اللّٰھم لا تجعلہ آخر العھد من صیامنا ایاہ فان جعلتہ فاجعلنی مرحوماً ولا تجعلنی محروماً﴾ فرمایا: پس جو شخص ایسا کرے گا، دو (۲) سعادتوں میں سے ایک ضرور حاصل کرے گا: یا آئندہ سال ماہِ رمضان کو درک کرے گا، یا خدا کی بخشش اور رحمت کو پائے گا۔ (کتاب الاقبال)

باقیماندہ واجب روزوں کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سترہ (۱۷) باب ہیں)

باب ۱
مختلف واجبی روزوں کی حصر کا بیان

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے زہری! کہاں سے آ رہے ہو؟ عرض کیا: مسجد سے! فرمایا: کس کام میں مشغول تھے؟ عرض کیا: روزہ کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ چنانچہ میری اور میرے اصحاب کی رائے اس بات پر مستقر ہوئی کہ ماہِ رمضان کے سوا اور کوئی واجب روزہ نہیں ہے! فرمایا: اے زہری! جس طرح تم کہتے ہو حقیقت حال اس طرح نہیں ہے! روزہ کی چالیس قسمیں ہیں۔ دس قسمیں اسی طرح واجب ہیں جس طرح ماہِ رمضان کا روزہ واجب ہے۔ دس قسم کا روزہ حرام ہے۔ چودہ قسمیں ایسی ہیں کہ یہ آدمی کو اختیار ہے۔ چاہے تو رکھے اور چاہے تو نہ رکھے (یعنی مستحبی روزے)۔ یہ ہو گئے کل چونتیس (۳۴)۔ (باقی رہیں چھ قسمیں، جو یہ ہیں:) صوم الاذن[۱] کی تین قسمیں۔ (یہ ہوئیں سینتیس (۳۷))۔ تأدیب کا روزہ (۳۸)، صوم الاباحہ (۳۹)، صوم السفر۔ اور صوم مرض (۴۰)۔ زہری نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں! ان اقسام کی تفسیر و تشریح فرمائیں۔ فرمایا: جہاں تک واجبی روزوں کا تعلق ہے وہ یہ ہیں: ماہِ رمضان کے روزے، (۲) کفارۂ ظہار کے دو ماہ کے مسلسل روزے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ.....﴾ (جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں اور پھر اپنی بات سے لوٹ آتے ہیں تو ان کو مقاربت کرنے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا چاہیئے اور جسے غلام نہ مل سکے تو وہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے)۔ (۳) مسلسل دو ماہ کے روزے اس شخص کے لیے جو عمداً ماہِ رمضان کا کوئی روزہ نہ رکھے۔ (۴) قتل خطا کے مسلسل دو ماہ کے روزے اس شخص کے لیے جو غلام آزاد نہ کر سکے چنانچہ خدا فرماتا ہے:

---

[۱] جیسے بیوی، غلام اور مہمان۔ شوہر، آقا اور میزبان کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتے، صوم تادیب جو نابالغ بچے کو رکھوایا جاتا ہے۔ صوم اباحہ جیسے کوئی شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لے اور سفر اور مرض میں اگر روزہ رکھا جائے تو اس کی قضا کرنی پڑتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَئًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ..... تا قولہ تعالیٰ: فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾۔ (۵) قسم کے کفارہ کے تین روزے بھی واجب ہیں، چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ﴾ یہ اس شخص کے لیے ہے جو (دس آدمیوں کو) کھانا نہ کھلا سکے۔ یہ سب مسلسل ہیں متفرق نہیں ہیں۔ (۶) احرام میں سر مونڈوانے کے کفارہ کے تین روزے بھی واجب ہیں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِنْ رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾ پس ایسے شخص کو اختیار ہے چاہے تو تین روزے رکھے۔ (اور چاہے تو مسکینوں کو کھانا کھلائے)۔ (۷) حج تمتع میں جسے قربانی کا جانور نہ مل سکے۔ اس کے دس روزے واجب ہیں۔ تین روزے وہیں حج کے موسم میں رکھے اور سات اس وقت رکھے جب واپس لوٹ کر گھر آئے۔ (۸) احرام میں شکار کرنے کے فدیہ کے روزے، چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا﴾ اے زہری! جانتے ہو کہ طعام مسکین کے برابر روزہ رکھنے کا طریقہ کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: شکار کی عادلانہ قیمت مقرر کی جائے گی اور پھر وہ قیمت گندم پر پھیلائی جائے گی۔ اور پھر وہ گندم صاع کے پیمانہ سے تولی جائے گی اور ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھا جائے گا۔ (۹) منت کا روزہ واجب ہے۔ (۱۰) اعتکاف (واجب) کا روزہ واجب ہے۔ تا آخر حدیث۔۔۔ الخ۔۔۔۔

(الفروع، الفقیہ، الخصال، المقنعہ، تفسیر قمی، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸، ۱۰ از مما یمسک عنہ الصائم اور باب ۱ و ۲۳ و ۲۹ از احکام ماہِ رمضان میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں اور (باب ۲ و ۶ از اعتکاف اور ابواب ظہار و کفارات میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

کفارۂ مخیّرہ میں دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنے اختیاراً واجب ہیں اور کفارۂ مرتبہ میں جب آدمی غلام آزاد کرنے سے عاجز ہو تو پھر مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے واجب ہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: کفارہ میں صرف روزہ واجب قرار دیا گیا ہے اور وہ

بھی اس شخص پر جو غلام آزاد نہ کر سکے۔ (کفارہ میں) نماز یا حج وغیرہ کوئی عبادت واجب نہیں کی گئی کیونکہ نماز ہو یا حج یا دوسری عبادات، یہ آدمی کو دنیوی کام کاج کرنے سے مانع ہوتی ہیں (بخلاف روزہ کے کہ وہ مانع نہیں ہوتا) اور صرف ایک ماہ یا تین ماہ کا روزہ واجب نہیں ہوا۔ بلکہ مسلسل دو ماہ کے روزے واجب ہوئے ہیں کیونکہ خدا نے بندوں پر صرف ایک ماہ کا روزہ فرض کیا ہے تو کفارہ میں اسے دوگنا کر دیا گیا۔ اور مسلسل اس لیے واجب کئے گئے تاکہ آدمی تفریق کی صورت میں ادائیگی کو آسان سمجھ کر اس میں سہل انگیزی نہ کرے۔ (عیون الاخبار، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں اور ما یمسک عنہ الصائم باب ۸ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کفارات کے باب میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جس شخص پر مسلسل دو ماہ کے روزے واجب ہوں اور وہ کسی عذر کی بنا پر تسلسل کو قطع کر دے تو (عذر کی برطرفی کے بعد) وہیں سے بنا رکھے گا اور اگر بلا عذر ایسا کیا ہے تو از سر نو رکھے گا۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے مسلسل دو ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی ہے (مگر درمیان میں ایام حیض آجاتے ہیں تو؟) فرمایا: وہ روزے رکھے۔ اور جن دنوں بیٹھ جائے (بوجہ حیض روزہ نہ رکھ سکے) تو ان کی قضا بجالائے۔ یہاں تک کہ اسی طرح دو ماہ پورے ہو جائیں۔ راوی نے عرض کیا کہ جب عورت یائسہ (حیض کے سن و سال سے گزر جائے) تو آیا سابقہ (طریقہ پر رکھے ہوئے) روزوں کی قضا کرے؟ فرمایا: نہیں۔ وہی سابقہ روزے کافی ہیں۔ (الفروع، کذا فی التہذیب عن محمد بن مسلم عن الباقر علیہ السلام)

۲۔ علی بن احمد بن رشیم بیان کرتے ہیں کہ حسین نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں! ایک شخص نے چند روز روزہ رکھنے کی منت مانی۔ جب ان میں سے کچھ روزے رکھ چکا تو بیمار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے روزہ کھولنا پڑا۔ اب (صحت یابی کے بعد) از سر نو روزے رکھے یا جو رکھ چکا ہے ان کو شمار کرے؟ فرمایا: جو رکھ چکا ہے ان کو شمار کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ جمیل و محمد بن حمران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس پر ظہار کے کفارہ میں دو ماہ کے روزے واجب تھے مگر اس نے ہنوز صرف ایک ماہ کے روزے رکھے تھے کہ بیمار ہو گیا؟ فرمایا: (صحت یابی کے بعد) از سر نو رکھے۔ ہاں اگر دوسرے ماہ کے ایک یا دو روزے رکھ چکا تھا تو

پھر صرف باقیماندہ روزے رکھے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۴۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے واجب ہیں! آیا وہ متفرق طور پر رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر ایک ماہ سے زائد مسلسل رکھ چکا ہو اور پھر اسے عارضہ لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے تسلسل برقرار نہ رکھ سکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اگر ہنوز اس نے ایک ماہ سے کم یا صرف ایک ماہ کے روزے رکھے تھے کہ یہ صورت حال پیش آ گئی تو اس پر واجب ہے کہ ازسرنو رکھے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کے ذمے قسم، ظہار اور قتل کے کفارہ کے روزے ہیں اگر وہ تسلسل کو قطع کر دے تو؟ فرمایا: اگر کسی شخص کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے ہوں اور وہ پہلے مہینہ میں ہی (عمداً) روزہ نہ رکھے یا بیمار ہو جائے (اور نہ رکھ سکے) تو اس پر ازسرنو روزے رکھنا واجب ہیں۔ اور اگر ایک ماہ کے مکمل اور دوسرے ماہ میں سے بھی کچھ رکھ چکا ہو کہ اب کوئی عذر لاحق ہو گیا تو پھر (عذر کی برطرفی کے بعد) صرف باقیماندہ روزے رکھے گا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوایوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ظہار کے کفارہ کے سلسلہ میں ایک شخص کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے تھے۔ اس نے ذی قعدہ میں ایک ماہ کے روزے رکھے کہ ذی الحجہ داخل ہو گیا اب کیا کرے؟ فرمایا: سوائے منٰی میں ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) کے باقی تمام ذی الحجہ میں روزے رکھے۔ اور ان تین دنوں کی قضا محرم کی یکم کو کرے (تین تک)۔ اور جب تک ایام تشریق کے فوت شدہ روزوں کی قضا نہ کر لے تب تک اپنی اہلیہ سے مقاربت نہ کرے اور اگر ایک ماہ مکمل اور دوسرے ماہ میں سے کچھ روزے رکھ چکا ہو اور پھر کوئی عارضہ لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے اسے تسلسل قطع کرنا پڑے تو عذر کے زائل ہونے کے بعد باقی ماندہ روزے رکھ کر دو ماہ مکمل کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۷۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کے ذمے قسم، ظہار، قتل (خطاء) کے سلسلہ میں (دو ماہ کے مسلسل) روزے ہوں۔ اور وہ تسلسل کو قطع کر دے تو؟ فرمایا: اگر کسی شخص کے ذمہ دو ماہ کے مسلسل روزے ہوں۔ اور تسلسل یہ ہے کہ ایک مہینہ مکمل اور دوسرے مہینہ کا ایک دن یا چند دن مسلسل رکھے۔ اگر اس کے بعد اسے کوئی عارضہ لاحق ہو جائے تو قطع کر سکتا ہے اور عذر کی برطرفی کے بعد باقیماندہ روزے رکھ سکتا ہے اور اگر ہنوز صرف ایک ماہ کے روزے رکھے ہوں اور دوسرے ماہ کا کوئی روزہ نہ رکھا ہو کہ یہ صورت حال پیش ہو

جائے اور اس طرح تسلسل کو قائم نہ رکھ سکے تو تمام روزے از سر نو رکھے گا۔ (التہذیب والفروع)

۸۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے تھے جب ایک ماہ کے روزے رکھ چکا تو بیمار ہوگیا تو؟ فرمایا: رکھے ہوئے روزوں پر بنا رکھے کیونکہ (اس میں اس کا کوئی قصور نہیں) خدا نے اسے روکا ہے۔ عرض کیا کہ ایک عورت کے ذمہ دو ماہ کے روزے تھے جس نے باقی روزے تو رکھے مگر حیض کی وجہ سے تسلسل کو برقرار نہ رکھ سکی تو؟ فرمایا: ان دنوں کی قضا کرے۔ عرض کیا: اس نے ان روزوں کی قضا کی مگر بعد میں یائسہ ہوگئی تو؟ (آیا تمام روزوں کی قضا کرے؟) فرمایا: اعادہ کی ضرورت نہیں ہے وہی پہلے والے کافی ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۹۔ سلیمان بن خالد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمہ مسلسل دو ماہ کے روزے واجب تھے۔ ابھی اس نے پچیس دن کے روزے رکھے تھے کہ بیمار ہوگیا تو شفایابی کے بعد رکھے ہوئے روزوں پر بنا رکھے یا از سر نو رکھے؟ فرمایا: بلکہ رکھے ہوئے روزوں پر بنا رکھے۔ پھر فرمایا: یہ ان مقامات میں سے ہے جہاں خدا کی طرف سے (عذر) کا غلبہ ہوتا ہے اور جہاں خدا کی جانب سے غلبہ ہو وہاں کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ باسناد خود رفاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کفارۂ ظہار کا روزہ رکھنے والا جب ایک ماہ کا روزہ رکھ چکے اور پھر بیمار ہو جائے تو (شفایابی کے بعد) وہ سابقہ رکھے ہوئے روزوں کو شمار کرے گا (اور مزید ایک ماہ کے رکھے گا)۔ (نوادر احمد بن عیسیٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۶ میں اور کفارات کے باب ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جس شخص کے ذمہ دو ماہ کے مسلسل روزے واجب ہوں اور وہ صرف شعبان کا مہینہ روزہ رکھے (اور پھر ماہِ رمضان کی وجہ سے سلسلہ قطع ہو جائے) تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ از سر نو رکھنا واجب ہیں مگر یہ کہ شعبان سے پہلے بھی کچھ روزہ رکھا ہوا گرچہ ایک دن کا ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس پر ظہار کے کفارہ میں دو ماہ کے روزے واجب۔

تھے۔ چنانچہ شعبان کا مہینہ روزے رکھے۔ پھر ماہِ رمضان داخل ہوگیا تو؟ فرمایا: ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور بعد ازاں سابقہ روزے ازسرنو رکھے ہاں البتہ اگر کفارہ کے روزے نصف سے زیادہ رکھ چکا ہو اگرچہ ایک دن ہی کیوں نہ ہو تو پھر صرف باقیماندہ روزے رکھے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی شخص ماہِ شعبان میں ظہار کرے اور غلام آزاد نہ کر سکے تو انتظار کرے۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھ کر مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔ اور اگر سفر کی حالت میں ظہار کرے تو واپس گھر لوٹنے تک روزہ نہ رکھے (ہاں گھر پہنچ کر کفارہ کے روزے رکھے)۔ (التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الکفارات (باب ۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جس شخص کے ذمہ مسلسل ایک ماہ کے روزے واجب ہوں تو اس کے لیے مسلسل پندرہ دن کے روزے رکھنا کافی ہیں اگر سفر اس سے پہلے عذر قطع کر دے تو ازسرنو رکھے گا اور اگر اس کے بعد قطع کرے تو سابقہ پر بنا رکھ کر مکمل کرے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے اوپر ایک ماہ کے روزے واجب قرار دیے! جب پندرہ دن کے روزے رکھ چکا تو کوئی مانع پیدا ہوگیا؟ فرمایا: اگر پندرہ روزے رکھ چکا ہو تو پھر تو صرف باقیماندہ روزے رکھے گا۔ اور اگر پندرہ دن سے کم رکھے تھے (کہ پھر کوئی مانع لاحق ہوگیا) تو پھر رکھے ہوئے مجزی نہیں ہیں۔ ازسرنو ایک ماہ کے روزے مکمل رکھے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۶

نذر کے روزہ کا وجوب

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور منت کا روزہ واجب ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ قبل ازیں (باب ۱۰ از من یصح عنہ الصوم میں) زرارہ والی حدیث گزر چکی ہے کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ ان کی والدہ نے منت مانی تھی کہ ان کا بیٹا (جو کہ گرفتار بلا تھا) اگر یہ سلامت گھر آ گیا تو وہ اس دن سے روزہ رکھنا شروع کر دے گی (اور پھر ہمیشہ رکھتی رہے گی) آیا وہ منت کا روزہ ترک کر دے؟ فرمایا: نہ۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ جس بیٹے کے بارے میں منت مانی تھی اس میں وہ کچھ دیکھے جسے وہ ناپسند کرے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۷ میں) کچھ ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

نذر (منت) کے کفارہ کا روزہ اور اس کی قضا واجب ہے اور کفارہ کس قدر ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن مہز یار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں لکھا کہ میرے آقا! ایک شخص نے ایک مخصوص دن میں روزہ رکھنے کی منت مانی مگر اس نے اس دن اپنی زوجہ سے مباشرت کی۔ اس پر کس قدر کفارہ ہے؟ فرمایا: روزہ کے عوض ایک روزہ رکھے اور ایک غلام آزاد کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، کذا عن ابی عبیدہ عن الامام النقی علیہ السلام۔ کما فی التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہز یار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بندار مولی ادریس نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میرے آقا میں نے منت مانی ہے کہ میں ہر سنیچر کے دن روزہ رکھوں گا۔ لہٰذا اگر کبھی نہ رکھوں تو مجھ پر کس قدر کفارہ لازم ہوگا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا جسے میں نے خود پڑھا ہے کہ بغیر کسی عذر شرعی کے اس دن کا روزہ ترک نہ کر ہاں البتہ سفر اور مرض میں روزہ نہیں ہے اور اگر بغیر کسی شرعی عذر کے نہ رکھے تو پھر ہر روزہ کے عوض سات مسکینوں کو کھانا کھلا۔ ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی پسندیدہ باتوں کی بجا آوری کی توفیق دے۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ اس شخص کے لیے ہے جو غلام آزاد کرنے پر قادر نہ ہو کہ وہ صرف مساکین کو کھانا کھلائے گا اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو پھر صرف اس روزہ کی قضا کرے گا۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جمع بین الاخبار میں اقرب یہ ہے کہ اگر منت روزہ رکھنے کی تھی تو اس کی خلاف ورزی کرنے پر ماہِ رمضان کا روزہ نہ رکھنے کا کفارہ لاگو ہوگا اور اگر کسی اور چیز کی منت تھی تو اس کی خلاف ورزی کرنے پر

قسم والا کفارہ لاگو ہوگا۔

باب ۸

قتل خطاء کی وجہ سے کفارۂ مخیّرہ اور قتل عمد کی وجہ سے کفارہ جمع واجب ہوتا ہے اور جو شخص اشہر حرم میں کسی کو قتل کرے وہ انہی مہینوں میں دو ماہ روزے رکھے گا اور اگر عید یا ایام تشریق درمیان میں آجائیں تو ان کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کسی محترم مہینہ میں کسی شخص کو خطأ قتل کر دیا تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس پر دیت سخت کی[1] جائے۔ اور اس پر ایک غلام آزاد کرنا، یا محترم مہینوں میں سے دو ماہ کے روزے رکھنا واجب ہیں! راوی نے عرض کیا کہ ان مہینوں میں ایک چیز بھی تو داخل ہو جاتی ہے؟ فرمایا: وہ کیا؟ عرض کیا: عید (قربان) اور ایام تشریق (۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحجہ)؟ فرمایا: ان دنوں میں بھی رکھے کیونکہ یہ اس پر لازم ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو حرم میں قتل کر دیا تو؟ فرمایا: اس پر ایک دیت اور دوسری کا ثلث واجب ہے اور (چار) محترم مہینوں میں سے دو ماہ مسلسل روزے رکھے اور ایک غلام آزاد کرے اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ میں نے عرض کیا کہ ان مہینوں میں ایک چیز داخل ہو سکتی ہے؟ فرمایا: وہ کیا؟ عرض کیا: دونوں عیدیں اور ایام تشریق! فرمایا: ان میں بھی رکھے کیونکہ یہ ایک لازمی حق ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱ میں) زہری والی حدیث میں گزر چکا ہے اور بعد ازیں بھی بیان کیا جائے گا کہ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام ہے مگر حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دوسرے بعض اصحاب نے اس خاص صورت کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور ان دو حدیثوں کے ظاہری معنی پر عمل کیا ہے لیکن اکثر اصحاب نے ان کی مخالفت کی ہے اور ان دونوں حدیثوں کو عیدین اور ایام تشریق کے علاوہ دوسرے دنوں کے روزوں پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ حدیثیں ان دنوں میں روزہ رکھنے میں صریح نہیں ہیں (گو ان کا ظاہر یہی ہے)۔

---

[1] ایک دیت کامل اور دوسری کا ایک ثلث۔ جیسا کہ اس سلسلہ کی دوسری حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۹

جس شخص پر مسلسل دو ماہ کے روزے واجب ہوں مگر وہ اس سے عاجز ہو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے تھے مگر وہ نہ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ ہی غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور نہ صدقہ دینے کی قوت، تو؟ فرمایا: وہ اٹھارہ روزے رکھے یعنی ہر دس مسکینوں کو کھانا کھلانے کی بجائے تین روزے رکھے۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسی قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد باب الکفارات میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

قسم، ظہار، قتل، روزہ نہ رکھنے اور قربانی کے بدل والے کفاروں کے روزوں میں تسلسل واجب ہے اور کفارات جمع کے احکام؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر روزہ متفرق طور پر رکھا جا سکتا ہے سوائے قسم کے کفارہ کے تین روزوں کے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کفاروں میں فی الجملہ تفریق جائز ہے یعنی نصف سے زائد رکھ چکنے کے بعد۔ نہ کہ مطلقاً۔

۲۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حج میں (قربانی کے عوض) سات دن (گھر لوٹنے کے بعد) اور تین دن (وہیں موسم حج میں) بمنزلہ قسم کے کفارہ کے تین روزوں کے ہیں۔ جن میں تفریق جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ سلیمان بن جعفر جعفری حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: وہ روزے جن میں تفریق جائز نہیں ہے وہ ظہار، قربانی اور قسم کے کفارہ کے روزے ہیں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قسم کا کفارہ مسلسل ہے۔ اس میں فاصلہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۵۔ علی بن جعفرؑ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے (قربانی کے بدل) حج کے تین اور سات روزوں کے بارے میں پوچھا کہ آیا ان کو مسلسل رکھا جائے یا ان میں تفریق جائز ہے؟ فرمایا: تین بھی مسلسل رکھے اور سات بھی۔ ان میں تفریق نہ کرے۔ اور نہ ہی سات اور تین کو اکٹھا کرے۔
(التہذیب والاستبصار)

۶۔ قبل ازیں (باب ا میں) بروایت زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مفصل حدیث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ واجبی روزے یہ ہیں: (۱) ماہِ رمضان کے روزے۔ (۲) قتل خطاء میں دو ماہ کے مسلسل روزے اس شخص کے لیے جو غلام آزاد نہ کر سکے۔ (۳) قسم توڑنے کے کفارہ کے تین روزے۔ یہ تمام روزے مسلسل ہیں۔ ان میں تفریق جائز نہیں ہے۔ (الفقیہ وغیرہ)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (کفارات کے باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جو شخص منت مانے کہ وہ حضرت قائم آل محمدؑ کے قیام تک برابر روزہ رکھے گا تو اس پر واجب ہے کہ ایام محرمہ چھوڑ کر مسلسل روزہ رکھے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ کرام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے (قسم کھا کر) اپنے اوپر لازم کیا ہے کہ قیام قائمؑ تک برابر روزہ رکھوں گا تو؟ فرمایا: روزہ رکھ مگر سفر، عیدین میں، ایام تشریق میں اور یوم الشک میں نہ رکھ۔
(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ یوم الشک کو وجوب کی نیت سے نہ رکھ۔

۲۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الاصم کرام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے قسم کھا کر فیصلہ کیا کہ جب تک قائم آل محمدؑ قیام نہیں کریں گے میں دن میں کھانا نہیں کھاؤں گا (روزہ رکھوں گا) چنانچہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا۔ آپؑ نے فرمایا: اے کرام! روزہ رکھ مگر عیدین اور تشریق کے تین دن کے دوران روزہ نہ رکھ اور نہ ہی اس وقت رکھ جب سفر میں ہو یا بیمار ہو۔
(الاصول، من الکافی)

۳۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے اوپر واجب قرار دیا ہے کہ وہ حضرت قائم آل محمدؑ کے قیام تک برابر روزہ رکھے گا تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس نے صرف اپنے اوپر قرار دیا ہے یا خدا کے لیے اپنے اوپر؟ (یعنی منت مانی ہے؟) عرض کیا: بلکہ خدا کے لیے۔ فرمایا: آیا وہ معرفت رکھتا تھا یا نہ؟ عرض کیا کہ معرفت رکھتا تھا! فرمایا: روزہ تمام کرے ہاں البتہ سفر میں، بیماری میں اور ایام تشریق میں نہ رکھے۔ (نوادر احمد بن عیسیٰؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۶ از وجوب صوم میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

جو شخص دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانے اور پھر بیماری وغیرہ کسی شرعی عذر کی بنا پر اسے سلسلہ قطع کرنا پڑ جائے اس پر از سر نو روزے رکھنا واجب نہیں ہیں بلکہ سابقہ رکھے ہوؤں پر بنا رکھ کر مکمل کرے گا اور نذر کے روزے نہ رکھنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن احمد بن رشیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حسین نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو خط لکھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ایک شخص ے منت مانی کہ وہ کچھ خاص دنوں میں روزے رکھے گا۔ پس وہ کچھ روزے رکھ چکا تھا کہ بیمار ہو گیا آیا (صحت یابی کے بعد) از سر نو رکھے یا سابقہ کو شمار کر کے مکمل کرے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ گزشتہ روزوں کو شمار کرے (اور پھر باقیماندہ رکھ کر مکمل کر لے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے نیت صوم میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

جو شخص منت مانے کہ وہ کوفہ یا مکہ یا مدینہ میں روزہ رکھے گا اور وہاں نہ رکھ سکے تو پھر جہاں بھی رکھے کافی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے (منت مان کر) اپنے اوپر یہ لازم کیا کہ وہ کوفہ یا مدینہ یا مکہ میں ایک ماہ روزے رکھے گا چنانچہ اس نے مکہ میں چودہ روزے رکھے آیا اس کے لیے جائز ہے (بوقت ضرورت) واپس گھر لوٹ جائے اور وہاں کوفہ میں جا کر باقی روزے رکھے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

۲۔ سعدان بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میں نے اپنے اوپر لازم قرار دیا کہ ایک ماہ کے روزے مکہ میں، ایک ماہ کے مدینہ میں اور ایک ماہ کے کوفہ میں رکھوں گا۔ چنانچہ اٹھارہ روزے مدینہ میں رکھے اور باقی مکہ میں ایک مہینہ اور مدینہ کے بارہ دن کے روزے میرے ذمہ رہ گئے تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: تجھ پر کچھ نہیں ہے اپنے شہروں میں روزے رکھ کر پورے کر۔ (قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک تکلیف کی وجہ سے منت مانی (اگر خدا نے اسے عافیت عطا فرمائی تو) وہ ایک ماہ کوفہ میں، ایک ماہ مدینہ میں اور ایک ماہ مکہ میں روزے رکھے گا۔ چنانچہ اس نے کوفہ میں تو ایک ماہ کے روزے رکھ لئے اور مدینہ پہنچ کر ہنوز اٹھارہ روزے وہاں رکھے تھے کہ شتربان نے زیادہ ٹھہرنے سے انکار کر دیا تو؟ فرمایا: باقیماندہ روزے تب رکھے جب اپنے شہر میں پہنچ جائے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (کتاب الحج باب ۳۴ میں) ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۴

جو شخص منت مانے کہ ایک ''حین'' (کچھ وقت) روزہ رکھے گا اس پر چھ مہینہ روزے رکھنا اور جو کچھ ''زمانہ'' روزہ رکھنے کی منت مانے اس پر پانچ ماہ کے روزے رکھنا واجب ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الربیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے شکرانہ نعمت کے طور پر اس طرح منت مانی کہ خدا کیلئے مجھ پر ایک ''حین'' (وقت) کا روزہ واجب ہے! تو؟ فرمایا: اس قسم کا واقعہ حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا تھا۔ تو آنجناب نے اس سے فرمایا تھا کہ چھ ماہ کے روزے رکھ۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ ﴿تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾ (کہ وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر حین میں ثمر آور ہوتی ہے) یعنی چھ ماہ میں۔ (الفروع، التہذیب، تفسیر العیاشی)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے "ایک زمانہ" کے روزہ رکھنے کی منت مانی تھی۔ فرمایا: پانچ ماہ کے روزے رکھے اور "حین" چھ ماہ کو کہا جاتا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ﴾۔ (الفروع، التہذیب، علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ وہ ایک زمانہ روزے رکھے گا مگر زمانہ کی تعیین نہیں کی، وہ کتنے روزے رکھے؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ایسے شخص پر پانچ ماہ کے روزے رکھنا واجب قرار دیتے تھے۔ (المقنعہ، الارشاد)

۴۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ وہ ایک "حین" تک روزے رکھے گا مگر اس کی تعیین نہیں کی تو کس قدر روزے رکھے؟ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ایسے شخص کے لیے چھ ماہ کے روزے رکھنا لازم قرار دیتے تھے۔ (ایضاً)

باب ۱۵

جو شخص معین و مقرر روزہ کی منت مانے اور اس کے رکھنے سے عاجز ہو جائے تو ہر دن کے عوض ایک مد طعام دے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ادریس بن علی اور علی بن ادریس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے منت مانی کہ جس دن وہ قید سے آزاد ہوگا اس دن روزہ رکھے گا مگر وہ اس دن کسی وجہ سے روزہ رکھنے سے قاصر رہا اور اس شخص کو طویل عمر عطا کی گئی۔ اس کے ذمہ بہت سے روزے جمع ہو گئے۔ اب اس روزہ کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: ہر دن کے عوض ایک مد گندم یا جو (کسی مسکین کو) دے دے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ محمد بن منصور بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے خاص روزے کی منت مانی اور وہ اس سے عاجز ہوگیا تو؟ فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ اس پر ہر روزہ کے عوض ایک مد طعام واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ محمد بن جعفرؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیوی نے دو ماہ کے روزے رکھنے کی منت مانی تھی۔ اسی اثناء میں وہ حاملہ ہوگئی اور ایک بچہ کو جنم دیا۔ اس طرح روزہ نہ رکھ سکی

تو؟ فرمایا: ہر دن کے عوض ایک مسکین کو ایک مد طعام صدقہ دے۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرے آقا! میں نے منت مانی تھی کہ جب میری نماز تہجد قضا ہوگئی تو میں اس دن روزہ رکھوں گا۔ مجھ سے نماز فوت ہوگئی تو کیا کروں؟ اس مخمصہ سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ اور اگر جن دنوں کا روزہ نہیں رکھا۔ ان کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام بطور کفارہ دے۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے منت مانی تھی کہ وہ ایک دن روزہ رکھے گا اور ایک دن افطار کرے گا، وہ کمزور ہوگیا (اور ایسا نہ کر سکا) تو اب کیا کرے؟ فرمایا: ہر دن کے عوض ایک مد طعام کسی مسکین پر صدقہ کرے۔ (المقنعہ)

باب ۱۶

جو شخص ایک سال کے روزہ رکھنے کی منت مانے اور اس سے عاجز ہو جائے تو اس کے لیے مسلسل ایک ماہ اور دوسرے کے کچھ روزے رکھنا کافی ہے اور باقی کو متفرق طور پر رکھے اور جو شخص صرف روزہ رکھنے کی منت مانے مگر دن مقرر نہ کرے تو وہ چھ دن کا روزہ رکھے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک سال کے روزے رکھنے کی منت مانی تھی مگر نہ رکھ سکا۔ فرمایا: ایک ماہ کے پورے اور دوسرے کے کچھ مسلسل رکھے۔ پھر اگر باقی کو قطع کر کے متفرق طور پر رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ ابو جمیلہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خدا کے لیے (کچھ روزہ رکھنے کی) منت مانی مگر معین نہیں کیا تو؟ فرمایا: چھ دن کے روزے رکھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب نیت روزہ رکھنے کی کرے یا زبان سے بولے اور یہ چھ دن استحباب پر محمول ہیں ورنہ ایک دن کا روزہ کافی ہے جیسا کہ باب النذر میں بیان کیا جائے گا۔

باب ۱۷

جو شخص مہینہ میں چند خاص دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانے اور اتفاقاً وہ دن سفر میں آجائیں تو ان کا روزہ واجب نہیں ہے اور نہ ہی ان کی قضا لازم ہے اور منت کے روزہ میں تسلسل واجب نہیں ہے مگر یہ کہ اس کی شرط عائد کی جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ہر ماہ میں چند مخصوص ایام کے روزے اپنے اوپر واجب قرار دیئے مگر اسے انہی دنوں میں سفر کرنا پڑ گیا تو؟ فرمایا: وہ روزہ نہ رکھے کیونکہ وہ سفر میں ہے اور نہ ہی ان کی قضا کرے۔ جب حاضر ہو تو اس کی قضا واجب نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ صالح بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا بھائی قید ہو گیا تو میں نے ایک ماہ کے روزوں کی منت مانی! چنانچہ میں نے رکھنے شروع کئے۔ بعض اوقات میرے بعض (دینی) بھائی آجاتے تو میں روزہ نہ رکھتا۔ تو آیا اب ان کی قضا کروں؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰، از من یصح عنہ الصوم میں) گزر چکی ہیں اور بعض اس کے بعد (باب ۱۳ از نذر میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

مستحبی روزوں کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تیس (۳۰) باب ہیں)

باب ۱
سوائے حرام دنوں کے باقی ہر دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تینتالیس (۴۳) حدیثیں ہیں جن میں سے پندرہ مکررات کو قلمزد کرکے باقی اٹھائیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر قائم ہے۔ جو یہ ہیں: (۱) نماز، (۲) زکوٰۃ۔ (۳) روزہ۔ (۴) حج۔ (۵) ولایت (آل محمد علیہم السلام)۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزہ جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ اسماعیل بن ابوزیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسا کام نہ بتاؤں کہ اگر اسے کرلو تو شیطان تم سے اس قدر دور ہو جائے گا جس قدر مشرق مغرب سے دور ہے؟ اصحاب نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہؐ! فرمایا: روزہ رکھنا شیطان کے منہ کو کالا کر دیتا ہے، صدقہ دینا اس کی کمر کو توڑ دیتا ہے۔ خدا کے لیے باہم محبت کرنا اور نیک کام پر ایک دوسرے کی مدد کرنا اس کی کونچیں کاٹ دیتا ہے اور طلب مغفرت کرنا اس کی شہ رگِ حیات کو کاٹ دیتا ہے۔ فرمایا: ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدنوں کی زکوٰۃ روزہ رکھنا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، الامالی)

۳۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے روزہ داروں کے حق میں دعا کرنے کے لیے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں اور مجھے جبرئیلؑ نے رب جلیل کی طرف سے خبر دی ہے کہ وہ فرماتا ہے کہ میں اپنی مخلوق میں سے کسی کے لیے فرشتوں کو دعا کرنے کا حکم نہیں دیتا مگر یہ کہ اسے اس کے حق میں ضرور

قبول کرتا ہوں۔ (الفروع، المقنعہ، الفقیہ، الامالی)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: روزہ دار کی نیند عبادت ہے اور اس کی سانس تسبیح ہے۔ (الفروع، المحاسن، قرب الاسناد، التہذیب)

۵۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تمہیں مجھ سے مناجات (راز و نیاز کی باتیں) کرنے سے کیا امر مانع ہے؟ عرض کیا: روزہ دار کے منہ کی بدبو کی وجہ سے میں تیری ذات کو اجل وارفع جانتا ہوں! خدا نے ان کو وحی کی کہ اے موسیٰ! روزہ دار کے منہ کی بو میرے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ ابو صباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار کو دو بار خوشی نصیب ہوتی ہے۔ ایک جب روزہ افطار کرتا ہے اور دوسرا جب پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ (ایضاً)

۷۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا۔ (الفروع)

۸۔ علی بن عبد العزیز بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں نیکی کے تمام دروازے نہ بتادوں؟ (پھر فرمایا) روزہ جہنم سے بچنے کی ڈھال ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۹۔ حسین بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عید قربان کا دن اس دن کی مانند ہے جس میں روزہ رکھا جاتا ہے (یعنی اجر و ثواب میں) اور عاشوراء کا دان اس دن کی مانند ہے جس میں روزہ کھولا جاتا ہے (یعنی اجر و ثواب نہ ملنے میں)۔ (الفروع، المقنع)

۱۰۔ اسماعیل بن بشار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والدؑ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ایک شخص بغرض ثواب مستحبی روزہ رکھتا ہے اور خدا اسے اسی روزہ کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔
(الفروع، التہذیب)

۱۱۔ عبد اللہ بن طلحہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ روزہ دار برابر عبادت خدا میں ہے اگرچہ فرش خواب پر دراز ہو جب تک کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال، الامالی، التہذیب)

۱۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو بلغم کو قطع کرتی ہیں

اور حافظہ کو بڑھاتی ہیں: (۱) مسواک کرنا، (۲) روزہ رکھنا۔ (۳) اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ (التہذیب)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایک دن مستحبی روزہ رکھے خداوند عالم اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۱۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص راہِ خدا میں ایک دن (مستحبی) روزہ رکھے اسے ایسے سال بھر کے عدل کرنے کا ثواب ملے گا جس میں روزہ بھی رکھا جائے۔ (ایضاً)

۱۵۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کا ایک دن روزہ کے ساتھ ختم ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ایضاً)

۱۶۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ اپنے آباءِ طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو شخص خدا کے ثواب کے حصول کی خاطر صرف ایک دن مستحبی روزہ رکھے اس کے لیے مغفرت (بخشش) واجب ہو جاتی ہے۔ (الامالی)

۱۷۔ عمرو بن ثابت زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے اب و جدؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے بالائی حصہ سے زیورات برآمد ہوتے ہیں اور تحتانی حصے سے ایسے زین و لگام اور پروں والے ابلق گھوڑے نکلتے ہیں جو نہ لید کرتے ہیں اور نہ پیشاب۔ اولیاءِ خدا ان پر سوار ہو کر جنت میں جہاں چاہیں گے اڑیں گے۔ پس جو لوگ جنت میں ان سے پست درجہ میں ہوں گے وہ سوال کریں گے کہ بارِ الٰہا! تیرے یہ بندے کس وجہ سے عزت و کرامت کے اس درجہ تک پہنچے ہیں؟ خداوند عالم فرمائے گا: یہ راتوں کو جاگا کرتے تھے اور سوتے نہیں تھے، دنوں کو روزے رکھتے تھے اور کھاتے نہیں تھے، دشمن سے جہاد کرتے تھے اور بزدلی نہیں دکھاتے تھے اور صدقہ و خیرات دیتے تھے اور بخل نہیں کرتے تھے۔ (ایضاً)

۱۸۔ حسین بن احمد اپنے باپ (احمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار کی نیند عبادت ہے، اس کی خاموشی تسبیح ہے، اس کا عمل قبول ہے اور اس کی دعا مستجاب ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۹۔ عبداللہ بن عباس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا فرماتا ہے فرزند آدم کا ہر عمل اس کا اپنا ہے۔ سوائے روزہ کے کہ وہ خالص میرے لیے ہے اور میں اس کی جزاء دوں گا اور روزہ قیامت کے دن بندۂ مؤمن کی ڈھال ہوگا (جس سے وہ اپنے آپ کو آتش جہنم سے بچائے گا)۔ اور روزہ دار کے منہ کی بو خدا

کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہوتی ہے۔ ایک جب روزہ کھولتا ہے اور کھاتا پیتا ہے اور دوسرا جب میری بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ (الخصال)

۲۰۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کی قوت وطاقت اس کے دل میں ہوتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ ایک نحیف ونزار جسم وجان کا مالک ہوتا ہے مگر اس کے باوجود وہ رات کو جاگتا ہے اور دن کو روزہ رکھتا ہے۔ (صفات الشیعہ)

۲۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کا ایک خاص دروازہ ہے جس کا نام "ریان" ہے جس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔ (معانی الاخبار)

۲۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک دن مستحی روزہ رکھے تو اسے اگر تمام روئے زمین کے برابر سونا دے دیا جائے تب بھی یوم الحساب سے پہلے اس کا اجر وثواب مکمل نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۲۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرزند آدمؑ کے اعمال دس سے سات سو تک دوگنے چوگنے ہوتے ہیں سوائے صبر کے۔ کہ وہ صرف میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔ پس صبر کا ثواب صرف خدا کے خزانۂ علم میں ہے! اور صبر سے مراد روزہ ہے۔ (ایضاً)

۲۴۔ سلیمان مروزی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ دار پر افطار کی تک قلم جاری نہیں ہوتا (اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا) جب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس کے روزہ کو باطل کر دے۔ اس طرح حاجی پر اس کے واپس لوٹنے تک قلم جاری نہیں ہوتا جب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو اس کے حج کو باطل کر دے۔ (فضائل شہر رمضان)

۲۵۔ علی بن حسن بن فضال اپنے والد (حسن) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے روزہ دار مردوں اور روزہ دار عورتوں کے لیے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو ان کو اپنے پروں سے مسح کرتے ہیں اور ان کے گناہ جھاڑتے ہیں اور کچھ فرشتے خدا نے محض روزہ دار مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کرنے کی خاطر مقرر کر رکھے ہیں جن کی تعداد کو اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (ایضاً)

۲۶۔ جناب سید رضیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں فرمایا: روزہ ڈھال ہے اور صدقہ دینا خطاء ولغزش کے چراغ کو گل کر دیتا ہے۔ (مجازات نبویہؐ)

۲۷۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: روزہ دار افطاری تک جنت کے باغوں میں چرتا چگتا ہے اور فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ (المقنعہ)

۲۸۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندۂ مومن رات کو جاگے (اور عبادت خدا کرے) اور صبح کو روزہ رکھے تو اس پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا اور اس کے ہر ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کے ہر کلمۂ خیر پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ پس اگر اس دن میں مر جائے تو اس کی روح کو علیین کی طرف لے جایا جاتا ہے اور اگر افطاری تک زندہ رہے تو خدا اسے اوابین میں سے لکھ دیتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مختلف ابواب میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد متعدد ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

کسی شدت اور سختی کے وقت اور جب نیند کی وجہ سے نمازِ عشاء قضا ہو جائے تو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت کریمہ ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ یہاں صبر سے مراد روزہ ہے۔ پھر فرمایا: جب کسی شخص پر کوئی مصیبت نازل ہو، اسے چاہیئے کہ روزہ رکھے کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (صبر اور صلوٰۃ سے مدد طلب کرو) فرمایا: صبر سے مراد روزہ ہے۔ (الفروع، الفقیہ، تفسیر عیاشی)

۲۔ علی بن سوید سائی ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں اپنی تنگدستی کی شکایت کی؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: روزہ رکھ اور صدقہ دے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر عمومی دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ اور اس سے پہلے باب ۱۳ اور نمازِ کسوف میں) گزر چکی ہیں اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب المواقیت (باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

گرمی کے موسم میں روزہ رکھنا اور اس کی خاطر پیاس برداشت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی خوشنودی کے لیے سخت گرمی میں روزہ رکھے اور اسے پیاس لگے تو خداوند عالم ایک لاکھ فرشتوں کو اس کے لیے مقرر کرتا ہے جو اس کے چہرہ کو مسح کرتے ہیں اور اسے بشارت دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خدا اس سے فرماتا ہے کہ تیری خوشبو کس قدر عمدہ وخوشگوار ہے! اے میرے فرشتو! گواہ رہنا میں نے اسے بخش دیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، الامالی، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طوبیٰ (خوشخبری) ہے ان لوگوں کے لیے جو خدا کی خاطر بھوک و پیاس برداشت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن شکم سیر ہونگے۔ طوبیٰ (خوشخبری) ہے ان مسکینوں کے لیے جو صبر کرتے ہیں (روزہ رکھتے ہیں) یہی وہ لوگ ہیں جو ملکوت سماوی دیکھتے ہیں۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی حیثیت سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب قوت باہ کا غلبہ ہو اور بطریق حلال اس کا اخراج مشکل ہو تو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ بعض اصحاب کے توسط سے امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوارؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے گروہِ نوجوانان! تم پر قوتِ باہ کا (بطریق حلال) استعمال لازم ہے اور اگر ایسا نہ کرسکو تو پھر تم پر روزہ رکھنا لازم ہے کیونکہ یہ (قوت باہ کو) ناکارہ کرتا ہے۔ (الفروع، المقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنے آپ کو خصی کر لوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان ایسا نہ کرنا۔ ہاں میری امت کا خصی ہونا روزہ کے ساتھ ہے۔ (التہذیب، المجازات النبویہؐ)

۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص قوت باہ کا (بطریق حلال) اخراج چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ عقد وازدواج کرے۔ اور جو ایسا نہ کر سکے اسے چاہیئے کہ روزہ رکھے کیونکہ

روزہ رکھنا ایک قسم کا خصی کرنا ہے۔ (المجازات النبویہؐ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۴ میں ۔۔؟۔۔) گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب النکاح میں آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۵

ہر جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے اور دیگر مستحبی روزہ کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اور وہ روزے کہ جن میں آدمی کو (رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار ہے وہ جمعہ، خمیس، سوموار اور ایام بیض (۱۱، ۱۲، ۱۳) کا روزہ ہے اور ماہِ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے ہیں اور روزِ عرفہ کا روزہ اور عاشوراء کے دن کا روزہ (امساک) ہے۔ یہ سب وہ روزے ہیں کہ آدمی کو اختیار ہے کہ چاہے تو (مستحب سمجھ کر) رکھے اور چاہے تو (واجب نہ سمجھ کر) نہ رکھے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قربۃ الی اللہ جمعہ کے دن روزہ رکھے۔ تو خدا اسے ان دس روشن اور چمکیلے دنوں کا ثواب عطا فرمائے گا جو دنیا کے دنوں سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے۔ (عیون الاخبار)

۳۔ ہشام بن سالم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص صدقہ دینے اور روزہ رکھنے جیسی کوئی نیکی کرنا چاہتا ہے تو؟ فرمایا: مستحب ہے کہ ایسے کام جمعہ کے دن کرے کیونکہ اس میں عمل دوگنا ہو جاتا ہے۔ (الخصال، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جمعہ کے دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو روزہ کی حالت میں دیکھ کر عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ عید کا دن ہے؟ فرمایا: ہرگز نہیں۔ البتہ یہ راحت و آرام کا دن ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ''یہ عید نہیں ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ عید کے دن کی طرح اس کا روزہ حرام نہیں ہے۔

۵۔ سعید بن عبدالملک ایک شخص سے اور وہ ابوہریرہ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ اس سے پہلے (جمعرات کو) یا اس کے بعد (ہفتہ کو) روزہ رکھو۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ کہ اس روایت کے تمام راوی عامی المذہب ہیں اس لیے یہ عمل کے قابل نہیں ہے۔

۵۔ مصباح میں فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ترغیب وارد ہوئی ہے مگر افضل یہ ہے کہ صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھا جائے بلکہ اس کے ساتھ ایک دن پہلے (جمعرات کو بھی) روزہ رکھا جائے۔ (المصباح)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اور جمعہ کے احکام میں اس قسم کی عمومی اور خصوصی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶
سردی میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: سردیوں میں روزہ رکھنا غنیمت باردہ ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: سردیوں میں روزہ رکھنا، غنیمت، مبارک اور بارد ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن سلیمان دیلمی اپنے باپ (سلیمان) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: سردی مؤمن کا موسم ربیع ہے جس میں رات لمبی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ جاگنے پر مدد لیتا ہے اور دن چھوٹا ہوتا ہے جس سے روزہ رکھنے پر مدد لیتا ہے۔ (معانی الاخبار، صفات الشیعہ، الامالی، فضائل شہر رمضان)

باب ۷
ہر ماہ میں تین روزے رکھنا مستحب مؤکد ہے یعنی پہلا اور آخری خمیس اور درمیانہ بدھ۔

(اس باب میں کل تینتیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی اکیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر بکثرت (مستحبی) روزے رکھے کہ کہا گیا کہ شاید آپ روزہ نہیں کھولیں گے۔ اور پھر اس قدر افطار کئے کہ کہا گیا کہ شاید (اب مستحبی) روزہ نہیں رکھیں گے۔ پھر جناب داؤد علیہ السلام کی طرح رکھنا شروع کئے، یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔ اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس وقت ہر مہینہ میں تین روزے رکھتے تھے اور فرمایا: یہ صوم الدھر (صوم الشہر)

کے برابر ہیں اور دل کے وسوسہ کو دور کرتے ہیں۔ حماد بیان کرتے ہیں کہ میں نے خدمت امامؑ میں عرض کیا کہ وہ تین دن کون سے ہیں؟ فرمایا: پہلا اور آخری خمیس اور درمیانی عشرہ کا بدھ۔ عرض کیا کہ ان دنوں کا روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ فرمایا: جب پہلی امتوں پر کوئی عذاب وعقاب نازل ہوتا تھا تو انہی دنوں میں! اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دنوں میں روزہ رکھا کیونکہ یہ خوفناک دن ہیں۔

(الفقیہ، المحاسن، المقنعہ، الفروع، التہذیب، الاستبصار، ثواب الاعمال)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ دو خمیس (پہلا اور آخری) اور ان کے درمیان والے بدھ میں روزہ کیوں رکھا جاتا ہے؟ فرمایا: جہاں تک خمیس کا تعلق ہے تو اس میں (خدا کے سامنے) اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور جہاں تک بدھ کا تعلق ہے، تو اس میں جہنم کو پیدا کیا گیا اور روزہ جہنم کی ڈھال ہے۔ (الفقیہ، العلل، الخصال، ثواب الاعمال، الفروع)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اگر مہینہ کے اول (ابتدائی عشرہ) میں دو خمیس آجائیں تو ان دونوں دن کا روزہ رکھ کہ یہ افضل ہے اور اگر مہینہ کے آخر (آخری عشرہ) میں دو خمیس آجائے تو ان میں روزہ رکھ کہ یہ افضل ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ اگر کسی مہینہ کے آخری عشرہ میں دو خمیس اکٹھے ہو جائیں تو؟ فرمایا: پہلے خمیس کا روزہ رکھو۔ شاید تم دوسرے کو نہ پا سکو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب دوسرا خمیس تیس تاریخ کو واقع ہوتا ہو۔ اس لیے پہلے خمیس کا روزہ رکھنا مستحب ہے کیونکہ ممکن ہے کہ (پہلے) مہینہ ناقص (انتیس دن کا) ہو۔ اور اس طرح دوسرے خمیس کا روزہ فوت ہو جائے گا۔

۵۔ محمد بن مروان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر (مستحبی) روزے رکھتے کہ کہا جاتا تھا کہ شاید کبھی ترک نہیں کریں گے اور کبھی اس قدر ترک کرتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ شاید اب نہیں رکھیں گے۔ پھر کچھ عرصہ تک ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن کھولتے تھے۔ پھر سوموار اور خمیس کا روزہ رکھتے رہے۔ بعد ازاں ہر مہینہ میں تین روزوں تک نوبت جا پہنچی۔ یعنی پہلے اور آخری عشرہ کا خمیس اور درمیانی عشرہ کا بدھ۔ اور فرماتے تھے کہ یہ صوم الدھر ہے۔ امامؑ نے فرمایا: میرے والد (امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی دشمن خدا

نہیں ہے کہ جس سے جب کہا جائے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح کرتے تھے (اس قدر نماز اور اس قدر روزہ رکھتے تھے) تو وہ کہے کہ اگر میں نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے میں (آپ سے بڑھ کر) جدوجہد کروں تو خدا مجھے عذاب تو نہیں کرے گا۔ تو گویا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضیلت کا کوئی کام اس سے عاجز آ کر ترک کر دیا ہے (جسے یہ پورا کرنا چاہتا ہے)۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال، الفروع)

۶۔ زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: (مستحبی) روزہ رکھنے کے بارے میں کیا سنت جاری ہے؟ فرمایا: ہر مہینہ میں تین دن یعنی پہلے اور آخری عشرہ کا خمیس اور درمیانی عشرہ کا بدھ! عرض کیا: یہ پوری سنت ہے؟ فرمایا: ہاں! (ایضاً)

۷۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (درمیانی) بدھ کا روزہ اس لیے رکھا جاتا ہے کہ گزشتہ امتوں میں سے کسی امت پر جب بھی عذاب ہوا ہے کہ مہینہ کے درمیانی بدھ میں! تو اس لیے (اس کے شر سے بچنے کے لیے) اس دن کا روزہ مستحب قرار دیا گیا۔ (الفقیہ، العلل، المحاسن، الفروع)

۸۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ سنتی روزے اس لیے مقرر کئے گئے ہیں تاکہ ان سے فرضی روزوں کی تکمیل ہو سکے اور ہر ماہ میں صرف تین روزے مقرر کئے گئے ہیں یعنی ہر عشرہ میں ایک روزہ ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (جو شخص ایک نیکی بجالائے گا تو اسے دس نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا) تو جو شخص ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھتا ہے۔ تو گویا اس نے تمام زمانہ (تمام زندگی) روزہ رکھا ہے جیسا کہ جناب سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہر مہینہ میں تین دن کا روزہ رکھنا تمام زمانہ کے روزہ کے برابر ہے تو جس شخص کو تمام زمانہ کے علاوہ کچھ زمانہ ملتا ہے تو اسے چاہیئے کہ اس میں روزہ رکھے اور ان میں تین دن اس طرح مقرر کئے گئے ہیں۔ پہلا اور آخری خمیس اور درمیانہ بدھ۔ تو خمیس اس لیے ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جمعرات کو بندوں کے اعمال خدا کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں تو اس لیے چاہا کہ جب بندہ کا اعمال نامہ پیش کیا جائے تو وہ روزہ دار ہو۔ اور آخری خمیس اس لیے مقرر کیا گیا کیونکہ جب بندہ کا عمل تین بار پیش کیا جائے اور وہ ہر بار روزہ دار ہو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ دو بار روزہ کی حالت میں اس کا عمل پیش کیا جائے۔ اور درمیانہ بدھ اس لیے مقرر کیا گیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ خدا نے جہنم اسی دن پیدا کی ہے اور اسی دن خدا نے پہلی امتوں کو ہلاک و برباد کیا تو یہ دن دائمی منحوس ہے۔ تو یہ بات اچھی سمجھی گئی کہ بندہ روزہ رکھ کر اس دن کی نحوست کو اپنے سے دور کرے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار، المقنعہ)

۹۔ نیز فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا: ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا یعنی ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھنا یعنی پہلا اور آخری خمیس اور درمیانہ بدھ۔ سنت ہے اور اگر کوئی شخص ماہِ شعبان کے روزے رکھے تو یہ بہتر ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۰۔ عثمان بن عیسیٰ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بدھ کا دن مستقل منحوس دن ہے کیونکہ ان (آٹھ) دنوں میں سے پہلا اور آخری دن ہے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا﴾۔ (علل الشرائع)

۱۱۔ عنبسہ العابد سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ مہینہ کا آخری خمیس وہ دن ہے جس میں بندوں کے اعمال بلند کئے جاتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو صوم الدھر (ہمیشہ) روزہ رکھتا ہے؟ سلمانؓ نے عرض کیا: میں یا رسول اللہ! اس پر ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں نے کئی بار آپ کو دن میں کھاتے دیکھا ہے؟ فرمایا: تو نے میرے کلام کا غلط مطلب سمجھا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں اور خدا فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (جو شخص ایک نیکی کرے گا اسے دس گنا ثواب دیا جائے گا) اور ماہِ شعبان کو (اس کے آخری دن روزہ رکھ کر) ماہِ رمضان کے ساتھ وصل کرتا ہوں۔ پس یہ ہے صوم الدھر۔ اس روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: (سلمان کے سوا) تمہیں لقمان حکیم جیسا دانا کہاں ملے گا؟ ان سے پوچھ یہ تمہیں بتائیں گے۔ (معانی الاخبار، الآمالی)

۱۳۔ حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: ہر مہینہ تین دن روزہ رکھنا یعنی دو خمیس اور ان کے درمیان بدھ اور شعبان کا روزہ رکھنا سینہ کے وسوسہ اور دل کے غموں کو دور کرتا ہے۔ فرمایا: ہر مہینہ میں تین دن کا روزہ رکھو کہ یہ صوم الدھر کے برابر ہے اور ہم (پہلے اور آخری) دو خمیس کا روزہ رکھتے ہیں جن کے درمیان ایک بدھ ہے کیونکہ خدا نے جہنم بدھ کے دن پیدا کی ہے۔ (الخصال)

۱۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عنبسہ العابد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات ہوئی تو آپؐ صرف شعبان اور ماہِ رمضان اور ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے یعنی پہلا اور آخری خمیس اور درمیانہ بدھ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام بھی یہی روزے رکھتے تھے۔ (الفروع)

۱۵۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضر میں (مستحبی) روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا: ہر مہینہ میں تین روزے۔ ایک (پہلے) جمعہ کا خمیس، (دوسرے) جمعہ کا بدھ۔ اور ایک (آخری) جمعہ کا خمیس۔

(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)، الامالی)

۱۶۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ مہینہ میں روزے کس طرح (اور کس قدر) ہیں؟ فرمایا: مہینہ میں تین یعنی ہر دس دن میں ایک دن۔ خدا فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (جو شخص ایک نیکی بجالائے گا اسے دس گنا ثواب عطا کیا جائے گا)۔

(الفروع، ثواب الاعمال، التہذیب)

۱۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سنتی روزہ کیا ہے؟ فرمایا: ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا یعنی خمیس، بدھ اور خمیس۔ جو دل کے غم اور سینہ کے وسوسہ کو دور کرتا ہے۔ خمیس، بدھ اور خمیس۔ اور چاہے تو سوموار، بدھ اور خمیس کو رکھے اور اگر چاہے تو ہر دس دن میں کوئی سا ایک دن رکھے۔ یہ بن جائیں گی تیس نیکیاں۔ اور اگر کوئی پسند کرے کہ اس سے زیادہ رکھے تو رکھے۔ (التہذیب)

۱۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میں (شب معراج) جنت میں داخل ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ جنت میں اکثر ابلہ لوگ ہیں۔ ابلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو برائی سے غافل ہوں، نیکی بجالانے میں عقلمند اور جو ہر مہینہ میں تین روزے رکھتے ہوں۔

(قرب الاسناد، کذافی معانی الاخبار)

۱۹۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: مجھ پر میری امت کے اعمال پیش کئے گئے۔ تو میں نے اکثر اعمال میں خلل ونقص دیکھا تو میں نے ہر فریضہ کے ساتھ اس کے دو برابر نوافل مقرر کر دیئے تاکہ جو شخص ان (نوافل) کو بجالائے تو اس سے فریضہ تام وتمام ہو جائے گا کیونکہ خدا اس بات سے حیا کرتا ہے کہ بندہ اس کے لیے عمل کرے اور وہ اس میں سے ایک تہائی (فریضہ) کو قبول نہ کرے۔ چنانچہ خدا نے ہر شب و روز میں صرف سترہ رکعت فرض کی ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونتیس رکعت نافلہ مقرر کئے ہیں اور خدا نے ہر سال میں صرف ماہِ رمضان کے روزے واجب قرار دیئے اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساٹھ روزے سنت قرار دیئے تاکہ ان سے واجبی روزہ مکمل ہو جائے پس آپ نے ہر ماہ میں تین روزے مستحب قرار دیئے۔ پہلا خمیس، آخری خمیس اور درمیانہ بدھ (دس ماہ میں ایک مہینہ یہ ہو گیا اور پورا شعبان۔ یہ ہوئے دو ماہ)۔ (المقنعہ)

۲۰۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مہینہ میں تین روزے رکھے اور اس سے پوچھا جائے تو پورے مہینہ میں روزے رکھتا ہے اور وہ کہے: ہاں۔ تو وہ سچا ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ (جو شخص ایک نیکی بجالائے تو اسے دس گناہ ثواب عطا کیا جائے گا)۔ (تفسیر عیاشی)

۲۱۔ علی بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا﴾ خدا فرماتا ہے: ''جو شخص ایک نیکی بجالائے گا اسے دس گنا ثواب عطا کیا جائے گا۔'' فرمایا: ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا اسی میں شامل ہے (کہ اسے تیس روزوں کا ثواب ملے گا)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں اور باب ۲۱ از من یصح عنہ الصوم میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۲۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جس طرح ہر ماہ میں پہلا اور آخری خمیس اور درمیانی بدھ کا روزہ رکھنا سنت ہے اسی طرح اس کا الٹ یعنی پہلا اور آخری بدھ اور درمیانہ خمیس رکھنا بھی کافی ہے۔ اس طرح ہر ماہ میں کوئی سے تین دن روزہ رکھنا بھی صحیح ہے اور اسی طرح ہر ماہ بدھ، خمیس اور جمعہ کا روزہ رکھنا یا سوموار، بدھ اور خمیس کا روزہ رکھنا بھی مجزی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن اسماعیل بن داؤد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے (مستحبی) روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہر مہینہ میں تین دن یعنی بدھ، خمیس اور جمعہ! میں نے عرض کیا کہ ہمارے اصحاب تو دو خمیس اور ان کے درمیان بدھ کا روزہ رکھتے ہیں؟ (جس طرح باب ۷ میں ثابت کیا گیا ہے) فرمایا: ہاں ایسا کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے جس طرح دو بدھ اور ان کے درمیان خمیس کا روزہ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک بزرگوار) کی خدمت میں عرض کیا کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھنے کی کیفیت کیا ہے؟ فرمایا: ہر دس دن میں ایک روزہ یعنی (پہلے میں) خمیس (دوسرے میں) بدھ (اور تیسرے میں) خمیس۔ اور دوسرے مہینہ میں (پہلے عشرہ میں) بدھ، (دوسرے میں) خمیس اور (تیسرے میں پھر) بدھ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تخییر پر محمول کیا ہے (کہ مکلف کو اختیار ہے جوشق چاہے اختیار کرے)۔ عنوان میں مذکورہ دیگر موضوعات پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

ہر مہینہ میں جن تین دنوں میں (مستحبی) روزہ رکھا جاتا ہے ان کو اول ماہ میں مقدم اور آخر ماہ تک مؤخر کرنا جائز ہے اور بڑے دنوں کے روزوں کو چھوٹے دنوں تک اور گرمیوں کے روزوں کو سردیوں کے روزوں تک بھی مؤخر کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ان کا مسلسل رکھنا اور الگ الگ رکھنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ تین روزے جو ہر ماہ میں رکھے جاتے ہیں ان کو گرمیوں کے موسم میں سردیوں تک مؤخر کرسکتا ہوں کیونکہ ان دنوں میں مجھے روزہ رکھنا آسان ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (مگر) یاد رکھنا (کہ کس قدر ہیں؟)۔ (الفقیہ وثواب الاعمال، کذا فی الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا کوئی شخص سال بھر کے (مستحبی روزے) چھوٹے دنوں میں رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ عمار بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے ذمہ مہینہ کے (مستحبی) تین روزے ہیں آیا ان کو (زیادہ) دیر تک مؤخر کرسکتا ہے؟ یا آخر ماہ میں رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر عرض کیا: آیا مسلسل رکھے یا الگ الگ؟ فرمایا: جس طرح چاہے! چاہے تو مسلسل رکھے اور چاہے تو الگ الگ۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام سے پوچھا کہ جس شخص کو گرمیوں میں روزہ نقصان

پہنچاتا ہو آیا وہ مستحبی روزے کو سردیوں تک مؤخر کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ یاد رکھے کہ کس قدر روزے ترک کئے ہیں۔ (المقنعہ)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؓ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جو (ہر ماہ میں تین) مستحبی روزے رکھا کرتا تھا۔ اس کے ذمہ کئی روزے قضا ہیں جو نہیں رکھ سکا۔ آیا وہ اب رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (قرب الاسناد، بحار الانوار)

۶۔ یہی جناب انہی جنابؑ سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص ہر ماہ کے تین روزے مؤخر کر دیتا ہے اور جس مہینہ میں رکھنا چاہتا ہے اس میں بھی خمیس، جمعہ کو بدھ کے ہمراہ درک نہیں کرتا تو؟ آیا اس کیلئے ایسا کرنا مجزی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

باب ۱۰

ہر ماہ کے تین مستحبی روزے اگر فوت ہو جائیں تو ان کی قضا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے اور وہ اپنے والد (فرقد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں اس شخص کے بارے میں جو ہر ماہ میں رکھے جانے والے تین روزے ترک کر دے، فرمایا: اگر اس نے بیماری کی وجہ سے ترک کئے ہیں تو صحت کے بعد ان کی قضا کرے اور اگر بڑھاپے یا شدت پیاس کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو پھر ہر دن کے عوض ایک مد طعام (کسی مسکین کو) دے دے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں اور من یصح عنہ الصوم باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جو تین روزے ہر ماہ میں رکھے جاتے ہیں تو جو شخص کمزوری یا سفر کی وجہ سے نہ رکھ سکے تو ہر دن کے عوض ایک مد طعام یا ایک درہم دینا مستحب ہے اور روزہ رکھنے پر ایک درہم کے صدقہ دینے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ جو شخص ہر ماہ کے تین مستحبی روزے بوجہ شدت (گرما) نہ رکھ سکے آیا ان کا کوئی فدیہ ہے؟ فرمایا: ہاں ہر دن کے عوض ایک مد طعام دے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ یزید بن خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنی تکلیف کی شکایت کی۔ کہ جب (ہر ماہ والے) تین روزے رکھنا چاہتا ہوں تو میرے سر میں درد شروع ہو جاتا ہے اور میرے لیے روزہ رکھنا شاق ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس طرح کر جس طرح میں کرتا ہوں۔ میں جب سفر کرتا ہوں (اور اس کی وجہ سے یہ روزے نہیں رکھ سکتا) تو اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ میں سے ہر روز کے عوض ایک مد طعام کا صدقہ دے دیتا ہوں۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۳۔ عمر بن یزید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے لیے (مستحبی) روزہ رکھنا سخت دشوار ہو جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر ایک درہم دے دے تو یہ ایک دن کے روزہ سے افضل ہے۔ اور میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ تو اسے ترک کرے۔ (الفروع)

۴۔ عقبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور روزہ رکھنے سے کمزور۔ تو ان تین روزوں کا کیا کروں جو ہر ماہ رکھے جاتے ہیں؟ فرمایا: اے عقبہ! ہر دن کے عوض ایک درہم صدقہ دے دے! عقبہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا صرف ایک درہم! امام علیہ السلام نے فرمایا: شاید تیرے پاس بہت درہم ہیں اس لیے ایک درہم کو کم سمجھ رہا ہے؟ عرض کیا: ہاں میرے ہاں خدا کی نعمتیں بہت وسیع ہیں! فرمایا: اے عقبہ! ایک مسلمان کو (پیٹ بھر کر) کھانا کھلانا ایک ماہ کے روزے سے افضل ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن مثنّیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہر ماہ میں رکھے جانے والے تین روزے میرے لیے سخت ہیں تو ان کے عوض کس قدر صدقہ مجزی ہے؟ آیا ہر دن کے عوض ایک درہم کافی ہے؟ فرمایا: ایک دن کا روزہ رکھنے سے ایک درہم کا صدقہ دینا افضل ہے۔ (الفقیہ، المقنعہ، ثواب الاعمال)

۶۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امامؑ سے پوچھا گیا ایک شخص کے لیے ہر ماہ کے تین (مستحبی) روزے رکھنا سخت مشکل ہیں وہ کیا کرے تاکہ اس کے ہاتھ سے اس عمل کا ثواب نہ نکل جائے؟ فرمایا: ہر دن کے عوض ایک مسکین کو ایک مد صدقہ دے۔ (المقنعہ)

۷۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں داؤد بن فرقد سے اور وہ اپنے بھائی سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ

حفص اعور نے میری طرف خط لکھا کہ میں ان کے لیے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تین مسئلے پوچھوں۔ (چنانچہ میں خدمت امامؑ میں حاضر ہوا اور ماجرا بیان کیا تو) امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ مسائل کیا ہیں؟ عرض کیا: ایک تو ہر ماہ کے ان تین (مستحبی) روزوں کے متعلق ہے کہ ان کا بدل کیا ہے؟ فرمایا: بیماری، بڑھاپا یا پیاس۔ کس وجہ سے نہیں رکھے؟ عرض کیا (حفص نے) کچھ تفصیل نہیں لکھی؟ فرمایا: اگر بیماری کی وجہ سے نہیں رکھے تو طاقت بحال ہونے کے بعد قضا کرے۔ اور اگر بڑھاپے یا شدت پیاس کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو پھر ہر دن کے بدل ایک مد طعام دے۔ (نوادر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ میں اور اس سے پہلے باب ۲۱ از من یصح عنہ الصوم میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

ہر ماہ کے ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۴ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن مسعودؓ سے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ جب خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجا تو ان کا رنگ سیاہ تھا جب ملائکہ نے ان کو دیکھا تو گریہ و بکاء کی آواز بلند کی۔ آسمان سے ایک منادی نے ندا دی کہ اپنے پروردگار کے لیے آج روزہ رکھ۔ چنانچہ آپؑ نے روزہ رکھا۔ اتفاقاً اس دن مہینہ کی تیرہ تاریخ تھی۔ اس سے ان کی ایک تہائی سیاہی دور ہوگئی۔ پھر چودہ تاریخ کو ندا آئی آج پھر اپنے پروردگار کے لیے روزہ رکھ۔ چنانچہ رکھا۔ اس سے ایک تہائی اور چلی گئی۔ پندرہ تاریخ کو پھر روزہ رکھنے کی ندا آئی۔ چنانچہ رکھا جس سے تمام سیاہی جاتی رہی۔ اس لیے ان دنوں کا نام ''ایام بیض'' (سفید دن) رکھا گیا۔ کیونکہ ان دنوں میں خدا نے آدمؑ کی سفیدی لوٹائی تھی۔ بعد ازاں آسمان سے ایک منادی نے ندا دی: اے آدمؑ! یہ تین دن میں نے تیرے اور تیری اولاد کے لیے مقرر کئے ہیں پس جو شخص ہر ماہ ان دنوں میں روزہ رکھے گا گویا اس نے تمام عمر روزہ رکھا ہے۔

(علل الشرائع)

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان ایام بیض کی جگہ (اپنی امت کے لیے) ہر ماہ پہلا اور آخری خمیس اور درمیانے بدھ کا روزہ رکھنا مسنون قرار دیا ہے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کہ وہ تین روزے الگ مستحب ہوں اور یہ الگ۔ (عام فقہاء نے

بھی یہی مفہوم لیا ہے)۔

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزے رکھنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عرصۂ دراز تک خدا نے چاہا کہ آنحضرتؐ مسلسل روزے رکھتے رہے۔ پھر کچھ مدت کے لیے یہ سلسلہ ترک کر دیا اور جب تک خدا نے چاہا جناب داؤد علیہ السلام کی طرح ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ترک کرتے رہے۔ پھر یہ سلسلہ بھی ترک کر دیا۔ جب تک خدا نے چاہا۔ (ہر ماہ) صرف سوموار اور خمیس کا روزہ رکھتے رہے۔ پھر یہ سلسلہ بھی ترک کر دیا۔ اور ہر مہینہ میں ایام بیض کا روزہ رکھنا شروع کیا۔ اور جب تک خداوند عالم نے ان کو اپنی بارگاہ میں بلا نہیں لیا برابر ان کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ (قرب الاسناد)

۳۔ جناب سید بن طاؤسؒ، حلوانی کی کتاب تحفۃ المؤمن کے حوالہ سے حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: یا علیؑ! میرے پاس جبرئیلؑ آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ علیؑ سے کہو کہ وہ ہر ماہ تین روزے رکھیں۔ پس جب وہ پہلے دن روزہ رکھیں گے تو ان کو دس ہزار سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اور جب دوسرے دن کا رکھیں گے تو تیس ہزار سال کا ثواب اور جب تیسرا رکھیں گے تو ایک لاکھ سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! یہ عمل اور یہ ثواب صرف میرے ساتھ مخصوص ہے یا عام لوگوں کیلئے بھی ہے؟ فرمایا: خدا تمہیں بھی عطا کرے گا اور جو شخص بھی یہ عمل کرے گا اسے بھی! پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تین دن کون سے ہیں؟ فرمایا: ہر مہینہ کے ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۴ اور پندرہ تاریخ۔ (الدروع الواقیۃ)

۴۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایام بیض کے روزوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: یہ روزے مقبول ہیں اور دو نہیں ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے زہری کی حدیث (باب ۵ میں) اور ہر ماہ تین روزوں کے بیان میں (باب ۷ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳، ۲۶ اور ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بعثت کے اوائل میں اس قدر روزے رکھتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ وہ افطار کرتے ہی نہیں۔ پھر کچھ عرصہ اس طرح افطار کرتے کہ کہا جاتا کہ شاید اب رکھتے ہی نہیں۔ بعد ازاں یہ سلسلہ موقوف کر کے ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن کھولنا شروع کیا۔ اور یہ جناب داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کا طریقہ ہے۔ (الدروع الواقیۃ، الفروع)

۲۔ ابراہیم بن ابو یحییٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے بزرگواروں سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (مستحبی) روزے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تو ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کے روزوں سے کہاں ہے؟ (کیوں نہیں رکھتا؟) اس شخص نے عرض کیا: مجھ میں مزید رکھنے کی طاقت ہے؟ فرمایا: تو دو جمعوں کے روزوں سے کہاں ہے؟ عرض کیا: مجھ میں مزید روزہ رکھنے کی طاقت ہے؟ فرمایا: تو جناب داؤد علیہ السلام کے روزے سے کہاں ہے؟ جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو صدقہ دمشقی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس کے پاس آیا۔ اور (مستحبی) روزوں کے بارے میں سوال کیا؟ ابن عباس نے کہا: اگر تو جناب داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھنا چاہتا ہے جو تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: افضل ترین روزہ میرے بھائی داؤدؑ والا ہے جو ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور اگر جناب سلیمان علیہ السلام کی طرح رکھنا چاہتا ہے تو مہینہ کے پہلے عشرہ میں تین روزے، درمیانی عشرہ میں تین روزے اور آخری عشرہ میں تین روزے رکھتے تھے۔ اور اگر تو جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرح رکھنا چاہتا ہے تو وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے کبھی افطار نہیں کرتے تھے۔ اور اگر تو جناب مریم علیہا السلام کی طرح روزہ رکھنا چاہتا ہے تو وہ دو روزہ رکھتی تھیں اور تیسرے دن نہیں رکھتی تھیں۔ اور اگر تو خیر البشر نبی عربی قرشی ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح رکھنا چاہتا ہے تو وہ ہر مہینہ صرف تین دن روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ صوم الدھر ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

عید غدیر یعنی اٹھارہ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا اور اسے عید کا دن قرار دینا اور اس میں بکثرت عبادتِ خدا کرنا بالخصوص لوگوں کو کھانا کھلانا، صدقہ دینا، صلۂ رحمی کرنا اور جدید لباس پہننا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن سالم سے اور وہ اپنے باپ (سالم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا جمعہ، عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے علاوہ بھی مسلمانوں کی کوئی عید ہے؟ فرمایا: ہاں ہے جو عزت و احترام میں ان سے بھی بڑی ہے! میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوں وہ کون سی عید ہے؟ فرمایا: وہ وہ دن ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر کرنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ﴾ میں نے عرض کیا: وہ کون سی تاریخ ہے؟ فرمایا: تو اس دن کو کیا کرتا ہے؟ سال تو چکر لگاتا رہتا ہے! وہ اٹھارہ (۱۸) ذی الحجہ ہے! میں نے عرض کیا: ہمیں اس میں کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: خدا کی یاد مناؤ۔ روزہ رکھ کر، عبادت کر کے اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کا تذکرہ کر کے، کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی تھی کہ وہ اس دن کو عید قرار دیں اور اس طرح انبیاءؑ اپنے اوصیاء کو وصیت کرتے تھے کہ وہ اس دن کو (جس میں اپنے وصی کا تقرر کرتے تھے) عید منائیں۔ (الفروع)

۲۔ قاسم بن یحییٰ سے اور وہ اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے علاوہ بھی مسلمانوں کی کوئی عید ہے؟ فرمایا: ہاں اے حسن! ایک اور ایسی عید ہے جو ان سے عظیم تر اور شریف تر ہے! عرض کیا: وہ کون سی ہے؟ فرمایا: وہ وہ ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو لوگوں کے لیے علم (ہدایت) مقرر کیا تھا۔ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ کون سا دن ہے؟ فرمایا: دن ادلتے بدلتے رہتے ہیں! ویسے وہ اٹھارہ ذی الحجہ ہے۔ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! ہمیں اس دن کیا کام کرنا چاہیئے؟ فرمایا: اس دن روزہ رکھو۔ اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر کثرت سے درود و سلام پڑھو۔ اور ان کے ظالموں سے برأت کا اظہار کرو۔ کیونکہ انبیاء اپنے اوصیاء کو حکم دیتے تھے کہ وہ اس دن کو عید قرار دیں جس دن اس کی وصایت کا اعلان ہوتا تھا۔ عرض کیا: اس دن روزہ دار کے لیے کس قدر اجر ہے؟ فرمایا: ساٹھ مہینہ کے روزہ رکھنے کا۔

(الفروع، مصباح المتہجد، الفقیہ، ثواب الاعمال، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسحاق بن عبد اللہ علوی عریضی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے دل میں یہ بات گھر کر گئی کہ (سال کے) وہ کون سے دن ہیں جن میں (مستحبی) روزہ رکھا جاتا ہے؟ چنانچہ میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ ''صریا'' گاؤں میں تھے اور یہ بات میں نے مخلوق خدا میں سے کسی کو بھی نہیں بتائی تھی۔ پس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی مجھ پر نگاہ پڑی تو فرمایا: اے ابو اسحاق! تم مجھ سے یہ پوچھنے آئے ہو کہ وہ دن کون سے ہیں جن میں روزہ رکھا جاتا ہے؟ تو وہ چار ہیں (۲۷ رجب، ۱۷ ربیع الاول اور ۲۵ ذی القعدہ اور) غدیر کا دن! اس دن میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد اپنے بھائی علیؑ کو لوگوں کے علم (ہدایت) اور امامؑ مقرر کیا تھا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں واقعاً اسی مقصد کیلئے حاضر ہوا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ مخلوق پر حجت خدا ہیں۔ (التہذیب)

۴۔ علی بن الحسین عبدی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: غدیر خم والے دن روزہ رکھنے کا ثواب دنیا کی عمر کے برابر روزہ رکھنے کا ثواب ہے کہ اگر کوئی شخص دنیا کی تمام زندگی زندہ رہ کر برابر روزہ رکھتا تو جتنا ثواب اسے ملتا وہ غدیر خم کے ایک دن کا روزہ رکھنے سے اتنا ثواب حاصل کر سکتا ہے اور اس دن روزہ رکھنا خدا کی بارگاہ میں ہر سال اس سو حج اور سو عمرہ کے برابر ہے جو مقبول و مبرور ہو۔ اور یہ خدا کی سب سے بڑی عید ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غدیر خم کے دن (شکرانۂ نعمت کے طور پر) روزہ رکھنا ساٹھ سالہ گناہوں کا کفارہ ہے۔

(الفقیہ، ثواب الاعمال، مصباح المتہجد)

۶۔ قاسم بن یحییٰ اپنے دادا حسن بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ دو عیدوں اور جمعہ کے علاوہ بھی مؤمنوں کی کوئی عید ہے؟ فرمایا: ایک اور ایسی عید ہے جو ان عیدوں سے بڑھ کر ہے! اور یہ وہ ہے جس دن حضرت امیر علیہ السلام کو اٹھا کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بمقام غدیر خم تمام مردوں اور عورتوں کی گردنوں پر ان کی ولایت لازم قرار دی تھی۔ میں نے عرض کیا: وہ کون سا دن ہے؟ فرمایا: دن بدلتے رہتے ہیں۔ پھر فرمایا: وہ اٹھارہ ذی الحجہ کا دن ہے۔ پھر فرمایا: اس دن عمل کرنا اسی مہینہ کے عمل کے برابر ہے۔ اور چاہیئے کہ اس میں خدا کا بکثرت ذکر کیا جائے اور نبیؐ (اور آل نبیؑ) پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا جائے۔ اور آدمی اپنے اہل و عیال کو (کھانے میں) وسعت دے۔ (عمدہ کھانا کھلائے)۔

(ثواب الاعمال)

۷۔ مفضل بن عمر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کے ضمن میں غدیر خم کے دن شکرانہ نعمت کے طور پر روزہ رکھنے کو ساٹھ سالہ روزہ سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ (الخصال)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہارون عمار بن حریز عبدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اٹھارہ ذی الحجہ کے دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کو روزہ کی حالت میں پایا۔ مجھ سے فرمایا: یہ ایک عظیم الشان دن ہے۔ خدا نے اس کی حرمت کو عظیم قرار دیا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اس دن روزہ رکھنے کا ثواب کیا ہے؟ فرمایا: یہ عید، فرح اور سرور اور شکرانہ نعمت کے طور پر روزہ رکھنے کا دن ہے۔ اور اس دن روزہ رکھنا ساٹھ محترم مہینوں کے روزہ کے برابر ہے۔ (مصباح المتہجد)

۹۔ فیاض بن محمد بن عمر طوسی بیان کرتے ہیں کہ میں غدیر کے دن حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا آپ کے پاس آپ کے خواص کی ایک جماعت موجود ہے جسے آپؑ نے افطاری کے لیے روک رکھا ہے۔ اور ان کے گھروں میں کھانا، حلے، کپڑے حتیٰ کہ انگوٹھیاں اور جوتے تک بھجوائے ہیں۔ اور ان کی اور اپنے حشم و خدم کی ہیئت بدل رکھی ہے۔ یعنی عام عادی کپڑوں کے علاوہ ان کو اعلیٰ قسم کے کپڑے پہنا رکھے ہیں۔ اور وہ برابر اس دن کی فضیلت اور اس کی قداست بیان کر رہے ہیں چنانچہ منجملہ آپؑ کے ارشادات کے ایک یہ تھا کہ فرمایا: مجھ سے میرے والد ماجدؑ نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں ایک بار جمعہ اور عید غدیر اکٹھے ہو گئے ہنوز دن کے پانچ گھنٹے گزرے تھے کہ آپؑ منبر پر تشریف لے گئے اور ایک طویل خطبہ دیا۔ جسے امام رضا علیہ السلام نے من و عن نقل کیا۔ فرمایا: اے گروہ مومناں! خدا نے آج تمہارے لیے دو بڑی عظیم الشان عیدیں اکٹھی کر دی ہیں۔ ایک بغیر دوسری کے مکمل نہیں ہوتی۔ تا کہ اس طرح خدا تم پر اپنا احسان مکمل کرے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے عید غدیر کی بہت سی فضیلت بیان فرمائی۔ یہاں تک کہ فرمایا: اس دن ایک درہم راہِ خدا میں خرچ کرنا ہزار درہم کے برابر ہے۔ زیادہ خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے اور اس دن کے روزہ کی طرف خدا نے بلایا ہے۔ اگر کوئی بوڑھا بزرگ ابتداءِ دنیا سے اس کے آخر تک دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادتِ خدا میں بسر کرے۔ تو اس ایک دن کے روزہ کی برابری نہیں کر سکتا۔ اور جو شخص اس دن اپنے برادر مومن کی از خود حاجت برآری کرے اور اس سے نیکی کرے وہ ایسا ہو گا جیسے اس دن روزہ رکھنے والا اور رات عبادت میں بسر کرنے والا۔ اور جو شخص اس کی رات کو ایک مومن کا روزہ افطار کرائے وہ ایسا ہے جیسے کوئی ایک فیام، فیام، فیام۔ (حتیٰ کہ دس فیام شمار کیے) کو روزہ افطار کرائے۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! فیام کیا ہے؟ فرمایا: ایک لاکھ نبی، صدیق اور شہید! چہ جائیکہ جو شخص کئی مومنین و مومنات کی افطاری

کرائے۔ فرمایا: جو ایسا کرے گا میں خدا کی بارگاہ میں ضامن ہوں کہ وہ کفر اور فقر سے محفوظ رہے گا اور اگر اس رات یا اس دن یا اس کے بعد آنے والے سال کی اس تاریخ تک بھی مر گیا۔ بشرطیکہ کسی گناہِ کبیرہ کا ارتکاب نہ کیا ہو تو اس کا اجر خدا پر لازم ہوگا۔ اور جو شخص اس دن اپنے دینی بھائیوں کو قرضہ دے گا اور ان کی اعانت و امداد کرے گا تو میں ضامن ہوں کہ خدا اسے بری قضا و قدر سے محفوظ رکھے گا۔ جب اس دن آپس میں ملو تو سلام کرتے ہوئے مصافحہ کرو۔ اور اس دن ہدیوں کا تبادلہ کرو۔ چاہیئے کہ حاضرین یہ باتیں غائبین تک پہنچا دیں اور چاہیئے کہ مالدار، غریب و نادار پر اور طاقت ور کمزور پر مہربانی کرے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اسی چیز کا حکم دیا ہے۔ بعد ازاں جمعہ کے خطبہ میں مشغول ہو گئے اور اس دن اپنے جمعہ کی نماز کو اپنی عید کی نماز قرار دیا۔ اور فارغ ہو کر اپنی اولاد اور اپنے شیعوں کے ہمراہ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے مکان پر تشریف لے گئے۔ کیونکہ انہوں نے طعام کا انتظام کیا ہوا تھا۔ پس جب (شام کے وقت) مالدار اور غریب و نادار لوگ اپنے اہل و عیال کے پاس واپس لوٹے تو امامؑ کی عطا و بخشش کے ساتھ لوٹے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب سید بن طاؤس باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: (پھر یہاں غدیر خم کی فضیلت میں ایک حدیث بیان کی۔) مفضل نے عرض کیا: میرے آقا! آیا آپ مجھے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں بخدا۔ ہاں بخدا۔ ہاں بخدا۔ یہ وہ دن ہے جس میں خدا نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔ اور انہوں نے شکرانۂ نعمت کے طور پر اس دن روزہ رکھا۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں خدا نے جناب خلیل علیہ السلام کو نارِ نمرود سے نجات عطا فرمائی تو انہوں نے شکرانۂ نعمت کے طور پر اس دن روزہ رکھا۔ یہی وہ دن ہے جس میں جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب ہارونؑ کو علم ہدایت مقرر کیا۔ اور شکرانۂ نعمت کے طور پر روزہ رکھا۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں جناب عیسیٰ علیہ السلام نے جناب شمعون علیہ السلام کو اپنا وصی مقرر کرنے کا اعلان کیا۔ اور شکرانۂ نعمت کے طور پر اس دن روزہ رکھا۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو لوگوں کے لیے علم رشد و ہدایت قرار دیا اور آپ کے فضل و کمال کا اظہار کیا۔ اور بطور شکرانۂ نعمت اس دن روزہ رکھا۔ پس یہ دن صیام و قیام اور اطعام اور صلۂ رضوان کا دن ہے اس میں رب رحمان راضی ہوتا ہے اور شیطان کی ناک کٹتی ہے۔ (کتاب الاقبال)

۱۱۔ جناب فرات بن ابراہیم کوفی باسناد خود فرات بن احنف سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے یوم الغدیر کی فضیلت میں ایک حدیث ارشاد فرمائی۔ میں نے عرض کیا: ہمیں اس دن کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: یہ دن عبادت، نماز اور خدا کی حمد و ثنا اور اس کے شکر ادا کرنے کا دن ہے۔ اور اس لحاظ سے

مسرت و شادمانی کا دن ہے کہ اس دن خدا نے ہماری ولایت کا تم پر احسان فرمایا اور میں تمہارے لیے یہ بات پسند کرتا ہوں کہ تم اس دن روزہ رکھو۔ (تفسیر فرات کوفی)

۱۲۔ جناب فتال نیشاپوری فرماتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: جو شخص غدیر خم کے دن روزہ رکھے اور اس کو کسی چیز سے تبدیل نہ کرے۔ خدا اس کے نامۂ اعمال میں صوم الدھر کا ثواب لکھے گا۔

(روضۃ الواعظین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الصلوٰۃ میں یوم الغدیر کی فضیلت پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) اور باب الزیارات میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

نیمۂ رجب اور اس کی ستائیس تاریخ کو جو کہ یوم مبعث ہے روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن راشد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور ستائیسویں رجب کا روزہ ترک نہ کر۔ کیونکہ اس دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث بہ نبوت ہوئے۔ اور اس دن کے روزہ کا ثواب تمہارے ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر ہے۔

(الفقیہ، ثواب الاعمال، الفروع، التہذیب، کذا فی الامالی لابن الطوسی عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ حسن بن بکار صیقل حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رجب کے تین دن باقی رہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث بہ نبوت کیا۔ اور اس دن روزہ رکھنا ستر سال کے روزہ کے برابر ہے۔ (ثواب الاعمال، فضائل شہر رمضان، کذا فی الامالی عن عبداللہ بن طلحہ عن الصادق علیہ السلام)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن زیاد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (یا حضرت امام علی رضا علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے ستائیس رجب کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔ تو جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو اسے ساٹھ ماہ کے روزہ کا ثواب ملے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ریان بن صلت سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بغداد میں تھے تو انہوں نے رجب کی پندرہ اور ستائیس تاریخ کو روزہ رکھا اور ان کے ساتھ ان کے

تمام حشم وخدم نے بھی روزہ رکھا۔ (مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (باب ۱۹ و ۲۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

یوم دحوالارض (زمین کے بچھائے جانے والے دن)

اور وہ ۲۵ ذی القعدہ ہے روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی وشاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ تھا جبکہ میں ہنوز نوخیز لڑکا تھا۔ اور ہم نے پچیس ذی القعدہ کی رات رات کا کھانا حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے ہاں کھایا۔ امام علیہ السلام نے میرے والد سے فرمایا: پچیس ذی القعدہ کی رات وہ ہے جس میں جناب ابراہیمؑ پیدا ہوئے اور اسی رات عیسیٰ بن مریم پیدا ہوئے۔ اور اسی رات زمین کعبہ کے نیچے سے پھیلائی گئی۔ تو جو شخص اس دن روزہ رکھے وہ ایسا ہوگا جیسے اس نے ساٹھ ماہ روزہ رکھا۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: پچیس ذی القعدہ کو خداوند عالم نے کعبہ یعنی بیت اللہ الحرام کو نازل فرمایا۔ پس جو شخص اس دن روزہ رکھے تو یہ ستر سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ اور یہ پہلا دن ہے جس میں جناب آدم علیہ السلام پر آسمان سے رحمت نازل ہوئی۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن زیاد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (یا حضرت امام علی رضا علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ پچیس ذی القعدہ کو کعبۃ اللہ کو زمین پر رکھا گیا اور یہ پہلی رحمت ہے جو روئے زمین پر رکھی گئی اور اسے خدا نے لوگوں کی جائے بازگشت اور جائے امن قرار دیا۔ پس جو شخص اس دن روزہ رکھے خدا اس کے لیے ساٹھ مسکینوں کے روزہ کا ثواب لکھے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ محمد بن عبداللہ صیقل بیان کرتے ہیں کہ پچیس ذی القعدہ کو امام رضا علیہ السلام برآمد ہوئے اور ہم سے فرمایا: روزہ رکھو۔ کیونکہ میں نے بھی آج روزہ رکھا ہوا ہے! ہم نے عرض کیا: ہم آپؑ پر قربان ہو جائیں آج کون سا دن ہے؟ فرمایا: آج وہ دن ہے جس میں رحمت ایزدی نشر ہوئی، زمین بچھائی گئی، کعبہ نصب کیا گیا اور آدمؑ زمین پر اترے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود عبدالرحمٰن سلمی سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب

سے پہلی رحمت جو آسمان سے زمین پر اتری وہ پچیس ذی القعدہ کے دن تھی۔ پس جو شخص اس دن روزہ رکھے اور رات عبادتِ خدا میں جاگ کے گزارے۔ اسے ایسے سو سال کی عبادت کا ثواب ملے گا جس کے دنوں میں روزہ رکھا جائے اور راتوں کو عبادتِ خدا میں بسر کیا جائے۔ (کتاب الاقبال)

۶۔ عبداللہ بن مسعود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ذی القعدہ کی ہنوز پانچ راتیں باقی تھیں کہ اپنی رحمت (زمین پر) نازل فرمائی۔ پس جو شخص اس دن روزہ رکھے تو وہ ستر سال کے روزہ کے برابر ہوگا۔ (ایضاً)

۷۔ سید فرماتے ہیں: اور ایک روایت میں ہے کہ پچیسویں ذی القعدہ کی رات آسمان سے رحمت نازل ہوئی۔ اور اس تاریخ کو جناب آدم علیہ السلام پر کعبہ کی تعظیم نازل ہوئی۔ پس جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو اس کے لیے ہر وہ چیز طلب مغفرت کرے گی جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

ذی القعدہ کی انتیسویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ ذی القعدہ کی انتیسویں تاریخ کو خدا نے کعبہ کو اتارا اور یہ پہلی رحمت ہے جو نازل ہوئی۔ لہٰذا جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو وہ اس کے ستر سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع پر عمومی دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

ذی الحجہ کی پہلی تاریخ اور یوم ترویہ یعنی اس کی آٹھ تاریخ بلکہ عید الاضحیٰ کے سوا اس کا پورا پہلا عشرہ روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن زیاد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو خلیل خدا جناب

ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس کے لیے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے پہلے دن روزہ رکھے اسے اسی (۸۰) ماہ کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ (مصباح المتہجد)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس سابقہ حدیث کے ساتھ یہ تتمہ بھی روایت کیا ہے۔ فرمایا: اور جو شخص اس ماہ کے پہلے عشرہ کے نو دن روزہ رکھے اسے صوم الدہر کا ثواب ملے گا۔ (الفقیہ)

۴۔ فرماتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) کے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عرفہ کے دن کا روزہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (الفقیہ، ثواب الاعمال)

۵۔ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو جناب ابراہیم خلیل خدا علیٰ نبینا وآلہ وعلیہ السلام کی ولادت ہوئی لہٰذا جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو وہ ساٹھ سالوں کا کفارہ ہوگا۔ اور اس ماہ کی نویں تاریخ کو جناب داؤد علیہ السلام کی توبہ نازل ہوئی (قبول ہوئی) تو جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو وہ نوے سال کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ (الفقیہ)

۶۔ محمد بن عطا ایک زوجۂ رسولؐ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک نوجوان جو کہ راگ و رنگ کا دلدادہ تھا مگر جب ذی الحجہ کا ہلال نمودار ہوتا تو وہ روزے رکھنے شروع کر دیتا۔ رفتہ رفتہ یہ بات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک بھی پہنچی۔ آپؐ نے اسے بلایا اور پوچھا کہ تجھے ان دنوں کے روزے رکھنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں۔ یا رسول اللہ! یہ مشاعر اور حج کے دن ہیں (حاجی لوگ دعا و پکار میں مشغول ہیں) میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے بھی ان کی دعاؤں میں شامل کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرا ہر روزہ سو غلام آزاد کرنے اور راہِ خدا میں سو اونٹنیاں اور سو گھوڑے پر مجاہد سوار کرنے کے برابر ہے۔ اور جب ترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کا دن ہوتا ہے تو یہ ثواب دوگنا ہو جاتا ہے اور جب عرفہ (نویں ذی الحجہ) کا دن ہوتا ہے تو اس دوگنے ثواب کے علاوہ ساٹھ سال گزشتہ اور ساٹھ سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ بھی ہو جاتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۳ میں) عرفہ کے دن کے روزہ کے استحباب پر دلالت کرنے والی حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

مولد النبیؐ یعنی سترہ (۱۷) ربیع الاول کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس حدیث کے ضمن میں جس میں وہ دن گنے گئے ہیں جن میں (مستحبی) روزے رکھے جاتے ہیں فرمایا: وہ چار دن ہیں کہ منجملہ ان کے ایک مولد النبی کا دن ہے جو کہ سترہ (۱۷) ربیع الاول ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص سترہ ربیع الاول کے دن روزہ رکھے اسے ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ (المصباح، کذانی مسار الشیعہ)

۳۔ جناب سعید بن ھبۃ اللہ راوندیؒ باسناد خود اسحاق بن عبداللہ علوی عریضی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے والد اور چچ جبکہ ان کا باہم اختلاف تھا کہ سال کے وہ کون سے دن ہیں جن میں روزہ رکھا جاتا ہے؟ سوار ہو کر حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپؑ سامرا تشریف لے جاتے ہوئے ایک (صریا نامی) گاؤں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ امام علیہ السلام نے (ان کو دیکھتے ہی) فرمایا: تم یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے آئے ہو کہ سال کے وہ کون سے دن ہیں جن میں (مستحبی) روزے رکھے جاتے ہیں؟ عرض کیا: ہاں ہم صرف اسی لیے حاضر ہوئے ہیں! فرمایا: ایک تو سترہ ربیع الاول ہے جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ دوسرا ستائیسویں رجب المرجب ہے جس میں آپؐ مبعوث بہ نبوت ہوئے۔ تیسرا پچیس ذی القعدہ ہے جس میں زمین زیر کعبہ بچھائی گئی اور چوتھا اٹھارہ ذی الحجہ جو کہ غدیر خم کا دن ہے۔
(الخرائج والجرائح، مصباح المتہجد)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کی سترہ تاریخ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور خاندانِ رسالتؐ کے صالح لوگ قدیم الایام سے برابر اس دن کی تعظیم و تکریم اور اس کے حق کا احترام اور اس دن مستحبی روزہ رکھتے چلے آئے ہیں۔ (مسار الشیعہ)

۵۔ جناب محمد بن علی فتال نیشاپوریؒ فرماتے ہیں، مروی ہے کہ ربیع الاول کی سترہ تاریخ مولد النبیؐ ہے۔ پس جو شخص اس دن روزہ رکھے گا۔ اس کے لیے ساٹھ سال کے روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔ (روضۃ الواعظین، کذانی المقنعہ)

باب ۲۰

نویں اور دسویں محرم کا بطور حزن و ملال روزہ رکھنا اور عصر عاشوراء کے ایک گھنٹہ بعد افطار کر دینا اور روزِ عاشوراء ایک ہزار بار سورۂ اخلاص کا پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ہمام سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشوراء کے دن روزہ رکھا ہے۔(التہذیب)

۲۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد بزرگوارؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ رکھو کہ یہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔(التہذیبین)

۳۔ جعفر بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسا اوقات عاشوراء کے دن جناب سیدہؑ کے دودھ پینے والے بچوں کے منہ میں اپنا لعاب دھن ڈالا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب تم شام تک کچھ نہ کھائیں اور بچے اس سے سیراب ہو جاتے تھے۔فرمایا: جناب داؤد علیہ السلام کے عہد میں اس دن وحشی جانور بھی روزہ رکھتے تھے (کچھ نہیں کھاتے پیتے تھے)۔(التہذیب)

۴۔ کثیر النوا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب نوح علیہ السلام کی کشتی روزِ عاشوراء جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ پس جناب نوح علیہ السلام ان تمام انس و جن کو جو ان کے ہمراہ تھے حکم دیا کہ اس دن روزہ رکھیں۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ یہ وہ دن ہے جس میں خدا نے آدمؑ و حواؑ کی توبہ قبول کی اور اسی دن خدا نے بنی اسرائیل کے لیے دریا کو شگافتہ کیا اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کیا اور اسی دن میں جناب موسیٰ علیہ السلام فرعون پر غالب آئے، اسی دن جناب ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی، اسی دن خدا نے جناب یونس علیہ السلام کی توبہ قبول کی، اسی دن جناب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اسی دن حضرت قائم آل محمد علیہ السلام قیام کریں گے۔(ایضاً)

۵۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں عاشوراء کے دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ موتیوں کی لڑیوں کی طرح آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ عرض کیا: آپ کس لیے گریہ فرما رہے ہیں؟ فرمایا: تم غافل ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اسی دن حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کئے گئے۔ میں نے عرض کیا: آپ اس دن کے روزہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: روزہ رکھ مگر رات سے نیت کے بغیر اور کھول شماتتِ اعداء کی پروا کئے بغیر! اور مکمل دن کا روزہ نہ رکھ بلکہ عصر کے ایک گھنٹہ بعد پانی کے گھونٹ سے افطار

کر۔ کیونکہ اسی وقت آلِ رسولؐ سے جنگ موقوف ہوئی تھی۔ الحدیث۔[1] (مصباح المتہجد)

۶۔ جناب سید بن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا کہ جو شخص روز عاشوراء ایک ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھے خدائے رحمٰن اس پر نظر (کرم) کرتا ہے اور جس پر خدائے رحمٰن نظر (کرم) کرے۔ پھر اسے کبھی عذاب نہیں کرتا۔ (کتاب الاقبال)

باب ۲۱

بطور تبرک نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ بن اعین اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روزِ عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس دن کا روزہ اس

---

[1] یہاں دو امر قابل بحث ہیں۔ ایک عاشوراء کا روزہ، دوسرا عاشوراء کی فضیلت؟ سو پہلے امر کے متعلق عرض ہے کہ اگرچہ مؤلف علام نے بعض دوسرے علماء کرام کی طرح روزِ عاشوراء کے روزہ کو بطور حزن و ملال جائز قرار دیا ہے مگر محقق علماءِ اعلام اسے بہرصورت جائز نہیں جانتے چنانچہ علامہ فیض کاشانی علیہ الرحمہ ''وافی'' میں رقمطراز ہیں: ﴿الاولی ترک صیامہ علی کل حال﴾ اولیٰ یہ ہے کہ ہر حالت میں روزِ عاشوراء کا روزہ ترک کیا جائے۔ (الوافی، ج ۲)۔ اسی طرح سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ﴿الاحوط ترک صیامہ﴾ احوط یہ ہے کہ اس دن کا روزہ ترک کیا جائے۔ (مرآۃ العقول) ہاں مستحب یہ ہے کہ بطور حزن و ملال عصر تک خورد و نوش سے امساک کیا جائے اور عصر کے بعد سادہ غذا پر افطار کر دیا جائے جیسا کہ شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بروایت عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمان نقل کیا ہے جو کہ اسی باب میں مذکور ہے۔ (المصباح) اور جہاں تک دوسرے امر یعنی روزِ عاشوراء کی فضیلت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں تحقیقی قول یہ ہے کہ اس قسم کی روایتیں دشمنانِ آلِ محمد علیہم السلام کی ساختہ پرداختہ ہیں جیسا کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''ما ثبت بالسنہ'' میں ثابت کیا ہے۔ اور اس کا ایک شاہد یہ بھی ہے کہ یہاں جو روایت (نمبر ۴) مذکور ہے جس میں روزِ عاشوراء کی کچھ فضیلتیں مذکور ہیں۔ اس کا آخری راوی کثیر النوا ہے جو کہ علماءِ رجال کے نزدیک دشمن اہل بیتؑ اور بدعقیدہ تھا۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے برأت ظاہر کی ہے۔ چنانچہ جامع الرواۃ، ج ۲، ص ۲۸، طبع ایران پر مذکور ہے کہ ﴿قال ابو عبد اللّٰہ علیہ السلام اللّٰھم انی الیک من کثیر النوا برئی فی الدنیا و الآخرۃ﴾۔ علاوہ بریں اس روایت کے ناقابل اعتبار ہونے کا ایک ناقابل رد ثبوت یہ ہے کہ یہ روایت درایت کے خلاف ہے یعنی اس میں جن واقعات کا روزِ عاشوراء وقوع پذیر ہونا مذکور ہے۔ روایات معتبرہ سے ان کے وقوع کی تاریخیں اور ہیں۔ مثلاً اس میں مذکور ہے کہ اس دن خدا نے آدمؑ و حواؑ کی توبہ قبول کی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی توبہ اٹھارہ ذی الحجہ میں قبول ہوئی۔ اسی طرح اس میں اس دن خدا نے بنی اسرائیل کے لیے دریا شگافتہ کیا اور فرعون کو غرق کیا۔ حالانکہ یہ واقعہ سترہ ربیع الاول کا ہے۔ اسی طرح اس میں مذکور ہے کہ اس میں جناب یونس علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ (وہ شکم ماہی سے باہر آئے)۔ حالانکہ یہ واقعہ پچیس (۲۵) ذی القعدہ کا ہے۔ اسی طرح اس میں مذکور ہے کہ اس دن جناب ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی حالانکہ ان کی ولادت پانچ ذی القعدہ کو ہوئی۔ جیسا کہ یہ امور سابقہ ابواب میں تفصیل سے مذکور ہوئے ہیں لہٰذا ان حقائق کی بنا بریں یہ روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس قسم کی روایتوں کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔ (مراۃ العقول)۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

وقت تک رکھا جاتا تھا جب تک ماہِ رمضان کے فرض نہیں ہوئے تھے۔ پس جب ماہِ رمضان آ گیا تو اس کا روزہ متروک ہوگیا۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محرم کے تاسوعا اور عاشوراء (نویں، دسویں) کے روزے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تاسوعاء (نویں محرم) کا دن وہ دن تھا جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب میدانِ کربلا میں ہر چار طرف سے نرغۂ اعداء میں گھر گئے تھے۔ اور اہل شام کے سپاہ ان کے خلاف جمع ہو گئے تھے اور ابن مرجانہ (ابن زیاد) اور پسر سعد اس سپاہ کی کثرت سے خوش و خرم ہوئے تھے اور امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کرم اللہ وجوھھم کو کمزور سمجھا تھا۔ اور ان کو یقین ہوگیا تھا کہ اب ان کے پاس کہیں سے کوئی ناصر و مددگار نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی اہل عراق اب ان کی کوئی مدد کریں گے۔ (پھر فرمایا) میرا باپ اس کمزور مسافر پر قربان ہو جائے۔ پھر فرمایا: اور روزِ عاشوراء وہ دن ہے جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ وہ اپنے اصحاب میں (خاک و خون میں غلطاں) پڑے تھے۔ اور ان کے اصحاب ان کے اردگرد (بے گور و کفن) پڑے تھے۔ آیا ایسے دن میں بھی روزہ ہوتا ہے؟ بیت اللہ الحرام کے رب کی قسم ہرگز نہیں! یہ روزہ کا دن نہیں ہے بلکہ یہ تو حزن و ملال اور مصیبت کا دن ہے جو تمام اہل آسمان و اہل زمین اور تمام مومنین پر داخل ہوئی۔ اور ابن مرجانہ، آل زیاد اور اہل شام کے لیے فرحت و انبساط اور مسرت و شادمانی کا دن تھا۔ اس دن خدائے قہار ان پر اور ان کی اولاد پر غضبناک ہوا اور اس دن ان (مظلوموں پر) سوائے شام کے باقی تمام زمین کے قطعے روئے۔ پس جو اس دن روزہ رکھے یا اسے باعث برکت دن سمجھے خدا اسے آل زیاد کے ہمراہ اس طرح محشور کرے گا کہ اس کا دل مسخ شدہ ہوگا اور اس پر خدا کا قہر و غضب ہوگا اور جو شخص اس دن گھر کچھ ذخیرہ کرے گا خدائے جبار اس کے دل پر قیامت تک منافقت کی مہر لگا دے گا اور اس سے، اس کے خانوادہ سے اور اولاد سے برکت سلب کرے گا۔ اور اس کے تمام (مال و منال میں) شیطان کو اس کا شریک قرار دے گا۔ (الفروع)

۳۔ جعفر بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روزِ عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تو ابن مرجانہ کے روزہ کے بارے میں سوال کرتا ہے؟ یہ وہ دن ہے کہ جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خوشی میں آل زیاد کے حرام زادوں نے روزہ رکھا تھا۔ اور یہ وہ دن ہے جسے آل محمد علیہم السلام اور تمام اہل اسلام منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں اور وہ دن جسے اہل اسلام منحوس اور نامبارک سمجھیں اس دن نہ روزہ رکھا جاتا ہے اور نہ اسے بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح سوموار کا دن منحوس ہے۔ کہ خداوند عالم نے اس میں

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کو قبض کیا تھا۔ اور آل محمد علیہم السلام کو جب بھی کوئی تکلیف پہنچی ہے تو سوموار کے دن! اس لیے ہم اسے منحوس جانتے ہیں۔ اور ہمارے دشمن اسے بابرکت جانتے ہیں۔ روزِ عاشوراء حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے اس لیے ابن مرجانہ (اور اس کے ہم نوالہ و ہم پیالہ) اسے متبرک جانتے ہیں۔ اور آل محمد علیہم السلام اسے منحوس جانتے ہیں۔ پس جو شخص ان دو دنوں میں روزہ رکھے گا، یا ان کو بابرکت سمجھے گا تو وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس کا دل مسخ شدہ ہوگا اور اس کا حشر ونشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے ان دنوں کے روزے کو سنت قرار دیا۔ اور ان سے تبرک حاصل کیا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ زید نرسی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عبید بن زرارہ کو سنا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روزِ عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کر رہے تھے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس کو اس سے وہی حصہ ملے گا جو ابن مرجانہ لعین اور آل زیاد کو ملا تھا! میں نے عرض کیا: ان کو اس روزہ سے کیا حصہ ملا تھا؟ فرمایا: دوزخ کی آگ! خدا ہمیں اس آگ سے پناہ دے۔ (پھر فرمایا) جو شخص (اس دن یہ) عمل کرے گا وہ آتش دوزخ کے قریب ہوگا۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حسن بن علی وشاء بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے نجیہ بن حارث عطار نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روزِ عاشوراء کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ وہ روزہ ہے جو ماہِ رمضان کے روزوں کے وجوب کے بعد متروک ہو گیا ہے اور جو چیز متروک ہو جائے (اس کی بجا آوری) بدعت ہوتی ہے۔ نجیہ بیان کرتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات کے بعد میں نے یہی سوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کیا۔ تو انہوں نے بھی مجھے اپنے والد ماجدؑ والا جواب دیا اور مزید برآں فرمایا: یہ ایک ایسے دن کا روزہ ہے جس کے بارے میں نہ قرآن نازل ہوا ہے اور نہ ہی سنت (نبویہؐ) جاری ہوئی ہے۔ ہاں البتہ یہ آل زیاد کی سنت ضرور ہے۔ جنہوں نے شہادتِ حسینؑ کی خوشی میں اس دن روزہ رکھا تھا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عاشوراء کے دن روزہ نہ رکھو اور نہ عرفہ کے دن، نہ مکہ میں اور نہ مدینہ میں اور نہ اپنے وطن میں اور نہ کسی اور شہر میں۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یوم عرفہ روزہ رکھنے کی ممانعت اس صورت پر محمول ہے کہ جب روزہ رکھنا آدمی کو دعا و پکار اور توبہ و استغفار سے کمزور کر دے۔

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابوغندر سے اور وہ اپنے والد (ابوغندر) سے روایت کرتے ہیں ان کا

بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یوم عرفہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے! اور دعا و پکار اور خدا سے مانگنے کا دن ہے! پھر روزِ عاشوراء کے روزے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے۔ اس لیے اگر تو انؑ کی شہادت پر خوش ہے تو اس دن روزہ رکھ۔ پھر فرمایا کہ بنی امیہ نے منت مانی تھی کہ اگر امام حسینؑ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ ان کی شہادت کے دن کو عید قرار دیں گے اور شکرانہ کے طور پر روزہ رکھیں گے۔ اور اپنی اولاد کو بھی خوش کریں گے۔ لہٰذا اس دن روزہ رکھنا آج تک برابر سفیانیوں کی سنت چلی آ رہی ہے اس لیے وہ اس دن روزہ رکھتے ہیں اور اپنے اہل وعیال کو (اچھی خوراک کھلا کر اور اچھی پوشاک پہنا کر) خوش کرتے ہیں پھر فرمایا: روزہ مصیبت کے لیے نہیں ہوتا۔ البتہ سلامتی کی خوشی اور اس کے شکرانہ کے لیے ہوتا ہے اور چونکہ امام حسین علیہ السلام روزِ عاشوراء شہید ہوئے ہیں اس لیے اگر تو ان لوگوں سے ہے جو اس دن کو مصیبت کا دن سمجھتے ہیں تو پھر روزہ نہ رکھ اور اگر تو ان لوگوں سے ہے جن کو بنی امیہ کی سلامتی پر خوشی ہوئی ہے تو پھر شکرانہ کا روزہ رکھ۔ (الامالی للشیخ الطوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں باب الزیارات میں بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

اگر بطور تبرک وتیمن نہ ہو تو پھر سوموار کے دن بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ سوموار کے دن روزہ رکھنا ان روزوں میں سے ہے کہ آدمی کو اختیار ہے چاہے تو رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ عقبہ بن بشیر ازدی بیان کرتے ہیں کہ میں سوموار کے دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کھانا کھاؤ۔ میں نے عرض کیا: میں تو روزہ سے ہوں! فرمایا: کس طرح روزہ رکھا ہے؟ عرض کیا: اس لیے کہ اس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے! فرمایا: جس دن آپؐ پیدا ہوئے وہ تو لوگ جانتے نہیں ہیں! البتہ اس دن آپؐ کی وفات ضرور ہوئی ہے! پھر فرمایا: اس دن روزہ نہ رکھ اور نہ ہی سفر کر۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) تبرک کے طور پر اس دن روزہ رکھنے کی ممانعت گزر چکی ہے اور اجازت بھی پہلے (باب ۷ و۱۲ میں) گزر چکی ہے اور کچھ اسکے بعد (باب ۲۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

عرفہ کے دن اس شخص کے لیے روزہ مستحب ہے جسے روزہ دعا سے کمزور نہ کرے اور رؤیت ہلال میں بھی کوئی شک نہ ہو۔ اور ان دو صورتوں میں مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہم السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے روزِ عرفہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: میں آج کل اس کا روزہ رکھتا ہوں۔ یہ دعا و پکار اور (خدا سے) مانگنے کا دن ہے۔ (الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب سے ماہِ رمضان کے روزے نازل ہوئے (واجب ہوئے) اس کے بعد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفہ کا روزہ نہیں رکھا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس روزہ کے استحباب کے منافی نہیں ہے اور ممکن ہے کہ روزہ آپ کو دعا سے کمزور کرتا ہو۔ یا رؤیت ہلال میں شک ہو۔ یا ممکن ہے کہ اس کا مطلب یہ ہو کہ بطور وجوب کبھی نہیں رکھا۔ جیسا کہ ماہِ رمضان کے روزوں کا قرینہ موجود ہے۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان جعفریؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) بروزِ عرفہ عرفات میں گرمیوں کے دنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ اور بلند سایہ کا حکم دیتے جس کا انتظام کیا جاتا۔ اور جب گرمی بہت زیادہ سخت ہو جاتی تھی تو غسل کرتے تھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: جس کو طاقت ہو تو اچھا ہے پس اگر یہ روزہ تمہیں دعا و سوال سے نہ روکے۔ کیونکہ یہ دعا و پکار اور (خدا سے) مانگنے کا دن ہے۔ تو روزہ رکھے اور اگر اندیشہ ہو کہ روزہ تمہیں اس سے کمزور کر دے گا تو پھر نہ رکھ۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالرحمٰن بن ابو عبداللہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عرفہ کے دن روزہ رکھنا ایک سال کے روزہ کے برابر ہے اور فرمایا: امام حسن علیہ السلام نے نہیں رکھا اور امام حسین علیہ السلام نے رکھا۔ (ایضاً)

۶۔ حسان بن سدیر اپنے باپ (سدیر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ

السلام سے پوچھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ روزِ عرفہ روزہ رکھنا ایک سال کے روزوں کے برابر ہے؟ فرمایا: میرے والدؑ اس دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں کیوں نہیں رکھتے تھے؟ فرمایا: اس لیے کہ عرفہ دعا و پکار اور (خدا سے) مانگنے کا دن ہے۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ روزہ مجھے دعا سے کمزور نہ کر دے۔ اس لیے میں اس دن روزہ رکھنا پسند نہیں کرتا۔ اور ڈرتا ہوں کہ یہ عرفہ کا دن (رؤیت ہلال میں اختلاف کی وجہ سے) کہیں عید الاضحیٰ کا دن نہ ہو جو کہ روزہ کا دن نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، علل الشرائع، المقنعہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: چاہے تو رکھ اور چاہے تو نہ رکھ۔ (الفقیہ)

۸۔ فرماتے ہیں: بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص (اس دن) حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ ایک بھائی نے روزہ رکھا ہوا ہے اور دوسرے نے نہیں رکھا۔ اس نے ان سے اس کا سبب پوچھا؟ دونوں نے فرمایا: اگر رکھو تو بہتر ہے اور اگر نہ رکھو تو جائز ہے۔ (ایضاً)

۹۔ سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (امامت کی) وصیت صرف حضرت علی علیہ السلام کو کی تھی اور حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام دونوں کو (یکے بعد دیگرے) کی تھی۔ امام حسن علیہ السلام ان (امام حسین علیہ السلام) کے امام تھے۔ چنانچہ ایک شخص عرفہ کے دن امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ وہ دوپہر کا کھانا کھا رہے ہیں مگر امام حسین علیہ السلام نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ پھر امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد وہی شخص عرفہ کے دن امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ وہ کھانا تناول فرما رہے ہیں اور امام زین العابدین علیہ السلام نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا: مولا! میں (کچھ عرصہ پہلے) امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپؑ روزہ سے تھے اور وہ کھانا کھا رہے تھے۔ پھر آج آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپؑ کھانا کھا رہے ہیں (اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے روزہ رکھا ہوا ہے؟) فرمایا: اس وقت (ظاہری) امام حضرت امام حسن علیہ السلام تھے۔ انہوں نے روزہ نہ رکھا۔ تاکہ لوگ ان کے روزہ رکھنے کو سنت سمجھ کر (لازم نہ) سمجھ لیں اور ان کی تقلید و تاسی میں سب رکھنا نہ شروع کر دیں اور ان کی شہادت کے بعد اب (ظاہری) امامؑ میں ہوں تو میں نے (روزہ نہ رکھ کر) چاہا کہ میرے روزہ رکھنے کو (لازمی) سنت سمجھ کر میری تاسی میں سب لوگ

رکھنا شروع نہ کردیں۔ (الفقیہ، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امامؑ کا مقصد یہ ہے کہ کہیں روزِ عرفہ کے روزہ کو لوگ واجب نہ سمجھ لیں۔ تو اس سے مقصد اس کے واجب ہونے کی نفی کرنا ہے۔ اس کے استحباب کی نفی کرنا مقصود نہیں ہے۔ نیز اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) اس روزہ کی ممانعت والی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور ان کی وجہ بھی معلوم ہو چکی ہے۔

باب ۲۴

نوروز کے دن روزہ رکھنا، غسل کرنا، صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معلی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نوروز کا دن ہو تو غسل کر، اپنے صاف ترین کپڑے پہن اور بہترین خوشبو لگا۔ اور تجھے اس دن روزہ سے ہونا چاہیئے۔ (مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے کتاب الصلوٰۃ (باب ۴۸ میں) یہ حدیث گزر چکی ہے۔

باب ۲۵

یکم محرم الحرام کا روزہ ہر محترم مہینہ میں خمیس، جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھنا اور پورے محرم یا اس کے بعض ایام کے روزے رکھنا اور وہ مقامات جہاں امساک کرنا مستحب ہے اگرچہ روزہ نہ بھی بنے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ محرم کی پہلی تاریخ کو جناب زکریا علیہ السلام نے (اولاد کے لیے) دعا کی تھی اور جو خدا نے قبول فرمائی) تو جو شخص اس دن روزہ رکھے گا تو خدا اس کی اسی طرح دعا قبول کرے گا جس طرح جناب زکریا علیہ السلام کی قبول کی تھی۔ (الفقیہ، المقنعہ)

۲۔ ریان بن شبیب بیان کرتے ہیں کہ میں یکم محرم کو حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے فرزند شبیب! آیا تو روزے سے ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: آج وہی دن ہے جس میں جناب زکریا علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی تھی کہ ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾ (اے میرے پروردگار! مجھے اپنی بارگاہ سے پاک و پاکیزہ اولاد عطا فرما) پس خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ ان کو (اولاد کی) بشارت دیں جبکہ وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ﴿اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى﴾ کہ (خدا آپ کو جناب یحییٰ کی بشارت دیتا ہے)۔ (فرمایا) پس جو شخص

اس دن روزہ رکھے اور پھر خدا سے دعا کرے تو خدا اس کی دعا اسی طرح قبول کرے گا جس طرح جناب زکریا علیہ السلام کی قبول فرمائی تھی۔ (الامالی، عیون الاخبار)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود نعمان بن سعد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا: اگر تو ماہِ رمضان کے بعد (مستحبی) روزہ رکھنا چاہتا ہے تو محرم الحرام میں رکھ کیونکہ خدا نے اس ماہ میں کچھ لوگوں کی توبہ قبول کی ہے اور کچھ اور لوگوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔ (المقنعہ)

۴۔ نیز باسناد خود انس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی محترم مہینے میں خمیس، جمعہ اور ہفتہ کے دن روزہ رکھے تو خدا اس کے نامۂ اعمال میں نوسو (۹۰۰) سال کی عبادت کا ثواب لکھے گا۔ (ایضاً)

۵۔ جناب سید ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص محرم کے کسی دن روزہ رکھے تو اسے ہر دن کے عوض تیس (۳۰) دنوں کا ثواب ملے گا۔ (کتاب الاقبال)

۶۔ فرماتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے منقول ہے، فرمایا: جو شخص محرم میں صرف ایک دن روزہ رکھے خدا اس کے اور جہنم کے درمیان اتنی بڑی ڈھال بنائے گا جتنا زمین وآسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کتاب حدائق الریاض (۔؟۔؟) میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے: جس کے لیے ماہ محرم کا روزہ رکھنا ممکن ہو تو رکھے کہ وہ روزہ دار کو ہر برائی سے بچاتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: نماز فریضہ کے بعد افضل ترین نماز وہ ہے جو رات میں پڑھی جائے اور ماہِ رمضان کے بعد افضل ترین روزہ وہ ہے جو اس مہینہ میں رکھا جائے جسے لوگ محرم کہتے ہیں۔ (ایضاً)

۹۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص محرم کی تیسری تاریخ کو روزہ رکھے گا اس کی دعا قبول ہوگی۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابن عباسؓ سے منقول ہے، کہا: جب محرم کا چاند دیکھو تو دن گنتے رہو اس کے دن شمار کرتے رہو۔ پس جب اس کی نویں تاریخ ہو تو اس دن روزہ رکھو۔ راوی نے کہا: آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روزہ اسی طرح ہوتا تھا؟ کہا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مستحبی نمازوں کے بیان میں اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان ہو چکی ہیں۔ نیز باب ۲۳ و ۲۸ ممن یصح عنہ الصوم میں وہ مقامات گنوائے جا چکے ہیں جہاں امساک کرنا مستحب ہے۔ اگرچہ روزہ نہ ہی بنتا ہو۔ (وہاں رجوع کیا جائے)۔

باب ۲۶

پورا رجب کا مہینہ روزہ رکھنا یا اس کے کچھ دنوں کے بالخصوص اس کے ایام بیض (۱۳، ۱۴ اور ۱۵) اور اس کی پچیس، چھبیس اور ستائیس کو رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھبیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چوبیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود کثیر النواء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام یکم رجب کو کشتی میں سوار ہوئے تھے اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اس دن روزہ رکھیں۔ اور فرمایا: جو شخص اس دن روزہ رکھے گا اس سے دوزخ ایک سال کی مسافت تک دور ہو جائے گی اور جو سات دن رکھے گا۔ اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جو آٹھ دن رکھے گا اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جو پندرہ دن رکھے گا وہ جو کچھ مانگے گا اسے عطا کیا جائے گا۔ اور جو کوئی اس سے زیادہ رکھے اسے خدا تعالیٰ زیادہ دے گا۔

(الفقیہ، المقنع، المقنعہ، مصباح المتہجد، ثواب الاعمال، الخصال، التہذیب)

۲۔ اسی طرح ایک دوسری سند سے بروایت ابان بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس طرح یہ حدیث مروی ہے مگر اس کا تتمہ یوں ہے فرمایا: جو شخص دس دن روزہ رکھے گا اسے اس کی خواہش کے مطابق عطا کیا جائے گا۔ اور جو پچیس دن روزہ رکھے گا اس سے کہا جاتا ہے کہ از سر نو عمل کر کہ تیرے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے ہیں اور جو اس سے زیادہ رکھے گا خدا اسے زیادہ عطا کرے گا۔ (الفقیہ، المقنع)

حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اس فقرہ کہ "جو پہلے دن روزہ رکھے گا اس سے جہنم ایک سال کی مسافت تک دور ہو جائے گی" یہ اضافہ کیا ہے کہ جو شخص یکم اور دو کو دو دن روزہ رکھے گا اس سے دو سال کی مسافت تک دور ہو جائے گی۔ (المقنعہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ چٹا، اور شہد سے زیادہ شیریں ہے جو شخص رجب میں ایک دن روزہ رکھے گا خدا اسے اس نہر سے سیراب کرے گا۔ (الفقیہ، المقنعہ، ثواب الاعمال، التہذیب، فضائل رجب)

۴۔ نیز فرماتے ہیں: حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رجب ایک عظیم المرتبت مہینہ ہے جس میں خدا نیکیوں کو دوگنا کرتا ہے اور برائیوں کو مٹاتا ہے پس جو شخص رجب کے ایک دن روزہ رکھے اس سے آتش دوزخ ایک سال کی مسافت تک دور ہو جاتی ہے اور جو تین دن رکھے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔
(الفقیہ، ثواب الاعمال، فضائل رجب)

۵۔ سلام خثعمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رجب میں صرف ایک دن روزہ رکھے خواہ اول میں رکھے، وسط میں رکھے یا آخر میں، خداوند عالم اس کے لیے جنت کو واجب قرار دیتا ہے اور قیامت کے دن اسے ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں قرار دے گا۔ اور جو رجب کے دو دن روزے رکھے اس سے کہا جاتا ہے از سر نو عمل کر کیونکہ تیرے سابقہ گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ اور جو رجب کے تین روزے رکھے اس سے کہا جاتا ہے تیرے سابقہ اور لاحقہ سب گناہ معاف ہو گئے ہیں۔ اپنے گنہگار بھائیوں اور اپنے جاننے والوں میں سے جس کی چاہے سفارش کر اور جو سات دن رکھے اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جو آٹھ دن رکھے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۶۔ انس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ایمان و احتساب (قصد قربت) کے ساتھ ماہِ رجب میں صرف ایک روزہ ہی رکھے تو خدا اس کے اور جہنم کے درمیان ستر (۷۰) خندق قرار دے گا اور ہر خندق زمین و آسمان کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہے۔
(الآمالی، فضائل رجب)

۷۔ علی بن حسن بن علی بن فضال اپنے باپ (حسن) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو رجب کی پہلی تاریخ کو خدا کے ثواب میں رغبت کرتے ہوئے روزہ رکھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص اس ماہ کے وسط میں ایک دن روزہ رکھے اسے ربیعہ و مضر نامی دو قبائل کی تعداد کے مطابق لوگوں کے حق میں سفارش کرنے کا حق دیا جائے گا۔ اور جو آخر میں ایک روزہ رکھے۔ تو خدا اسے جنت کے بادشاہوں سے بنائے گا اور اسے اپنے باپ، ماں، بیٹی، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، جاننے والوں اور پڑوسیوں کے حق میں سفارش کرنے کا حق دیا جائے گا اگرچہ ان میں کوئی جہنم کا سزاوار بھی ہو۔
(الامالی، عیون الاخبار، فضائل رجب)

۸۔ علی بن سالم اپنے باپ (سالم) سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہنوز رجب کے چند دن باقی رہتے

تھے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اے سالم! تو نے اس مہینہ میں کوئی روزہ رکھا ہے؟ عرض کیا: نہیں بخدا اے فرزند رسولؐ! فرمایا: تم سے اس قدر ثواب ضائع ہوگیا ہے کہ جس کی مقدار کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا؟ (پھر فرمایا) یہ وہ مہینہ ہے جسے خدا نے فضیلت دی ہے اور اس کے احترام کو عظیم قرار دیا ہے اور اس میں روزہ رکھنے والے کے لیے عزت و کرامت کو واجب قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! اگر میں اس کے باقی ماندہ دنوں میں روزہ رکھوں تو آیا اس میں روزہ رکھنے والوں کے اجر و ثواب میں سے مجھے بھی کچھ مل جائے گا؟ فرمایا: اے سالم! جو اس مہینہ کے آخری دنوں میں ایک دن روزہ رکھے تو یہ اس کے لیے سکرات موت کی شدت سے، ہول مطلع (شدائد برزخ) سے اور عذاب قبر سے امان نامہ ہوگا اور جو شخص اس مہینہ کے آخری دنوں میں دو دن روزہ رکھے وہ اس کے لیے پل صراط سے گزرنے کا پروانہ ہوگا۔ اور جو شخص اس ماہ کے آخر میں تین دن روزہ رکھے وہ قیامت کے دن کی فزع اکبر اور اس کے اہوال اور شدائد سے محفوظ و مأمون رہے گا۔ اور جہنم سے اسے برأت نامہ مل جائے گا۔ (الامالی، فضائل رجب)

۹۔ شیخ موصوف باسناد خود ابوسعید خدری سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آگاہ باشید! کہ رجب خدا کا "رحم" مہینہ ہے اور اسے "رحم" اس لیے کہا جاتا ہے کہ بارگاہِ ایزدی میں کوئی فضیلت و حرمت میں اس کی برابری نہیں کرتا۔ اہل جاہلیت بھی اپنے دورِ جاہلیت میں اس کی تعظیم کرتے تھے اور جب اسلام آیا تو اس کی عزت و عظمت میں اور اضافہ ہوا۔ آگاہ باشید! رجب خدا کا، شعبان میرا اور ماہِ رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ آگاہ باشید! جو شخص ماہِ رجب میں صرف ایک دن کا روزہ قربۃً الی اللہ رکھے وہ رضوان اکبر (خدا کی بڑی خوشنودی) کا حقدار بن جاتا ہے۔ اور جو اس کے دو روزے رکھے وہ بارگاہِ ایزدی سے اس قدر عزت و کرامت کا مستحق قرار پاتا ہے کہ تمام اہل آسمان و زمین بھی اس کی توصیف بیان نہیں کر سکتے۔ اور جو شخص رجب کے تین روزے رکھے تو خدا اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ایسا خندق اور حجاب قرار دے گا کہ جس کا طول ستر سال کی مسافت کا ہے اور جو شخص رجب کے چار روزے رکھے اسے جنون، جذام، پھلبہری اور فتنۂ دجال جیسی تمام بلاؤں سے عافیت حاصل ہو جائے گی اور جو شخص رجب کے پانچ روزے رکھے گا تو خدا پر لازم ہوگا کہ بروز قیامت اسے راضی کرے اور جو رجب کے چھ روزے رکھے تو جب وہ قبر سے برآمد ہوگا تو اس کے چہرہ پر نور چمک رہا ہوگا اور وہ امان پانے والوں میں سے ہوگا۔ اور جو رجب کے سات روزے رکھے تو چونکہ جہنم کے کل سات دروازے ہیں خدا ہر روزہ کی برکت سے اس کا ایک ایک دروازہ اس پر بند کر دے گا۔ اور جو رجب کے آٹھ روزے رکھے تو چونکہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں خدا ہر ہر روزہ کے عوض جنت کا ایک ایک دروازہ کھول دے گا

اور اس سے کہا جائے گا کہ جس دروازہ سے جی چاہے داخل ہو جا اور جو رجب کے نو روزے رکھے تو جب وہ قبر سے نکلے گا تو پکار رہا ہوگا: ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾۔ اور جنت میں پہنچے بغیر منہ نہیں موڑے گا اور جو رجب کے دس روزے رکھے تو خدا اسے دو سبز پر عطا کرے گا جن سے برق خاطف کی طرح اڑ کر پل صراط سے گزر جائے گا اور جو رجب کے گیارہ روزے رکھے تو بروز قیامت ثواب کے لحاظ سے کوئی اس کا ہم پلہ نہیں ہوگا سوائے اس کے جس نے اتنے یا اس سے زیادہ روزے رکھے ہوں گے۔ اور جو رجب کے بارہ روزے رکھے۔ اسے بروز قیامت سندس و استبرق کے دو حلے پہنائے جائیں گے اور جو رجب کے تیرہ (۱۳) روزے رکھے تو اس کے لیے بروز قیامت عرش الٰہی کے زیر سایہ یاقوت اخضر کا دسترخوان بچھایا جائے گا جس پر بیٹھ کر کھانا کھائے گا جبکہ لوگ سخت سختی میں مبتلا ہوں گے۔ اور جو رجب کے چودہ روزے رکھے اسے خداوند عالم اس قدر ثواب عطا فرمائے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی انسان کے دل و دماغ میں گزرا ہوگا۔ اور جو رجب کے پندرہ روزے رکھے وہ بروز قیامت وہاں کھڑا ہوگا جہاں امن و امان والے لوگ کھڑے ہوں گے اور جو رجب کے سولہ روزے رکھے گا تو وہ ان لوگوں میں ہوگا جو سب سے پہلے نور کی سواریوں پر سوار ہوں گے اور وہ ان کو اڑا کر جنت میں لے جائیگی اور جو رجب کے سترہ روزے رکھے تو بروز قیامت اس کے لیے پل صراط پر نور کے ستر ہزار چراغ رکھے جائیں گے جن کی روشنی میں گزر کر جنت میں پہنچے گا اور جو رجب کے اٹھارہ روزے رکھے وہ (بلندیٔ درجات میں) جناب خلیل خدا علیہ السلام کے قبہ میں ان کا مقابلہ کرے گا۔ اور جو رجب کے انیس روزے رکھے تو خدا اس کے لیے آدم و ابراہیم علیہما السلام کے قصروں کے بالمقابل موتیوں سے قصر تعمیر کرے گا۔ اور جو رجب کے بیس روزے رکھے تو وہ ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے بیس ہزار سال تک خدا کی عبادت کی ہے اور جو رجب کے اکیس روزے رکھے وہ بروز قیامت ربیعہ و مضر کے قبائل کی تعداد کے مطابق لوگوں کی سفارش کرے گا اور جو رجب کے بائیس روزے رکھے تو اسے آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے اے ولی خدا! تجھے عظیم عزت و کرامت کی خوشخبری ہو۔ اور جو رجب کے تئیس روزے رکھے تو اسے آسمان سے ندا آتی ہے اے بندۂ خدا خوشخبری ہے تیرے لیے کہ تو نے کلفت تھوڑی اٹھائی ہے مگر اجر زیادہ پایا ہے اور جو رجب کے چوبیس روزے رکھے اس پر سکرات موت آسان ہوتے ہیں اور وہ نبیؐ کے حوض پر وارد ہوگا۔ اور جو رجب کے پچیس روزے رکھے وہ مقربین کے ساتھ جنت عدن میں پہلے پہل داخل ہونے والوں میں سے ہوگا۔ اور جو رجب کے چھبیس روزے رکھے تو خدا اس کے لیے عرش الٰہی کے زیر سایہ سو قصر بنائے گا جن میں وہ خوشی خوشی رہے گا اور جو رجب کے ستائیس روزے رکھے تو خدا اس کی قبر کو چار سو سال کی مسافت تک وسیع کرے گا اور جو رجب کے اٹھائیس روزے رکھے تو خدا اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندق

کھڑے کرے گا۔ اور جو رجب کے انتیس روزے رکھے تو خدا اسے ضرور بخش دے گا اگرچہ عشار (چندہ خور) ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگرچہ عورت ہو تو ستر بار بھی بدکاری کیوں نہ کر چکی ہو۔ اور جو رجب کے پورے تیس دن روزے رکھے تو اسے آسمان سے منادی ندا دیتا ہے اے بندۂ خدا تیرے تمام گزشتہ گناہ معاف ہوگئے ہیں اس لیے تو اب باقی ماندہ عمر کے لیے از سر نو عمل کر۔ یہ ہے اس شخص کا ثواب جو پورا رجب روزہ رکھے۔

(الامالی، ثواب الاعمال، فضائل رجب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث بہت طویل ہے اور اس میں ثواب جزیل مذکور ہے میں نے اسے مختصر کر کے یہاں درج کیا ہے۔

۱۰۔ سفیان ثوری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رجب میں صرف ایک روزہ رکھے خواہ اول میں یا وسط میں یا آخر میں! تو خدا اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور جو رجب کے اول، وسط اور آخر میں تین تین روزے رکھے تو بھی خدا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور جو رجب میں صرف ایک رات جاگے (اور خدا کی عبادت کرے) خدا اسے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ خدا ستر ہزار گنہگاروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کرتا ہے۔ اور جو شخص خدا کی خوشنودی کی خاطر رجب میں کچھ صدقہ دے تو خدا بروز قیامت اس قدر ثواب عطا کر کے اس کی عزت افزائی کرے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی انسان کے دل و دماغ میں گزرا ہوگا۔ (الامالی، فضائل رجب)

۱۱۔ ابو محمد حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی وسط آسمان سے ندا دے گا: رجبیون کہاں ہیں؟ اس وقت کچھ لوگ کھڑے ہوں گے جن کے چہرے اہل محشر کے لیے چمک رہے ہوں گے اور ان کے سروں پر بادشاہوں والے تاج ہوں گے (یہاں بہت سا ثواب بیان کیا گیا ہے) فرمایا: یہ اس شخص کا ثواب ہے جو رجب کے کچھ روزے رکھے اگرچہ اس کے اول، یا وسط یا آخر میں ایک دن ہی کیوں نہ ہو؟ (فضائل رجب)

۱۲۔ عبداللہ بن صالح ھروی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رجب کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھے تو جس دن خدا کی بارگاہ میں جائے گا تو خدا کو راضی پائے گا اور جو دو دن رکھے وہ بھی اسی طرح اور جو تین رکھے تو صرف یہی نہیں ہے کہ خدا اس پر راضی ہوگا بلکہ خدا اسے بھی راضی کرے گا اور اس کے دشمنوں کو بھی اس سے راضی فرمائے گا۔ اور جو رجب کے سات روزے رکھے، تو جب وہ مرے گا تو خدا اس کے لیے ساتوں

آسمانوں کے دروازے کھول دے گا تاکہ اس کی روح ملکوت اعلیٰ تک پہنچ سکے اور جو رجب کے آٹھ روزے رکھے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جو رجب کے پندرہ روزے رکھے خدا اس کی ہر حاجت پوری کرے گا مگر یہ کہ وہ کسی گناہ کے بارے میں ہو یا قطع رحمی کے بارے میں اور جو پورے رجب کے روزے رکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے جس طرح ماں کے شکم سے باہر آیا تھا۔ اور آتش جہنم سے آزاد ہو جاتا ہے اور خدا کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ جناب شیخ طبرسیؒ باسناد خود محمد بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام صاحب العصرؑ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ ہمارے پاس کچھ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ایسی بھی ہیں جو تمام رجب کے روزے رکھتی ہیں اور شعبان کا ماہِ رمضان سے وصل کرتے ہیں۔ ہمارے بعض اصحاب نے ان سے بیان کیا ہے کہ ایسا کرنا گناہ ہے تو؟ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ فقیہ (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ کچھ دن یعنی پندرہ دن تک لگاتار رکھے پھر قطع کردے مگر یہ کہ سابقہ فوت شدہ تین روزوں کو ساتھ ملا لے۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ تمام رجب کے روزے (مسلسل رکھنا) مستحب مؤکد نہیں ہے۔

۱۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص رجب کے پورے مہینہ کے روزے رکھے خدا اسے اپنی خوشنودی عطا کرتا ہے اور جسے خدا اپنی خوشنودی عطا کرتا ہے اسے کبھی عذاب نہیں کرتا۔ (المقنعہ)

۱۵۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے بارے میں مروی ہے کہ آپؑ رجب کے پورے مہینہ کے روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ رجب میرا مہینہ ہے اور شعبان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان خدا عزوجل کا مہینہ ہے۔ (مسار الشیعہ ومصباح المتہجد)

۱۶۔ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو شخص رجب کے پہلے سات دن مسلسل روزہ رکھے۔ اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اگر آٹھ روزے رکھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر پندرہ روزے رکھے تو جو کچھ مانگتا ہے وہ کچھ اسے عطا کیا جاتا ہے اور اگر پورا مہینہ رکھے تو خدائے کریم اس کی گردن کو آتش دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے اور اس کی دنیا و آخرت کی حاجتیں بر لاتا ہے۔ اور وہ صدیقوں اور شہیدوں میں سے لکھا جاتا ہے۔ (مسار الشیعہ)

۱۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص رجب کے تین روزے رکھے تو خداوند عالم اس کے لیے ہر روزہ کے عوض سال کے روزوں کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص اس کے سات روزے رکھے اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جو آٹھ دروازے رکھے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جو پندرہ روزے رکھے خدا اس کا بالکل آسان حساب و کتاب لے گا۔ اور جو پورے رجب کے روزے رکھے خدا اس کے لیے اپنی خوشنودی لازم قرار دے دیتا ہے اور جس کے لیے خدا اپنی خوشنودی لازم قرار دے دے اسے کبھی عذاب نہیں کرتا۔ (مصباح المتہجد)

۱۸۔ سلمان فارسیؓ (محمدیؒ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص رجب کے روزے رکھے خدا اسے جہنم سے نجات عطا کرتا ہے اور جنت اس کے لیے واجب قرار دے دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ جناب سید بن طاؤسؒ باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یکم ماہِ رجب کا روزہ رکھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (کتاب الاقبال)

۲۰۔ سید صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول پایا ہے کہ فرمایا کہ جو شخص رجب میں تین دن روزے رکھے اور ان کی راتوں میں جاگے (اور عبادت کرے) یعنی اس کی تیرہ، چودہ اور پندرہ۔ تو وہ جب بھی دنیا سے جائے گا تو توبۃ النصوح کے ساتھ تا آخر حدیث۔ (ایضاً)

۲۱۔ فرماتے ہیں: حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ جو شخص رجب کے ایام بیض (۱۳، ۱۴ اور ۱۵) میں روزہ رکھے اسے ہر ایک دن کے عوض ایک سال کے ایسے روزے کا ثواب دیا جائے گا جس کی راتوں میں جاگ کر خدا کی عبادت کی جائے اور بروز قیامت امن و امان والے لوگوں کی جگہ کھڑا ہوگا۔ (ایضاً)

۲۲۔ احمد بن محمد بن ابونصر حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پچیس رجب المرجب کو روزہ رکھے تو خداوند عالم اس کے اس روزہ کو اس کے ستر سال کے گناہوں کا کفارہ قرار دے گا۔ (ایضاً)

۲۳۔ انہی جنابؑ سے مروی ہے فرمایا: جو شخص چھبیس رجب کو روزہ رکھے خدا اسے اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہوں کا کفارہ قرار دے گا۔ (ایضاً)

۲۴۔ عبداللہ بن طلحہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ستائیسویں رجب کا روزہ خدا کے

نزدیک ستر (۷۰) سال کے روزے کے برابر ہے۔ (ایضاً وفضائل رجب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مستحبی نمازوں میں سے صلوٰۃ الرغائب (باب ۵و۶، الطہارہ باب ۱۵و۱۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

رجب کے ہر روز صدقہ دینا اور تسبیح کرنا اور ہر جمعہ کے دن سو مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرنا نیز اس مہینہ میں بکثرت استغفار کرنا، **لا الہ الا اللہ** پڑھنا، توبہ کرنا اور سورۂ اخلاص کی ایک ہزار بار تلاوت کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا نبی اللہ! اگر کوئی شخص اپنی کمزوری یا کسی اور تکلیف کی وجہ سے یا کوئی عورت یا سہ ہونے کی وجہ سے رجب کا روزہ نہ رکھ سکے تو وہ کون سا عمل ہے کہ اگر اسے بجا لائے تو رجب کا وہ ثواب حاصل کر سکے جو آپؐ نے بیان کیا ہے؟ فرمایا: ہر روز ایک روٹی مسکینوں کو بطور صدقہ دے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب وہ ہر روز یہ صدقہ دے گا تو اسے یقیناً وہ ثواب مل جائے گا جو میں نے بیان کیا ہے بلکہ اس سے بھی اس قدر زیادہ ملے گا کہ اگر تمام مخلوق جمع ہو کر اس کے ثواب کا تخمینہ لگانا چاہے تو جو کچھ اسے جنت میں فضائل اور بلند درجات ملنے والے ہیں اس کے عشر عشیر کا بھی تخمینہ نہیں لگا سکے گی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! جو شخص یہ صدقہ نہ دے سکے تو پھر وہ کون سا کام ہے کہ اگر کرے تو آپ کا بیان کردہ ثواب حاصل کر سکے؟ فرمایا: رجب کے ہر دن پورے تیس دنوں تک یومیہ سو بار یہ تسبیح پڑھے:
﴿سبحان اللّٰہ الجلیل سبحان من لا ینبغی التسبیح الا لہ سبحان الاعز الاکرم سبحان من لبس العز و ھو لہ اھل﴾۔ (ثواب الاعمال، الامالی، مصباح المتہجد، فضائل رجب)

۲۔ جناب سید ابن طاؤسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روایت میں پڑھا ہے کہ فرمایا: جو شخص رجب میں جمعہ کے دن ایک سو مرتبہ سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھے تو بروزِ قیامت اس کے لیے ایک نور ہوگا۔ جس کی روشنی میں وہ تیز تیز چل کر جنت کی طرف جائے گا۔ (کتاب الاقبال)

۳۔ فرماتے ہیں: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص رجب میں یہ استغفار سو بار پڑھے اور پھر صدقہ دے کر اس کا اختتام کرے تو خداوند عالم اس کے لیے سو شہید کا اجر لکھے گا۔ اور جب قیامت کا

دن ہوگا تو خدا اس سے فرمائے گا تو نے میرے مملوک ہونے کا اقرار کیا ہے تو تو جو کچھ چاہتا ہے وہ کچھ مجھ سے مانگ تاکہ میں تجھے عطا کروں۔ کیونکہ (آج) میرے سوا کوئی صاحب اقتدار نہیں ہے۔ وہ استغفار یہ ہے:
﴿استغفر اللّٰه الذی لا اله الا هو وحده لا شریک له و اتوب الیه﴾۔ (ایضاً)

۴۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص رجب میں ہزار بار کہے: ﴿لا الـٰه الا اللّٰه﴾ تو خدا اس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور اس کے لیے جنت میں ایک سو شہر تعمیر کرے گا۔ (ایضاً)

۵۔ فرماتے ہیں: اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رجب میں صبح و شام بایں طور ستر ستر بار توبہ و استغفار کرے:
﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ﴾ جب ستر بار پڑھ چکے تو ہاتھ بلند کر کے کہے: ﴿اللّٰهم اغفرلی و تب علی﴾ تو اگر رجب میں مرگیا تو اس حالت میں مرے گا کہ اس سے خدا راضی ہوگا۔ اور رجب کی برکت سے اسے جہنم کی آگ مس نہیں کرے گی۔ (ایضاً)

۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص اپنی پوری زندگی میں رجب کے مہینہ میں خالص نیت کے ساتھ ایک ہزار بار سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھے تو جب قیامت کے دن خدا کی بارگاہ میں آئے گا تو گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہوگا جس طرح شکم مادر سے برآمد ہوا تھا اور ستر ہزار فرشتے اس کا استقبال کریں گے اور اسے جنت کی بشارت دیں گے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص ایک ہزار بار سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھے تو جب قیامت کے میدان میں آئے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار نبی اور ایک ہزار فرشتہ کا عمل درج ہوگا اور خدا کی بارگاہ میں اس سے بڑھ کر کوئی مقرب نہیں ہوگا۔ سوائے اس کے جو اس سے زیادہ پڑھے گا اور اگر رجب کے مہینہ میں پڑھے تو یہ اجر و ثواب دوگنا ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۸۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص سو بار سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھے تو خدا اسے اس کی ذات میں، اولاد میں، اہل و عیال میں اور اس کے پڑوسیوں میں برکت دے گا اور جو رجب میں پڑھے گا تو خدا اس کے لیے جنت میں بارہ قصر تعمیر کرے گا۔ روایت میں اس عمل کا اور بھی بہت سا ثواب ذکر کیا گیا ہے۔ (ایضاً)

باب ۲۸

پورے ماہِ شعبان یا اس کے کچھ ایام کے روزے رکھنا مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل اکتیس حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو چھوڑ کر باقی بائیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آپ کے آباء طاہرین علیہم السلام میں سے کسی نے کبھی ماہِ شعبان کا روزہ رکھا ہے؟ فرمایا: ہاں میرے تمام آباءِ کرامؑ میں سے افضل ترین انسان یعنی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا روزہ رکھا ہے۔ (الفروع، التہذیب، کذا فی ثواب الاعمال عن عثمان بن عیسیٰ عن الصادق علیہ السلام)

۲۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجؓ کے ذمہ کچھ واجبی روزوں کی قضا ہوتی تھی تو وہ اس کی ادا کو ماہِ شعبان تک مؤخر کرتی تھیں کیونکہ وہ اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی حاجت برآری میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔ ہاں جب شعبان کا مہینہ آتا تو وہ بھی روزہ رکھتیں اور آنحضرت بھی ان کے ساتھ (مستحبی) روزے رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ شعبان میرا مہینہ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۳۔ عنبسہ العابد بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ (پورے) ماہِ شعبان اور ماہِ رمضان کے علاوہ ہر ماہ میں تین روزے بایں ترتیب کہ پہلا اور آخری خمیس اور درمیانہ بدھ رکھتے تھے اور حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام بھی اسی طرح روزے رکھتے تھے۔ (الفروع)

۴۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے۔ (پھر یہاں ایک حدیث بیان کی ہے یہاں تک فرمایا) کہ خداوند عالم نے تو صرف ماہِ رمضان کے روزے فرض کئے تھے مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پورے شعبان کے اور ہر ماہ میں تین روزے (دس ماہ میں کل تیس روزے) یعنی مجموعی طور پر فرض کے دو برابر سنت قرار دیئے جنہیں خداوند عالم نے نافذ قرار دے دیا۔
(الاصول من الکافی)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سے ماہِ شعبان کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: نہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اور نہ ہی میرے آباء طاہرین علیہم السلام میں سے کسی نے رکھا ہے۔ (الفروع) پھر خود ہی اس کی یہ تاویل کی ہے کہ انہوں نے کبھی اس روزہ کو واجب سمجھ کر نہیں رکھا۔ بلکہ مستحب سمجھ کر رکھا ہے کیونکہ کچھ لوگ (ابوالخطاب اور اس کے ساتھی) شعبان کے روزے کو ماہِ رمضان کی طرح واجب جانتے تھے اور اس کی قضا نہ کرنے پر کفارہ کو لازم قرار دیتے تھے۔ (کذا قال الشیخ الطوسی فی التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ شعبان کے روزے رکھے گا یہ اس کے لیے ہر ذلت، وصمہ اور بادرہ سے پاکیزگی کا باعث بن جائیں گے۔ راوی نے عرض کیا: مولا! وصمہ کیا ہے؟ فرمایا: کسی گناہ کرنے کی قسم کھانا۔ یا اس کی منت ماننا۔ عرض

کیا: بادرہ کیا ہے؟ فرمایا: غیظ و غضب کے وقت قسم کھانا۔ اور اس کی توبہ یہ ہے کہ اس پر ندامت و پشیمانی ظاہر کی جائے (اور قسم کے مطابق عمل نہ کیا جائے)۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب، مصباح المتہجد، معانی الاخبار، ثواب الاعمال)

۷۔ عبداللہ بن مرحوم ازدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص ماہِ شعبان کی یکم کو روزہ رکھے اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو دو دن رکھے تو دارِ دنیا میں خداوند عالم ہر شب و روز میں اس پر نظر (کرم) ڈالتا ہے اور جنت میں ہمیشہ اس کی اس پر نظر (کرم) رہے گی۔ اور جو تین روزے رکھے تو گویا وہ اپنی جنت سے ہر روز عرش پر خدا کی زیارت کرے گا۔

(الفقیہ، ثواب الاعمال)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں خدا کی زیارت کرنے سے اس کے انبیاءؑ اور اس کی حجتوں کی زیارت مراد ہے کیونکہ جو ان کی زیارت کرتا ہے گویا وہ خدا کی زیارت کرتا ہے اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو مجسمہ لیتے ہیں۔

۸۔ جناب شیخ حسن بن علی بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا: اور ماہِ شعبان کا روزہ عمدہ ہے (اس کے لیے جو رکھے) اور یہ سنت ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان خدا کا مہینہ ہے۔ (تحف العقول)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رجب کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ فرمایا: تو ماہِ رمضان کے روزے سے کہاں ہے؟ (جو زیادہ اہم ہے)۔ (فضائل شعبان)

۱۰۔ سلیمان بن مروزی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان میں بکثرت روزے رکھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور یہ ماہِ رمضان کے بعد تمام مہینوں سے افضل ہے پس جو شخص اس میں ایک روزہ بھی رکھے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ شعبان کے تین روزے رکھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ شعبان میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور خدا کا قرب

حاصل کرنے کی خاطر روزے رکھے خدا اس سے محبت کرے گا اور اسے اپنی عزت و کرامت کے قریب کرے گا۔ اور اس کے لیے جنت واجب قرار دے گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عباس بن مجاہد سے اور وہ اپنے باپ (مجاہد) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ماہِ شعبان میں روزانہ زوال آفتاب کے وقت اور نیمۂ شعبان میں یہ دعا اور یہ صلوات پڑھتے تھے: ﴿اللّٰھم صل علی محمد و ال محمد شجرة النبوة و موضع الرسالة﴾ (یہاں تک کہ پڑھتے) ﴿و ھذا شھر نبیک سید رسلک شعبان الذی حففته منک بالرحمة و الرضوان الذی کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم یدأب فی صیامه و قیامه فی لیالیه و ایامه بخوعاً لک فی اکرامه و اعظامه الی محل حمامه اللّٰھم فاعنا علی الاستنان بسنته فیه و نیل الشفاعه لدیه... تا آخر دعا﴾۔ (مصباح المتہجد)

۱۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ شعبان میں روزے رکھو اور نیمۂ شعبان کی رات غسل کرو۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے رعایت اور رحمت ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ شعبان میں صرف ایک روزہ رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (المقنعہ)

۱۶۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: شعبان کا روزہ نبیوں اور ان کے پیروکاروں کا روزہ ہے پس جو شخص ماہِ شعبان میں روزے رکھے گا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اس کے شامل حال ہوگی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی تھی کہ خدا اس بندہ پر رحم کرے جو میرے مہینہ (شعبان) میں (روزہ رکھ کر) میری اعانت کرے۔ (ایضاً)

۱۷۔ جناب سید بن طاؤس باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ شعبان میرا مہینہ ہے، جبکہ ماہِ رمضان خدا کا مہینہ ہے۔ پس جو شخص میرے مہینہ میں ایک روزہ رکھے گا بروز قیامت میں اس کا شفیع ہوں گا۔ اور جو دو روزے رکھے گا خدا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا اور جو تین روزے رکھے گا اس سے کہا جائے گا کہ از سر نو عمل کر۔ (کتاب الاقبال)

۸۔ حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شعبان کی ہر جمعرات کو آسمانوں کو آراستہ کیا جاتا ہے اور ملائکہ کہتے ہیں: اے ہمارے معبود! اس دن کے روزہ دار کو

بخش دے۔ اور اس کی دعا کو قبول کر۔ (یہاں تک فرمایا) جو شخص شعبان میں صرف ایک (ایک بار) روزہ بھی رکھے خدا اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام قرار دیتا ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص شعبان کے سوموار اور خمیس کو روزہ رکھے خدا اس کو (اپنی رحمت میں سے) حصہ دیتا ہے اور جو سوموار اور خمیس کو (دوسری بار) روزہ رکھے تو خدا اس کی بیس حاجتیں دنیا کی اور بیس حاجتیں آخرت کی برلاتا ہے۔ (ایضاً)

۲۰۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شعبان کے روزے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: عمدہ ہے۔ پھر عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح اس کا روزہ رکھا ہے؟ فرمایا: بعض ایام میں رکھا ہے اور بعض میں افطار کیا ہے۔ (نوادر احمد)

۲۱۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کے روزے بکثرت رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اہل کتاب شعبان کو منحوس جانتے ہیں۔ تم ان کی مخالفت کرو۔ (اور اسے سعد جانو)۔ (ایضاً)

۲۲۔ مفضل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام شعبان اور ماہِ رمضان میں وصل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بخدا یہ گویا مسلسل دو ماہ کا روزہ ہے اور خدا کی جانب سے توبہ (کی قبولیت) ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۷ و ۱۱ و ۲۶ و ۱۸ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو ہر ماہ میں تین روزوں کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۹ و ۳۰ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

ماہِ شعبان کے روزوں کا ماہِ رمضان کے روزوں کے ساتھ صرف رات کے وقت افطار کر کے وصل کرنا مستحب ہے اور دو ماہ (شعبان و رمضان) کے مسلسل روزے بطور توبہ (اگرچہ قتل سے ہو) مستحب ہیں۔

(اس باب میں کل سینتیس حدیثیں ہیں جن میں سے نو کو چھوڑ کر باقی چوبیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ شعبان اور ماہِ رمضان کے مسلسل دو ماہ روزے

رکھنا بخدا خدا کی طرف سے توبہ (کی قبولیت) ہے۔

(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال، التہذیب، الاستبصار، المقنعہ)

۲۔ محمد بن سلیمان اپنے باپ (سلیمان) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کہ شعبان اور ماہِ رمضان کے روزے رکھتا ہے؟ فرمایا: یہ وہی دو مہینے ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ (پے در پے دو مہینے خدا کی طرف سے توبہ ہیں) فرمایا: جب کوئی روزہ دار رات کو روزہ افطار کرتا ہے تو یہ فصل ہو جاتی ہے اور یہ جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ میں وصال نہیں ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح آدمی دو دن روزہ نہ رکھے کہ درمیان میں افطار نہ کرے۔ اور بندہ کے لیے مستحب ہے کہ سحری کھانا ترک نہ کرے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ عمرو بن خالد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان اور ماہِ رمضان کے روزوں میں وصل کرتے تھے اور لوگوں کو ان میں وصال کرنے سے منع کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں خدا کے مہینے ہیں اور یہ گزشتہ اور آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ (الفروع)

''اور لوگوں کو ان میں وصال کرنے سے منع کرتے تھے'' کی تاویل حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے یہ کی ہے کہ یہ استفہام انکاری پر محمول ہے یعنی یہ کس طرح ممکن ہے کہ خود وصال کرتے ہوں جہاں دو روزوں کو اس طرح باہم ملا جائے کہ درمیان افطار نہ کیا جائے۔

۴۔ مفضل بن عمر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد شعبان اور ماہِ رمضان میں ایک دن کی فصل کرتے تھے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دونوں میں وصل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان دو مہینوں کے مسلسل روزے خدا کی طرف سے توبہ ہیں۔ (کتب اربعہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعبان کا روزہ رکھتے تھے اور اسے ماہِ رمضان کے روزوں کے ساتھ وصل کرتے تھے۔ اور کبھی ان کے درمیان فصل بھی کرتے تھے اور کبھی پورے سال میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ ہاں البتہ ان کے زیادہ تر (مستحبی) روزے شعبان میں ہوتے تھے۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص شعبان کے آخر میں تین روزے رکھے اور انہیں ماہِ رمضان کے ساتھ ملا دے خدا اس کے لیے مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے کا (ثواب) درج کرے گا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن عباسؓ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں آپؑ نے فرمایا: جبکہ آپ کے اصحاب آپ کے پاس شعبان کے فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے: ماہِ شعبان ایک شریف مہینہ ہے اور میرا (مخصوص) مہینہ ہے اور حاملین عرش اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کے حق و حرمت کو پہچانتے ہیں اور یہ وہ مہینہ ہے جس میں ماہِ رمضان (کی لیلۃ القدر) کی طرح اہل ایمان کے رزق کشادہ کیے جاتے ہیں اور اس میں جنتوں کو آراستہ پیراستہ کیا جاتا ہے اسے شعبان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں اہل ایمان کی روزیاں کھول دی جاتی ہیں اور یہ عمل کا مہینہ ہے جس میں ایک نیکی کو ستر گنا کیا جاتا ہے اور اس میں برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ نیکیاں قبول ہوتی ہیں۔ خدائے جبار اس میں اپنے بندوں پر فخر و ناز کرتا ہے (یعنی) اس میں روزہ رکھنے والوں اور جاگنے والوں پر نگاہ ڈالتا ہے اور ان پر حاملانِ عرش الٰہی فخر کرتے ہیں۔ (اس موقع پر) حضرت علی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں یا رسول اللہؐ! شعبان کے کچھ مزید فضائل و [illegible] یان فرمائیں تا کہ اس کے صیام و قیام میں ہماری رغبت بڑھے۔ اور اس میں رب جلیل کے لیے عمل خیر کرنے میں کچھ زیادہ جد و جہد کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ماہ شعبان کی پہلی تاریخ کو روزہ رکھے تو خداوند عالم اس کے لیے ایسی ستر نیکیاں لکھتا ہے کہ جن میں ہر ایک نیکی ایک سال کی عبادت کے برابر ہوتی ہے اور جو شعبان کے دو روزے رکھے تو اس کی وجہ سے اس کی مہلک برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور جو اس کے تین روزے رکھے تو خدا جنت میں در و یاقوت سے اس کے ستر درجے بلند کرتا ہے اور جو اس کے چار روزے رکھے تو خدا اس کے رزق میں وسعت دیتا ہے اور جو اس کے پانچ روزے رکھے تو اسے لوگوں کی نظروں میں محبوب بنایا جاتا ہے اور جو اس کے چھ روزے رکھے تو اس سے ستر قسم کی بلائیں دور کی جاتی ہیں اور جو اس کے سات روزے رکھے تو اسے شیطان اور اس کے اعداء کے مکر و فریب سے بچایا جاتا ہے اور جو اس کے آٹھ روزے رکھے تو وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھتا جب تک قدس کے حوضوں سے سیراب نہیں کیا جاتا۔ اور جو اس کے نو روزے رکھے تو سوال و جواب کے وقت اس پر نکیرین مہربان ہوتے ہیں اور جو اس کے دس روزے رکھے تو اس کے لیے قیامت تک فرشتے طلب مغفرت کرتے ہیں اور خدا اس کی قبر کو ستر ہاتھ تک کشادہ کرتا ہے اور جو اس کے گیارہ روزے رکھے۔ تو اس کی قبر پر نور کے گیارہ منارے بنائے جاتے ہیں اور جو اس کے بارہ روزے رکھے تو قیامت کے صور پھونکے جانے تک برابر اس کی قبر میں ہر روز نوے ہزار فرشتے اس کی زیارت کریں گے۔ اور جو تیرہ روزے رکھے تو اس کے لیے سات آسمانوں کے فرشتے طلب مغفرت کرتے ہیں! اور جو شخص اس کے چودہ روزے رکھے تو حیوانوں، درندوں حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیوں کو بھی یہ القاء کیا جاتا ہے کہ وہ اس شخص کے لیے طلب مغفرت کریں۔ اور جو شخص اس کے پندرہ روزے رکھے تو اسے رب العزت ندا دیتا ہے

کہ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تجھے کبھی جہنم کی آگ سے نہیں جلاؤں گا۔ اور جو اس کے سولہ روزے رکھے تو اس پر جہنم کے ستر سمندر بجھا دیئے جاتے ہیں اور جو اس کے سترہ روزے رکھے تو اس پر جہنم کے تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جو اس کے اٹھارہ روزے رکھے تو اس کے لیے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جو اس کے انیس روزے رکھے تو اسے جنت میں در و یاقوت کے ستر ہزار قصر عطا کئے جائیں گے اور جو اس کے بیس روزے رکھے تو اس کی شادی ستر ہزار حور العین کے ساتھ کی جائیگی۔ اور جو اس کے اکیس روزے رکھے تو فرشتے اسے مرحبا کہتے ہیں اور اسے اپنے پروں سے مسح کرتے ہیں اور جو اس کے بائیس روزے رکھے تو سندس و استبرق کے ستر ہزار حلے اسے پہنائے جائیں گے اور جو اس کے تیئیس روزے رکھے تو جب وہ (بروز قیامت) قبر سے نکلے گا تو اس کے لیے ایک نورانی سواری لائی جائے گی جس پر سوار ہو کر وہ اڑ کر جنت میں جائے گا۔ اور جو اس کے چوبیس روزے رکھے تو وہ اہل توحید میں سے ستر ہزار لوگوں کی سفارش کرے گا اور جو اس کے پچیس روزے رکھے تو اسے منافقت سے برائت کا پروانہ مل جاتا ہے۔ اور جو اس کے چھبیس روزے رکھے تو خدا اسے پل صراط سے گزرنے کا ٹکٹ عطا کرتا ہے۔ اور جو اس کے ستائیس روزے رکھے تو خدا اس کے لیے جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا کرتا ہے اور جو اس کے اٹھائیس روزے رکھے تو بروز قیامت اس کا چہرہ چمکتا ہوگا اور جو اس کے انتیس روزے رکھے تو وہ خدا کی بڑی خوشنودی کو حاصل کرتا ہے اور جو اس کے پورے تیس روزے رکھے تو اسے عرش الٰہی کے آگے سے جبرئیل علیہ السلام ندا دیتے ہیں کہ اپنے عمل کو از سر نو کر، کہ تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ اگر تیرے گناہ آسمانی تاروں، بارش کے قطروں، درختوں کے پتوں، ریت کے دانوں، خاک کے ذروں اور دنیا کے دنوں کے برابر بھی ہوتے تو میں معاف کر دیتا۔ اور یہ بات میرے لیے کچھ بڑی نہیں ہے۔ کیونکہ تو نے ماہ شعبان کے روزے رکھے ہیں۔ (الامالی، فضائل شعبان، ثواب الاعمال)

۸۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شعبان کا روزہ اچھا ہے اس شخص کے لیے جو رکھے کیونکہ خدا کے نیکوکار بندوں نے یہ روزے رکھے ہیں اور ان میں رغبت کی ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ شعبان کو ماہِ رمضان سے وصل کرتے تھے۔ (الخصال)

۹۔ اسماعیل بن عبد الخالق بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں شعبان اور اس میں روزہ رکھنے کا تذکرہ ہوا تو آپؑ نے اس کی بہت کچھ فضیلت بیان فرمائی۔ یہاں تک فرمایا کہ بعض اوقات ایک شخص خون ناحق بہانے میں مبتلا ہوتا ہے اور جب ماہِ شعبان کے روزے رکھتا ہے تو وہ اسے فائدہ پہنچاتے ہیں اور اس کا وہ گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۰۔ اسماعیل بن ابوزیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان خدا کا۔ اور وہ فقراء و مساکین کا موسم بہار ہے اور عید قربان اس لیے مقرر کی گئی ہے تا کہ تمہارے فقیروں کا گوشت سے پیٹ بھرا جائے لہٰذا ان کو (گوشت) کھلاؤ۔ (ایضاً)

۱۱۔ اسامہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر زیادہ روزے رکھتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ اب شاید افطار نہیں کرینگے اور پھر اس قدر افطار کرتے تھے کہ کہا جاتا تھا کہ شاید اب نہیں رکھیں گے۔ راوی نے پوچھا: تمہارا کیا خیال ہے وہ کس مہینہ میں سب مہینوں سے زیادہ روزے رکھتے تھے؟ کہا: وہ سب سے زیادہ شعبان میں رکھتے تھے۔ فرمایا: رجب اور ماہِ رمضان کے درمیان شعبان ایک ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غفلت برتتے ہیں حالانکہ اس میں لوگوں کے اعمال ر ''العالمین کی بارگاہ میں بلند ہوتے ہیں پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل بلند ہو تو میں روزہ رکھے ہوئے ہوں۔ (ایضاً و فضائل شعبان)

۱۲۔ انس بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا (مستحبی) روزہ سب سے افضل ہے؟ فرمایا: شعبان کا جو کہ ماہِ رمضان کی تعظیم کی خاطر (پیشگی) رکھا جائے۔ (ایضاً)

۱۳۔ مروان بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان خدا کا۔ پس جو شخص میرے مہینہ میں صرف ایک دن بھی روزہ رکھے گا میں بروز قیامت اس کی شفاعت کروں گا اور جو ماہِ رمضان میں روزہ رکھے گا وہ جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔ (الآمالی)

۱۴۔ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے سال میں سوائے شعبان کے اور کسی کامل مہینہ کا روزہ نہیں رکھتے تھے اور اسے ماہِ رمضان سے ملاتے تھے۔ (ثواب الاعمال)

۱۵۔ عباس بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جو شخص خدا کے ثواب کے حصول کی خاطر صرف ایک روزہ ہی رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شعبان کے (آخری) تین روزے رکھے اور انہیں ماہِ رمضان کے ساتھ ملائے، خدا اس کے نامۂ اعمال میں مسلسل دو ماہ روزہ رکھنے کا ثواب درج کرتا ہے۔ (الخصال، عیون الاخبار)

۱۶۔ دارم بن قبیصہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب شعبان کا مہینہ داخل ہوتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ابتداء میں تین،

وسط میں تین اور آخر میں تین روزے رکھتے تھے اور ماہِ رمضان شروع ہونے سے پہلے دو دن یا ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے پھر (ماہِ مبارک کے روزے) شروع کر دیتے تھے۔ (الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ بعض سالوں میں ایسا کرتے تھے ورنہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ اکثر پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے اور ان کو ماہِ رمضان کے روزوں سے وصل کرتے تھے۔

۱۷۔ عبداللہ بن فضل ہاشمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شعبان کے روزے بروزِ قیامت بندہ کا ذخیرہ ہیں اور جو بندہ شعبان میں زیادہ روزے رکھے گا خدا اس کی معیشت کی اصلاح کرے گا اور اس کے دشمن سے اس کی کفایت کرے گا اور شعبان کا صرف ایک روزہ رکھنے والے کو جو کمترین ثواب ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (الامالی، فضائل شعبان)

۱۸۔ علاء بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان خدا کا مہینہ ہے۔ پس جو شخص میرے مہینہ میں صرف ایک روزہ رکھے گا قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا اور جو شخص میرے مہینہ میں دو دن روزہ رکھے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو میرے مہینہ میں تین روزے رکھے گا اس سے کہا جائے گا کہ از سر نو عمل کر۔ الخ۔۔۔[1] (ایضاً)

۱۹۔ علی بن فضال اپنے باپ (فضال) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہ شعبان کی یکم کو روزہ رکھے اس کے لیے رحمت خداوندی واجب ہو جاتی ہے اور جو شعبان کے دو روزے رکھے اس کے لیے رحمت، مغفرت اور کرامت و بزرگی واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص آخر شعبان میں تین روزے رکھے اور انہیں ماہِ رمضان سے ملائے اس کے لیے مسلسل دو ماہ کے روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (فضائل شہر شعبان)

۲۰۔ مروان بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان خدا کا۔ پس جو میرے مہینہ میں صرف ایک دن روزہ رکھے گا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی اور جو اس میں دو

---

[1] اس حدیث کا تتمہ یوں ہے: اور جو شخص ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ اور زبان کی حفاظت کرے اور لوگوں سے اپنی اذیت روکے تو خدائے غفار اس کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے اور اسے دار القرار (جنت) میں داخل کرتا ہے اور اہل توحید میں سے عالج نامی ٹیلہ کی ریت کے دانوں کے برابر تعداد میں گنہگاروں کے حق میں اس کی شفاعت و سفارش کو قبول کرتا ہے۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

روزے رکھے گا تو وہ قیامت کے دن نبیوں اور صدیقوں کے رفقاء میں سے ہوگا اور جو پورا مہینہ روزہ رکھے گا اور اسے ماہِ رمضان سے ملائے گا تو یہ اس کے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کا حتیٰ کہ خون حرام (قتل ناحق) کا کفارہ بن جائے گا۔ (ایضاً)

۲۱۔ ضحاک حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان خدا کا۔ پس جو شخص میرے مہینہ میں روزہ رکھے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور جو خدا کے مہینہ میں روزہ رکھے گا تو خدا قبر میں اس کی وحشت کا انیس ہوگا۔ پھر بہت سا ثواب بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہینہ میں روزہ رکھو تا کہ آنحضرتؐ قیامت کے دن تمہارے شفیع ہوں۔ اور خدا کے مہینہ کے روزے رکھو تا کہ مہر زدہ شرابِ طہور کے قریب ہو جاؤ اور جو شخص شعبان کا ماہِ رمضان سے وصل کرے گا اس کے لیے مسلسل دو ماہ کے روزے لکھے جائیں گے۔ (ایضاً)

۲۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود بکر بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ شعبان کے روزہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: رکھ۔ عرض کیا: فصل کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: نصف کے بعد ایک دن فصل کر۔ اور پھر وصل کر۔ (قرب الاسناد)

۲۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آپ کے آباء واجدادؑ میں سے کسی نے شعبان کے روزے رکھے ہیں؟ فرمایا: ہاں میرے آباء واجداد اس کے روزے رکھتے تھے اور میں بھی رکھتا ہوں۔ اور اپنے شیعوں کو اس کے روزے رکھنے کا حکم دیتا ہوں! پس تم میں سے جو شخص شعبان کے روزے رکھے یہاں تک کہ انہیں ماہِ رمضان سے ملا دے۔ تو خدا پر لازم ہوگا کہ اسے دو جنتیں عطا فرمائے اور ہر رات افطاری کے وقت اسے وسط عرش سے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے کہ تو بھی مبارک اور پاک ہے اور تیرے لیے جنت مبارک اور خوشگوار ہے۔ تیرے (فضیلت کے) لیے یہی بات کافی ہے کہ تو نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی وفات کے بعد مسرور وشادکام کیا ہے۔ (المقنعہ)

۲۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن مہران جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے علاقہ کے لوگوں کو شعبان کا روزہ رکھنے پر آمادہ کر۔ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! کیا آپؑ اس میں کچھ فضیلت سمجھتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

یہ دستور تھا کہ جب شعبان کا چاند دیکھتے تھے تو ایک منادی کو حکم دیتے تھے جو مدینہ میں ندا کرتا تھا۔ اے یثرب کے رہنے والو! میں تمہارا رسول ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ شعبان میرا (مخصوص) مہینہ ہے پس خدا اس بندہ پر رحم و کرم فرمائے جو میرے مہینہ میں (روزہ رکھ کر) میری اعانت کرے۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی کو شعبان میں ندا دیتے ہوئے سنا ہے اس وقت سے میرا شعبان کا کوئی روزہ قضا نہیں ہوا ہے اور آئندہ بھی زندگی بھر کبھی قضا نہیں ہوگا انشاء اللہ۔ پھر فرماتے تھے: مسلسل دو مہینوں کا روزہ رکھنا منجانب اللہ (ہر گناہ کی) توبہ ہے۔ (مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ و ۲۶ و ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

ماہ شعبان میں استغفار کرنا، لا الٰہ الا اللہ پڑھنا، صدقہ دینا اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عباس بن ہلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ ایک حدیث کے ضمن میں فرما رہے تھے: جو شخص شعبان میں ہر روز ستر بار استغفار کرے تو خدا بروز قیامت اسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمرے میں محشور فرمائے گا۔ اور اس کے لیے خدا کی طرف سے عزت و کرامت واجب ہو جائے گی اور جو شخص ماہِ شعبان میں صدقہ دے اگرچہ ایک دانۂ خرما کا کچھ حصہ ہی ہو تو خدا اس کے جسم کو جہنم پر حرام قرار دے گا۔ (عیون الاخبار، الخصال)

۲۔ ریان بن صلت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص شعبان میں ہر روز ستر بار اس طرح استغفار کرے: ﴿استغفر اللّٰہ و اسئلہ التوبۃ﴾ خدا اس کے لیے جہنم سے برأت نامہ اور پل صراط سے گزرنے کا پروانہ لکھ دیتا ہے اور اسے دار القرار (جنت) میں داخل کرتا ہے۔ (الآمالی، عیون الاخبار)

۳۔ حسین بن زیاد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص شعبان میں صدقہ دے تو خدا اس کی اس طرح تربیت کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اونٹنی کے بچہ کی تربیت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ دیکھے گا کہ اس کا وہ صدقہ کوہِ احد کے برابر بن چکا ہے۔ (الآمالی)

۴۔ محمد بن ابوحمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شعبان کے مہینہ میں ہر روز ستر بار اس طرح استغفار کرے: ﴿استغفر اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم الحی القیوم و اتوبُ الیہ﴾ اسے ''افق مبین'' میں رکھا جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ ''افق مبین'' کیا ہے؟ فرمایا: عرش الٰہی کے سامنے ایک جگہ ہے جس میں نہریں جاری ہیں جن کے کناروں پر آسمانی تاروں کے برابر پیالے رکھے ہیں۔
(الخصال، ثواب الاعمال، فضائل شہر شعبان، کتاب الاقبال)

۵۔ علی بن حسن بن فضال اپنے باپ (حسن) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص شعبان میں ہر روز ستر بار استغفار کرے تو خدائے غفار اس کے تمام گناہ بخش دے گا اگرچہ تعداد میں آسمانی ستاروں کے برابر ہوں۔

(الامالی، عیون الاخبار، فضائل شہر شعبان)

۶۔ ابراہیم بن میمون حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہ شعبان میں روزہ رکھنا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے۔ میں نے عرض کیا: اس مہینہ میں سب سے بہتر دعا کون سی ہے؟ فرمایا: استغفار کرنا! کیونکہ جو شخص شعبان میں ہر روز ستر بار استغفار کرے وہ ایسا ہے جیسے کسی دوسرے مہینہ میں ستر ہزار بار استغفار کرے۔ پھر عرض کیا: کس طرح کروں؟ فرمایا: ﴿استغفر اللّٰہ و اسئلہ التوبۃ﴾۔ (فضائل شہر شعبان)

۷۔ جناب سید ابن طاؤسؒ باسناد خود داؤد رقی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے رجب کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تم شعبان کے روزہ سے کیوں غافل ہو؟ عرض کیا: جو شخص شعبان کا ایک دن روزہ رکھے اس کا ثواب کیا ہے؟ فرمایا: جنت! عرض کیا: شعبان میں افضل ترین عمل کیا ہے؟ فرمایا: صدقہ دینا اور استغفار کرنا۔ (پھر فرمایا) جو شخص شعبان میں صدقہ دے تو خدا اس کی اس طرح تربیت کرتا ہے۔۔۔ (تا آخر جیسا کہ حدیث نمبر۳ میں گزر چکا ہے)۔ (کتاب الاقبال)

۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص شعبان کے پورے مہینہ میں ایک ہزار بار اس طرح تہلیل کرے تو خدا اس کے لیے ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ وہ تہلیل یہ ہے: ﴿لا الٰہ الا اللّٰہ ولا نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ المشرکون﴾۔ (ایضاً)

۹۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ باسناد خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رجب کا مہینہ میری امت کے لیے طلب مغفرت کرنے کا مہینہ ہے لہٰذا اس میں بکثرت استغفار کرو کیونکہ خدا غفور و رحیم ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے۔

رجب میں بکثرت کہو: ﴿استغفر اللّٰہ﴾ اور خدا سے سوال کرو کہ وہ تمہارے گناہوں سے درگزر کرے اور تمہارے گزشتہ گناہوں کی توبہ قبول کرے اور آئندہ زندگی میں تمہیں محفوظ رکھے اور شعبان میں اپنے نبیؑ اور ان کی آلؑ پر بکثرت درود پڑھو۔ شعبان کو اس لیے شفاعت کا مہینہ کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی شفاعت کریں گے جو اس مہینہ میں ان پر درود پڑھے گا۔ اور رجب کو اس لیے ''اصب'' کہا جاتا ہے کہ اس میں میری امت پر رحمت (خداوندی) اس طرح برستی ہے جس طرح برسنے کا حق ہے اور اسے ''رجم'' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں مشرکوں سے قتل وقتال کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور یہ محترم مہینوں میں سے ہے۔

(نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰؒ)

حرام اور مکروہ روزوں کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل دس باب ہیں)

باب ۱

دونوں عیدوں کے روزوں کی حرمت کا بیان اور مختلف حرام روزوں کے انواع و اقسام اور اس شخص کا حکم جو چند مخصوص دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانے اور اتفاقاً اس وقت حرام دن ہوں؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہے جن میں سے چار کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور جہاں تک حرام روزوں کا تعلق ہے تو وہ عید الفطر، عید الاضحیٰ کا روزہ ہے اور ایام تشریق کے تین روزے (جو منٰی میں ہو) اور یوم الشک کا روزہ۔۔۔ اور وصال کا روزہ حرام ہے۔ چپ کا روزہ حرام ہے، گناہ کی منت کا روزہ حرام ہے۔ صوم الدھر حرام ہے۔
(الفقیہ، المقنعہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھ دنوں کے روزوں سے منع کیا ہے۔ عید الفطر، عید قربان، یوم الشک اور ایام تشریق۔ (ایضاً و التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عید الفطر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس دن روزہ نہیں رکھنا چاہیئے اور نہ ہی ایام تشریق میں رکھنا چاہیئے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود قاسم صیقل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ اے میرے آقا! ایک شخص نے منت مانی ہے کہ وہ زندگی بھر ہفتہ میں ایک (خاص) دن روزہ رکھا کرے گا اور اتفاقاً وہ دن عید الفطر یا عید قربان یا ایام تشریق میں آ گیا تو؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ خدا نے ان دنوں میں تم سے روزہ ختم کر دیا ہے لہٰذا تم اس دن کے عوض کسی اور دن روزہ رکھو۔ (التہذیب)

۶۔ جناب محمد بن ابراہیم نعمانی باسناد خود کرام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے منت مانی کہ میں قائم آل محمد علیہ السلام کے قیام تک کبھی دن میں طعام نہیں کھاؤں گا (یعنی ہمیشہ روزہ رکھوں گا)۔ پس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا: اے کرام! روزہ رکھ۔ مگر عیدین میں، ایام تشریق میں اور سفر اور مرض کی حالت میں نہ رکھ۔ (غیبت نعمانی، الفروع، التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد آئندہ ابواب میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

ایام تشریق کے دنوں کا روزہ صرف اس شخص کے لیے حرام ہے جو منٰی میں ہو۔ دوسروں کے لیے نہیں! اور اس شخص کا حکم جو اشہر حرم میں کسی کو قتل کرے اور (کفارہ کے) دو ماہ کے روزے شروع کرے اور ان میں عید یا ایام تشریق آ جائیں؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (ذی الحجہ کے) ایام تشریق کے روزہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: عام شہروں میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں البتہ بمقام منٰی میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنع، الفقیہ)

۲۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ منٰی میں قربانی تین دن تک ہو سکتی ہے۔ پس جو شخص روزہ رکھنا چاہے تو وہ اس وقت تک نہ رکھے جب تک تین دن نہ گزر جائیں۔ اور عام شہروں میں قربانی صرف ایک دن ہوتی ہے۔ پس جو وہاں روزہ رکھنا چاہے وہ دوسرے دن رکھے۔ (الفقیہ)

۳۔ عمار بن موسیٰ ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ مقام منٰی میں قربانی کب تک ہو سکتی ہے؟ فرمایا: چار دنوں تک۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے مروی ہے کہ ایام تشریق میں اس لیے روزہ کو

ناپسند کیا گیا ہے کہ ان دنوں میں بندے خدا کے زائر اور اس کے مہمان ہوتے ہیں اور مہمان کو نہیں چاہیئے کہ جس کی زیارت کے لیے جائے اور جس کا مہمان ہو۔ وہاں (اس کی اجازت کے بغیر) روزہ رکھے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد بن ابو حلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: عید قربان کے بعد تین دن تک روزہ نہیں رکھا جا سکتا۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدیل بن ورقاء خزاعی کو خاکستری رنگ کے اونٹ پر سوار کر کے ایام منیٰ میں لوگوں کے پاس بھیجا کہ جا کر منادی کرو کہ منیٰ میں قیام کے دوران روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اور اس سے بھی پہلے (بقیہ الصوم الواجب باب ۳ اور باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ از ذبح میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

عید الفطر کے بعد تین دن تک روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد بن ابو حلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: عید قربان کے بعد تین دن تک روزہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی عید الفطر کے بعد تین دن تک روزہ ہے کیونکہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ (التہذیب والفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ عید الفطر کے جو دو دن ہوتے ہیں ان میں روزہ رکھا جائے یا نہ؟ فرمایا: میں تمہارے لئے مکروہ جانتا ہوں کہ تم ان دنوں میں روزہ رکھو۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان کے روزے افطار کرو (ختم ہو جائیں) تو جب تک عید الفطر کے بعد تین دن نہ گزر جائیں تب تک ہرگز کوئی مستحبی روزہ نہ رکھو۔ (التہذیب والاستبصار)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس ممانعت کا مطلب یہ ہے کہ ان دنوں کے روزہ میں وہ فضیلت نہیں ہے جو دوسرے دنوں کے روزوں میں ہے۔ اگرچہ ان دنوں میں بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔ جیسا کہ زہری والی

حدیث میں گزر چکا ہے کہ شوال کے چھ دنوں کے روزہ میں آدمی کو اختیار ہے رکھے یا نہ رکھے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ زہری والی حدیث میں یہ احتمال ہے کہ اس میں جو یہ اختیار دیا گیا ہے شاید وہ ان تین دنوں کے بعد ہو؟ (واللہ العالم)

باب ۴

صوم الوصال حرام ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ روزہ دار اپنا رات کا کھانا سحری کو قرار دے یا اس طرح دو دن روزہ رکھے کہ درمیان میں افطار نہ کرے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ روزہ میں وصال نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: روزہ میں نہ وصال ہے اور نہ خاموشی ہے بلکہ دن سے رات تک ہے۔

(الفقیہ، الفروع، الامالی للصدوقؒ والامالی لابن الشیخ الطوسیؒ)

۳۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: روزہ میں وصال نہیں ہے۔ صوم الوصال حرام ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صوم الوصال کی ممانعت فرمائی اور خود صوم الوصال رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپؐ سے عرض کیا گیا (کہ یہ قول و فعل کا تضاد کیوں؟) فرمایا: میں تم جیسا نہیں ہوں (گو بظاہر کچھ نہیں کھاتا مگر) میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہوں اور مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وصالِ ممنوع کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ آدمی اپنا رات کا کھانا سحری کو ہی قرار دے۔ (ایضاً، الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسان بن مختار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ روزہ میں وصال کیا ہے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ میں نہ وصال ہے اور نہ خاموشی۔ بلکہ صرف دن سے رات تک ہے۔ اور ملکیت میں نہ داخل غلام کو آزاد نہیں کیا جا سکتا۔ (الفروع)

۷۔ حفص بن البختری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جو روزہ میں وصل کرتا ہے وہ دن اور رات کو روزہ رکھتا ہے اور صبح سحری کے وقت افطار کرتا ہے۔ (ایضاً)

۸۔ قبل ازیں باب ۲۹ میں بروایت محمد بن سلیمان حضرت امام جعفر صادق علیہ العلام سے وصال کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں کہ آدمی مسلسل دو دن روزہ رکھے اور درمیان میں افطار نہ کرے۔

۹۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں حریز کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے بروایت زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ﴿لا قرآن بین صومین﴾ (کہ دو روزوں میں اتصال نہیں ہے)۔ (السرائر)

۱۰۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ از آداب صائم اور صوم مندوب باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ آئندہ ابواب میں ذکر کی جائیں گی پھر وصال کی کئی تفسیریں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان سب صورتوں میں وصال صادق آتا ہے (جو کہ حرام ہے)۔

باب ۵

خاموشی کا روزہ رکھنا حرام ہے اور عاشوراء اور سوموار کے روزہ کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: روزہ میں خاموشی نہیں ہے بلکہ وہ دن سے رات تک ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: خاموشی کا روزہ حرام ہے۔ (ایضاً، کذا فی وصیۃ النبی لعلی علیہ السلام)

۳۔ زید بن علی اپنے والد سے اور وہ حضرت علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت میں رہبانیت نہیں ہے اور نہ ہی سیاحت ہے (کہ آدمی کہیں گھر بار نہ بنائے اور ہمیشہ ادھر اُدھر پھرتا ہے) اور نہ ہی ذم یعنی خاموشی ہے۔ (معانی الاخبار، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور بطور تبرک روز

عاشوراء اور سوموار کے روزہ کے حرام ہونے کا تذکرہ بھی قبل ازیں (باب ۲۰ و ۲۲ از صوم مندوب میں) گزر چکا ہے۔

باب ۶

گناہ کرنے کی منت مان کر بطور شکرانہ روزہ رکھنا اور سوائے چند مستثنیٰ شدہ صورتوں کے سفر و مرض کی حالت میں واجبی روزہ رکھنا حرام ہے۔ اسی طرح حیض و نفاس کی حالت میں بھی روزہ رکھنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ گناہ کرنے کی منت کا روزہ حرام ہے۔
(الفقیہ، کذا فی وصیۃ النبی لعلی علیہ السلام)

۲۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ شعبان کا روزہ رکھے یہ اس کے لئے ہر ذلت اور وسمہ سے پاکیزگی کا باعث ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ "وسمہ" کیا ہے؟ فرمایا: گناہ کرنے کی قسم کھانا۔ (پھر فرمایا) گناہ کرنے کی منت نہیں ہوتی۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، مصباح المتہجد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ باب میں مذکورہ دیگر عناوین پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے متعدد بابوں میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

پورے دھر (زمانہ) کا اس طرح روزہ رکھنا کہ جس میں وہ دن بھی شامل ہوں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ حرام ہے۔ اور اگر ان دنوں میں افطار کیا جائے تو پھر جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صوم الدھر کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: یہ روزہ ہمیشہ ناپسندیدہ رہا ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور صوم الدھر حرام ہے۔ (الفقیہ وغیرہ، کذا فی وصیۃ النبی لعلی علیہ السلام)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے صوم الدھر کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے اسے ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: ہاں

البتہ اس طرح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ (الفروع)

۴۔ جناب سید بن طاؤس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام چالیس سال تک برابر اپنے والد ماجدؑ پر اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت خدا میں جاگ کر بسر کرتے۔ (کتاب الملہوف)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۷ میں) ایسی متعدد حدیثیں گزر چکی ہیں جن میں مذکور ہے کہ جو شخص ہر ماہ تین روزے رکھے خدا اس کے لیے صوم الدھر کا ثواب درج کرتا ہے اور سابقہ اور لاحقہ حدیثوں سے صوم الدھر کا اس طرح جواز ثابت ہوتا ہے کہ ایام محرمہ میں افطار کیا جائے اور باقی دنوں میں رکھا جائے۔ گو ایسا کرنا بھی مکروہ ضرور ہے۔

باب ۸

عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھے۔ (الفروع)

۲۔ قاسم بن عروہ اپنے بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھنا مناسب نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! شوہر کا زوجہ پر کیا حق ہے؟ فرمایا: اس کی اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے، اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے صدقہ نہ دے، اور نہ اس کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھے، اور اگر وہ مقاربت کرنا چاہے تو اسے نہ روکے اگرچہ پالان شتر پر بھی ہو۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۴۔ عمرو بن جبیر عزرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! شوہر کا بیوی پر کیا حق ہے؟ فرمایا: وہ اس سے بہت زیادہ ہے کہ بیان کیا جائے! عرض کیا: پھر بھی کچھ تو بتائیں؟ فرمایا: شوہر کی اجازت کے بغیر اسے مستحبی روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھ سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے (یعنی حرام نہیں ہے کیونکہ ہر مکروہ جائز ہوتا ہے)۔ (بحار الانوار، المسائل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) اور کتاب النکاح (باب ۱۲۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

مہمان کا میزبان کی اجازت کے بغیر اور میزبان کا مہمان کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی شہر میں داخل ہو تو وہ جب تک وہاں سے کوچ نہ کر جائے تب تک وہ وہاں اپنے ہم مذہبوں کا مہمان ہوتا ہے اور مہمان کو نہیں چاہیئے کہ ان کی اجازت کے بغیر (مستحبی) روزہ رکھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اس کے لیے کچھ (کھانا وغیرہ) تیار کریں اور وہ (اس کے روزہ کی وجہ سے) خراب ہو جائے اور نہ ہی ان لوگوں کو چاہیئے کہ اس کی اجازت کے بغیر روزہ رکھیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اسے کھانے کی خواہش ہو۔ مگر وہ شرم کی وجہ سے طلب نہ کرے (کہ ان کو روزہ ہے)۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے ایام تشریق کے روزہ کے بیان (باب ۲) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

غلام کا اپنے آقا اور اولاد کا اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر (مستحبی) روزہ رکھنا مکروہ ہے اور دیگر چند مکروہ اور حرام روزوں کا بیان؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زہری سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور جہاں تک اس روزہ کا تعلق ہے جو اجازت لے کر رکھا

جاتا ہے تو وہ چند قسم کا روزہ ہے۔ مثلاً عورت مستحبی نہ رکھے مگر شوہر کی اجازت سے، غلام مستحبی روزہ نہ رکھے مگر اپنے آقا کے اذن سے، مہمان مستحبی روزہ نہ رکھے مگر اپنے میزبان کے اذن سے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی قوم کا مہمان ہو وہ ان کی اجازت کے بغیر ہرگز روزہ نہ رکھے۔

(الفقیہ وغیرہ کذا فی وصیۃ النبی لعلی علیہ السلام)

۲۔ ہشام بن الحکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ مہمان کی فقاہت اور معرفت سے ہے کہ وہ اپنے میزبان کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہ رکھے اور یہ امر عورت کی اطاعت میں داخل ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہ رکھے اور یہ امر غلام کی بہتری، اطاعت اور اپنے آقا کی خیر خواہی میں سے ہے کہ وہ اپنے آقا کے اذن وامر کے بغیر مستحبی روزہ نہ رکھے اور یہ امر اولاد کی ماں باپ کے ساتھ نیکی میں داخل ہے کہ وہ اپنے والدین کی اجازت اور امر کے بغیر مستحبی روزہ نہ رکھے ورنہ مہمان جاہل، عورت نافرمان، غلام فاسق اور اولاد عاق متصور ہوگی۔

(الفقیہ، علل الشرائع، الفروع)

۳۔ علل الشرائع میں بروایت نشیط بن صالح یہ روایت اسی طرح مروی ہے البتہ اس میں اس قدر اضافہ ہے: اولاد کی نیکی میں داخل ہے کہ وہ مستحبی روزہ نہ رکھے۔ مستحبی حج نہ کرے، مستحبی نماز نہ پڑھے مگر اپنے والدین کی اجازت اور ان کے امر کے ساتھ۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (من یصح عنہ الصوم، باب ۱۲ میں) کئی ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو کئی مکروہ اور حرام روزوں پر دلالت کرتی ہیں جیسے عرفہ کا روزہ جسے دعا وعمل سے کمزور کرے، سفر میں مستحبی روزہ رکھنا وغیرہ اور یہ بات بھی گزر چکی ہے۔ (آداب الصائم باب ۸ میں) کہ جب دعوت افطار دی جائے تو مستحبی روزہ کا کھولنا مستحب ہے وغیرہ وغیرہ۔

كتاب الاعتكاف

اضافہ منجانب مترجم عفی عنہ

اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ بقصد عبادت مسجد خانۂ خدا میں قیام کرنا تا کہ انسان دنیا و مافیہا سے الگ تھلگ ہو کر پورے اطمینان قلب، سکون نفس اور حضوریٔ دماغ کے ساتھ اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں وظیفۂ بندگی ادا کیا جاسکے۔ اور اس کے فیوض و برکات سے کما حقہ استفادہ کیا جاسکے۔

مخفی نہ رہے کہ قرآن مجید میں دو جگہ اعتکاف کا تذکرہ موجود ہے۔ حضرت خلیل و اسماعیل علیہما السلام کو ارشاد قدرت ہوتا ہے:

﴿اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾۔

''میرے (اس) گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے واسطے صاف ستھرا رکھو'' (سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۵)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾

''جب تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے بیٹھو تو ان سے (رات کو بھی) ہمبستری نہ کرو''۔ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۸۷)

(احقر مترجم عفی عنہ)

کتاب الاعتکاف

(اس سلسلہ میں کل بارہ باب ہیں)

باب ۱

اعتکاف کا مستحب ہونا اور ماہِ رمضان میں اور وہ بھی اس کے آخری عشرہ میں مؤکد ہونا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہے جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تھا تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھ جاتے تھے، ان کے لیے (مسجد میں) بالوں کا ایک قبہ بنا دیا جاتا تھا۔ اور (عبادت خدا کے لیے) اپنی کمر کس لیتے تھے اور اپنا فرش خواب لپیٹ کے رکھ دیتے تھے۔ الحدیث۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگ بدر ماہِ رمضان میں ہوئی تھی جس کی وجہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف نہ بیٹھ سکے۔ اس لیے اس سے اگلے سال آنحضرتؐ دو عشرے اعتکاف بیٹھے یعنی ایک عشرہ اس سال کیلئے اور دوسرا عشرہ تلافی مافات کیلئے۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ماہِ رمضان میں ایک عشرہ اعتکاف بیٹھنا دو حجوں اور دو عمروں کے برابر ہے۔ (الفقیہ، المقنع)

۴۔ ابوالعباس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک سال حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہِ رمضان کے پہلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے۔ دوسرے سال اس کے دوسرے عشرہ میں اور تیسرے سال اس کے تیسرے عشرہ میں۔ بعد ازاں ہمیشہ ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں ہی بیٹھا کرتے تھے۔ (الفقیہ، الفروع)

۵۔ داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتکاف نہیں ہوتا مگر ماہِ رمضان کے (آخری) دو عشروں میں۔ (الفقیہ)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے مگر انہوں نے دو عشروں کی بجائے ''آخری عشرہ'' کا لفظ روایت کیا ہے۔ فراجع۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اغسال مسنونہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اعتکاف کی شرط ہے کہ روزہ رکھا جائے اس کے بغیر منعقد نہیں ہوتا اور وجوب کے وقت واجب ہو جاتا ہے اور عورت کیلئے شوہر اور غلام کے لیے آقا کی اجازت کی بھی شرط ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور جب تک تم اعتکاف میں ہو اس وقت روزہ رکھو گے۔

(الفقیہ، الفروع)

۲۔ زہری حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اعتکاف کا روزہ واجب ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتکاف نہیں ہوتا مگر روزہ کے ساتھ۔

(عیون الاخبار، کذا عن الصادق علیہ السلام۔ کما فی الفروع)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اعتکاف بیٹھے گا وہ روزہ بھی رکھے گا۔ (کتب اربعہ)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتکاف نہیں ہوتا مگر روزہ کے ساتھ۔

(التہذیب والاستبصار، کذا فی منتہی المطلب للعلامہ الحلی والمعتبر للمحقق الحلی)

۶۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بندہ اعتکاف بیٹھے تو اسے چاہیئے کہ روزہ بھی رکھے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور جہاں تک شوہر اور آقا کی اجازت کا تعلق ہے تو وہ اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عورت اور غلام شوہر اور آقا کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتے اور اعتکاف بھی بالاصل واجب نہیں ہے (لہٰذا یہاں بھی وہ شرط عائد ہوگی) اور بعد ازیں (باب ۶ و ۱۱ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شوہر اور آقا کی اطاعت واجب ہے اور وہ تمتع اور خدمت لینے کے حقدار ہیں۔

باب ۳

اعتکاف بیٹھنے والا مرد ہو یا عورت اعتکاف کے لیے شرط ہے کہ وہ مسجد الحرام یا مسجد نبویؐ یا مسجد کوفہ یا مسجد بصرہ یا (شہر کی) جامع مسجد میں ہو۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتکاف نہیں ہوتا مگر روزہ کے ساتھ اور وہ بھی جامع مسجد میں الحدیث۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ مروی ہے کہ اعتکاف نہیں ہوتا مگر اس مسجد میں جس میں نماز جمعہ امام (پیشنماز) اور خطبہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہو۔ (المقنع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اس یعنی مکہ کے سوا اعتکاف بیٹھنا درست نہیں ہے مگر مسجد نبویؐ میں یا ان مساجد میں سے کسی مسجد میں جس میں نماز باجماعت پڑھی جاتی ہو۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ علی بن غراب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتکاف بیٹھنے والا جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھے۔ (ایضاً)

۵۔ ابوالصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھنے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں اعتکاف کو جائز نہیں جانتا مگر مسجد الحرام یا مسجد نبوی یا جامع مسجد میں۔ (التہذیب)

۶۔ یحییٰ بن علا دارنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتکاف نہیں ہوتا مگر جامع مسجد میں۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ سے اعتکاف کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اعتکاف درست نہیں ہے مگر مسجد الحرام یا مسجد نبویؐ یا مسجد کوفہ یا اس مسجد میں جس میں نماز باجماعت ہوتی ہو۔ اور تم جب تک اعتکاف میں ہو تب تک روزہ بھی رکھو۔ (الفروع)

۸۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ بغداد کی بعض مساجد میں اعتکاف بیٹھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اعتکاف نہیں ہوتا مگر اس جماعت والی مسجد میں جس میں امام عادل نے نماز باجماعت پڑھاتی ہو اور مسجد کوفہ و بصرہ، مسجد مدینہ اور مسجد مکہ میں اعتکاف بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں یہ حدیث بھی ہر جامع مسجد کو شامل ہے کیونکہ امام عادل امام معصوم سے عام ہے جیسے کہا جاتا ہے: شاہد عادل۔ شاید امام علیہ السلام کی مراد بغداد کی کسی اس مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کی ممانعت کرنا ہے جو جامع نہ ہو۔

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ مدائن کی مسجد میں بھی جائز ہے۔ (الفقیہ)

۱۰۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں اعتکاف بیٹھنے کو جائز نہیں سمجھتا مگر مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں اور معتکف کو بغیر کسی اشد ضروری کام کے مسجد سے باہر نہیں نکلنا چاہیئے۔ پھر وہاں بیٹھے۔ نہ۔ اور واپس پلٹ آئے۔ (پھر فرمایا) اور عورت کا بھی یہی حکم ہے۔ (کتب اربعہ)

۱۱۔ علامہ حلیؒ اور محققؒ احمد بن محمد بن ابونصر کی جامع سے بروایت داؤد بن حصین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتکاف نہیں ہوتا مگر روزہ کے ساتھ اور اس شہر میں جس میں تم موجود ہو۔ (المنتہیٰ والمعتبر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ شہر کی قید اس لیے ہے کہ غالباً شہر کے علاوہ جامع مسجد ہوتی ہی نہیں۔ یا اس طرف اشارہ ہے کہ قصد اقامت کرنا چاہیئے تاکہ روزہ بغیر کراہت کے درست ہو (کیونکہ سفر میں مستحبی روزہ مکروہ ہوتا ہے)۔ (الغرض معیار جامع مسجد ہے وہ کہیں بھی ہو)۔

۱۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ اعتکاف نہیں ہوتا مگر اس مسجد میں جس میں کسی نبی یا نبی کے کسی وصی نے نماز باجماعت پڑھائی ہو۔ اور ایسی مسجدیں صرف چار ہیں: (۱) مسجد الحرام جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز باجماعت پڑھائی ہے۔ (۲) مسجد نبویؐ جس میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم اور حضرت امیر علیہ السلام نے پڑھائی ہے۔ (۳) مسجد کوفہ۔ (۴) اور مسجد بصرہ۔ جن میں حضرت امیر علیہ السلام نے نمازِ باجماعت پڑھائی ہے۔ (المقنعہ، المقنع [1])

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ صرف فضل و کمال پر محمول ہے۔ اسی طرح وہ حدیثیں جن میں جمعہ اور خطبہ کی شرط مذکور ہے وہ بھی فضل و کمال پر محمول ہیں۔ [2]

۱۳۔ علامہ حلیؒ جناب ابن عقیل (عمانی) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے: آل رسول علیہم السلام کے نزدیک اعتکاف صرف مسجدوں میں بیٹھا جا سکتا ہے اور افضل اعتکاف وہ ہے جو مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد کوفہ اور تمام شہروں کی جامع مسجدوں میں ہو۔ (المختلف)

۱۴۔ نیز علامہ حلیؒ جناب ابن جنیدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حسین بن سعید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر اس مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے جس میں امام عادل نے نماز جمعہ باجماعت پڑھائی ہو۔ اور اس مسجد میں بھی جائز ہے جس میں نماز جمعہ امام اور خطبہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

اعتکاف کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ کم از کم تین دن ہو اس سے کم نہ ہو اور یہ کہ جب آدمی دو دن اعتکاف بیٹھ جائے تو تیسرا دن واجب ہو جاتا ہے بشرطیکہ عدم وجوب کی شرط نہ لگائی ہو اور اسی طرح تین دن کے بعد کا حکم ہے (کہ ہر دو دن کے بعد تیسرا واجب ہو جاتا ہے)۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

---

[1] حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے المقنع میں مسجد مدائن کا بھی اضافہ کیا ہے کہ اس میں بھی حضرت امیر علیہ السلام نے نماز باجماعت پڑھائی ہے۔ نیز حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے المقنعہ میں نماز باجماعت سے نماز جمعہ مراد لی ہے نہ کہ عام نماز باجماعت جبکہ عام فقہاء عام نماز باجماعت مراد لیتے ہیں۔ فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] اشہر و اظہر قول یہی ہے کہ ہر جامع مسجد میں یہ عبادت ادا کی جا سکتی ہے جیسا کہ متعدد اخبار و آثار میں وارد ہے کہ ﴿لا یکون الاعتکاف الا فی مسجد جماعۃ﴾۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

فرمایا: جب کوئی شخص ایک دن اعتکاف بیٹھے اور (تین دن مکمل کرنے کی) شرط نہ لگائی ہو تو اسے حق حاصل ہے کہ اعتکاف کو ختم کر کے باہر نکل جائے اور اگر دو دن بیٹھ جائے اور (ختم کرنے کی) شرط نہ لگائی ہو تو پھر جب تک تین دن مکمل نہ ہو جائیں تب تک اعتکاف کو ختم کر کے باہر نہیں نکل سکتا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اعتکاف تین دن سے کم نہیں ہوتا۔ الحدیث۔ (ایضاً)

۳۔ ابوعبیدہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص تین دن اعتکاف بیٹھے اسے چوتھے دن اختیار ہے کہ اگر چاہے تو مزید تین دن بڑھائے اور اگر چاہے تو مسجد سے باہر نکل جائے اور اگر تین دن کے بعد دو دن بیٹھ جائے تو پھر جب تک تین دن مکمل نہ ہو جائیں اس سے پہلے (اعتکاف ختم کر کے) مسجد سے باہر نہیں نکل سکتا۔ (ایضاً)

۴۔ داؤد بن سرحان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے میرے سوال کئے بغیر از خود مجھ سے فرمایا کہ اعتکاف تین دن ہوتا ہے یعنی سنت یہ ہے انشاء اللہ۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اعتکاف والے آدمی پر شب و روز میں مجامعت حرام ہے۔ ہاں عورتوں سے میل جول رکھ سکتا ہے اور مستحب ہے کہ یہ میل جول بھی ایک قبہ لگا کر اس میں پوشیدہ طریقہ پر ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا اعتکاف والا آدمی اپنی زوجہ سے مقاربت کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب تک حالت اعتکاف میں ہے اپنی زوجہ کے پاس نہیں جا سکتا خواہ رات ہو اور خواہ دن۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان کا آخری عشرہ ہوتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھ جاتے تھے اور ان کے لیے بالوں کا ایک قبہ لگایا جاتا تھا اور (عبادت خدا کے لیے) کمر مضبوط باندھ لیتے تھے۔ اور اپنا بستر لپیٹ دیتے تھے۔ (اس مقام پر) بعضوں نے کہا اور عورتوں سے بالکل الگ تھلگ ہو جاتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہیں عورتوں سے بالکل الگ تھلگ نہیں ہوتے تھے۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام کے اس آخری فقرہ کو حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ آپؑ عورتوں سے میل جول، اٹھنا بیٹھنا اور بول چال بند نہیں کرتے تھے۔ ہاں البتہ مجامعت نہیں کرتے تھے۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس فقرہ کہ ''اپنا بستر لپیٹ دیتے تھے'' کا مطلب ظاہر ہے کہ مجامعت کرنا ترک کر دیتے تھے۔

باب ۶

اعتکاف کی حالت میں جماع کرنے کا کفارہ؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی معتکف اپنی زوجہ سے مجامعت کرے تو؟ فرمایا: اگر ایسا کرے تو اس پر وہی کفارہ واجب ہے جو ظہار کرنے والے پر واجب ہوتا[1] ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی معتکف اپنی زوجہ سے مقاربت کرے تو؟ فرمایا: وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو ماہِ رمضان کا عمداً ایک روزہ نہ رکھے۔ (تو جو کفارہ اس کا ہے وہی اس کا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا، یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا اور یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی مروی ہے کہ اگر رات کو مباشرت کرے تو اس پر ایک کفارہ اور اگر دن میں کرے تو اس پر دو کفارے واجب ہیں۔ (الفقیہ)

۴۔ عبد الاعلیٰ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اعتکاف کی حالت میں رات کے وقت اپنی اہلیہ سے ہم بستری کی تو؟ فرمایا: اس پر ایک کفارہ ہے۔ عرض کیا: اور اگر دن میں ہمبستری کرے تو؟ فرمایا: پھر اس پر دو کفارے واجب ہیں۔ (الفقیہ، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاّد حنّاط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت کا شوہر سفر میں تھا اور وہ اس کی اجازت سے اعتکاف بیٹھی ہوئی

---

[1] ظہار کا اور ماہِ رمضان کے روزہ نہ رکھنے یا رکھ کر توڑنے کا کفارہ ایک ہی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ظہار کا کفارہ مرتبہ ہے۔ پہلے غلام آزاد کرے اور اگر وہ نہ کر سکے تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے اور اگر وہ یہ بھی نہ رکھ سکے تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے مگر افطار صوم کا کفارہ مخیّرہ ہے کہ ان تین کاموں میں سے جو چاہے انجام دے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

تھی۔ اسے اطلاع ملی کہ اس کا شوہر سفر سے واپس گھر آ گیا ہے۔ تو وہ مسجد سے نکل کر گھر گئی۔ اور اپنے شوہر کے لیے بناؤ سنگار کر لیا۔ یہاں تک کہ اس نے اس سے ہمبستری کر لی تو؟ فرمایا: اگر ہنوز اس کے اعتکاف کو تین دن نہیں گزرے تھے اور اس نے اپنے اعتکاف میں یہ شرط بھی نہیں کی تھی (کہ چاہے گی تو نکل جائے گی) تو پھر اس پر وہی کفارہ واجب ہے جو ظہار کرنے والے پر ہے)۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ اس کفارہ کی مقدار وہی ہے نہ یہ کہ اس کی کیفیت بھی وہی ہے جیسا کہ اصحاب کی ایک جماعت نے کہا ہے۔

باب ۷

معتکف پر خواہ مرد ہو یا عورت مسجد میں ہی قیام کرنا واجب ہے۔ کسی ضروری کام جیسے جنازہ میں شرکت، عیادت مریض، اقامۂ جمعہ اور بول و براز کرنے یا کسی مؤمن کی حاجت برآری کرنے کے سوا باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن سرحان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ معتکف کو چاہیئے کہ وہ کسی خاص ضروری کام کے علاوہ مسجد سے باہر نہ نکلے اور اگر نکلے تو پھر بیٹھے نہ جب تک واپس نہ لوٹ آئے اور عورت کا حکم بھی یہی ہے۔

(کتب اربعہ)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معتکف کو نہیں چاہیے کہ وہ مسجد سے باہر نکلے سوائے کسی ضروری کام کے اور پھر وہاں بیٹھے نہ۔ جب تک واپس نہ آ جائے اور نہ نکلے مگر جنازہ کے لیے یا بیمار پرسی کے لیے، اور جب تک واپس نہ پلٹ آئے وہاں نہ بیٹھے۔ اور عورت کا اعتکاف بھی ایسا ہی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ داؤد بن سرحان بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار ماہِ رمضان میں مدینہ میں تھا۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اعتکاف بیٹھنا چاہتا ہوں تو کیا کروں اور اپنی ذات پر کیا فرض کروں؟ فرمایا: کسی ضروری کام کے بغیر مسجد سے نہ نکل اور کسی جگہ زیر سایہ نہ بیٹھ جب تک اپنی قیام گاہ کی طرف نہ لوٹ آئے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ میمون بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: فرزند رسولؐ! فلاں (حاکم) نے مجھ سے کچھ مال لینا ہے اور اب وہ مجھے

قید کرنا چاہتا ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: بخدا میرے پاس کچھ مال نہیں ہے تاکہ تیری طرف سے مال ادا کروں؟ اس نے کہا: پھر اس سے کچھ بات تو کریں! میمون کا بیان ہے کہ امامؑ نے جوتا پہنا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! کیا آپؑ اپنا اعتکاف بھول گئے ہیں؟ فرمایا: بھولا نہیں ہوں مگر میں نے اپنے والدؑ کو اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے برادر مؤمن کی حاجت برآری کی کوشش کرے تو گویا اس نے اس طرح نو ہزار سال تک خدا کی عبادت کی ہے کہ جس میں دن کو روزہ رکھا جائے اور رات جاگ کر عبادت خدا میں بسر کی جائے۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معتکف کو جائز نہیں ہے کہ وہ مسجد سے باہر نکلے ماسوائے جمعہ کے یا جنازہ کے یا بول و براز کے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۸ و ۱۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جب اعتکاف والا آدمی کسی ضروری کام کیلئے باہر نکلے تو اس کیلئے بیٹھنا اور بحالت اختیاری زیر سایہ چلنا اور سوائے مکہ کے اپنی مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مکہ میں اعتکاف بیٹھا ہوا ہو وہ اس کے گھروں میں جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے خواہ مسجد میں پڑھے یا اس کے گھروں میں پڑھے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ منصور بن حازم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مکہ میں اعتکاف بیٹھا ہوا ہے تو جہاں چاہے اس کے گھروں میں نماز پڑھ سکتا ہے مگر جو مکہ میں نہیں (کسی اور شہر میں معتکف ہے) وہ اس مسجد کے سوا جس میں اعتکاف بیٹھا ہوا ہے۔ اور کسی جگہ نماز نہیں پڑھ سکتا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص مکہ میں اعتکاف بیٹھا ہوا ہے وہ تو مکہ کے گھروں میں سے جس گھر میں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ برابر ہے کہ مسجد میں پڑھے یا کسی گھر میں! مگر جو شخص کسی

اور شہر میں اعتکاف بیٹھا ہوا ہے وہ اس مسجد کے سوا جہاں وہ اعتکاف بیٹھا ہے کسی گھر میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ سوائے اس کے جو مکہ میں معتکف ہے کہ وہ وہاں جس جگہ چاہے اعتکاف بیٹھ سکتا ہے کیونکہ پورا مکہ حرم خدا ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث میں وارد شدہ فقرہ "سوائے اس کے جو مکہ میں معتکف ہے کہ وہ وہاں جس جگہ چاہے اعتکاف بیٹھ سکتا ہے" کا مطلب یہ لیا ہے کہ وہ وہاں اعتکاف والی نماز جہاں چاہے پڑھ سکتا ہے۔ نہ یہ کہ جہاں چاہے اعتکاف بیٹھ سکتا ہے (کیونکہ وہ مسجد کے سوا کہیں بھی جائز نہیں ہے)۔

باب ۹

مستحب ہے کہ معتکف اسی طرح شرط مقرر کرے جس طرح احرام باندھنے والا شرط مقرر کرتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اعتکاف میں بیٹھے۔ اسے چاہیئے کہ وہ اس طرح شرط مقرر کرے جس طرح احرام باندھنے والا مقرر کرتا ہے۔ (کہ جب کوئی شرعی عذر پیدا ہوگا تو احرام کھول دے گا)۔

(کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اپنے اعتکاف میں اپنے پروردگار سے اسی طرح شرط مقرر کر جس طرح احرام میں کرتا ہے کہ جب کوئی عارضہ لاحق ہوگا یا کوئی تکلیف لاحق ہوگی تو تو اپنا اعتکاف ختم کر دے گا۔

(التہذیب والاستبصار)

باب ۱۰

معتکف پر خوشبو اور ریحان، لڑنا جھگڑنا اور خرید و فروخت کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو آدمی اعتکاف میں بیٹھا ہوا ہو وہ خوشبو نہ سونگھے اور نہ ہی ریحان سے لطف اندوز ہو۔ نہ کسی سے جھگڑا کرے اور نہ ہی خرید و فروخت کرے۔ (کتب اربعہ)

باب ۱۱

مرض اور حیض کی وجہ سے معتکف مسجد سے نکل سکتا ہے اور اگر اعتکاف واجب ہو تو (ازالۂ عذر کے بعد) اس کا اعادہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب معتکف بیمار ہو جائے یا اعتکاف میں بیٹھی ہوئی عورت کو حیض آ جائے تو وہ (مسجد سے نکل کر) اپنے گھر آ جائے۔ اور جب تندرست ہو جائے تو اس کا اعادہ کرے اور روزہ رکھے۔

(الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی و حضرت شیخ طوسی علیہما الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ بیمار پر یہ (اعادہ) لازم نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب اعتکاف میں بیٹھنے والی عورت کو حیض آ جائے تو وہ اپنے گھر چلی جائے گی۔ اور جب پاک ہو جائے گی تو لوٹ کر (مسجد) آئے گی اور جو (اعتکاف) اس پر لازم تھا اس کی قضا کرے گی۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ و ۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

مسجد الحرام میں دو ماہ تک اور اشہر حرم میں اعتکاف بیٹھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے برادر اسلامی کی کسی حاجت برآری کے لیے کوشش اور جدوجہد کرے اور خدا اس کے ہاتھوں پر اس کی حاجت برآری لکھ دے تو خداوند عالم اس کے لیے ایک حج و عمرہ اور مسجد الحرام میں دو ماہ تک اعتکاف بیٹھنے کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ ابراہیم صادقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جو شخص محض خوشنودی خدا کی خاطر اپنے برادر مؤمن کی حاجت برآری میں گام زنی کرے، یہاں تک کہ اس کا کام انجام دے دے۔ تو خداوند عالم اس کے نامۂ اعمال میں حج و عمرہ مبرورہ اور اشہر حرم میں دو ماہ روزہ رکھنے اور دو ماہ

تک مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھنے کا ثواب درج کرتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: بخدا برادر مؤمن کی حاجت برآری کرنا خدا کو یہ کام مسلسل دو ماہ تک روزے رکھنے اور دو ماہ تک مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھنے سے زیادہ پسند ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی اعتبار سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

❁❁❁❁❁

جلد ہفتم مسائل الشریعہ اردو ترجمہ وسائل الشیعہ ختم شد۔

و الحمد للہ اولاً و آخراً۔

بتاریخ ۲۹ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۸ ستمبر ۱۹۹۲ء بوقت چھ بجے شام۔

❁❁❁❁❁

بسم الله الرحمن الرحيم